لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لہم بشیء

چونکہ فی زماننا ہر ایک اقلیم سے جھوٹے مدعیون کی آوازین بلند ہین
تو سچے مدعی یعنے حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ موعود
دین محمدی کو اُنسے فرق کرکے پہچاننے کی ضرورت محسوس کرکے اس کتاب کو

المعیار الصحیح لمعرفۃ ظہور الروح والمسیح

نام رکھکر

احقر العباد سید مصطفی البہائی الشہیر بالرومی نے تحریر کیا
انجمن بہائیہ رنگون کے مصارف و مساعی سے سنہ ۱۳۲۸ھ
مطابق سنہ ۱۹۱۰ء مین

باہتمام مالا کلام عاجز قیام الدین احمد غفر اللہ الصمد و حکیم عبد الرحمن
مطبع انوار محمدی ویلسلی اسٹریٹ نمبر ۱۵ کلکتہ مین طبع ہوئی

لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لھم بشیء

چونکہ فی زماننا ہر ایک اقلیم سے جھوٹے مدعیون کی آوازین بلند ہین۔ تو سچے مدعی یعنے حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ موعود دین محمدی کو انسے فرق کرکے پہچاننے کی ضرورت محسوس کرکے اس کتاب کو

المعیار الصحیح لمعرفۃ ظہور المہدی والمسیح

نام رکھ کر

احقر العباد۔ سید مصطفیٰ البہائی۔ الشہیر بالرومی نے تحریر کیا۔ انجمن بہائیہ رنگون کے مصارف و مساعی سے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء مین

باہتمام مالا کلام عاجز قیام الدین احمد غفر اللہ الصمد۔ و حکیم عبد الرحمن مالک مطبع کے

مطبع انوار محمدی ویلسلی اسٹریٹ نمبر ۱۲۵ کلکتہ مین طبع ہوئی

جلال الدین خان چیف پریسمین و نقشہ نویس

والطغيان - وفيضه الأزلي الأبدي عن خلقه غير
مقطوعة ولا ممنوعة هو الغيب المكنون الذي لا تدركه
العيون - المنقطع عن الأشارة والوجدان - والنور المشهود
الذي به اشرقت السموات والارضون وما فيهن من الاعيان
فهو عيان من كل عيان واعز وامنع عن الذكر والبيان
هو الاول الذي لا اول له - والآخر الذي لا آخر له وهو
الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء محيط ليس
كمثله شيء وهو السميع البصير الحكيم - الذي اتقن
ببدايع حكمه خلق كل شيء وقدره تقديرا - وجعل
لكل امة اجلا محتوما وامدا معلوما محدودا
مقررا - فما تسبق من امة اجلها وما يستاخرون -
ورفع سموات الاديان ووضع الموازين بالقسط
للتمحيص والامتحان - ليميز الخبيث من الطيب ويمحص
به الذين امنوا ويمحق الكافرين - وهنالك خسر المبطلون
قد ظهر لبرهان ذاته بجميع اسمائه الحسنى وصفاته
العليا في علو كبريائه ومجده وسمو عظمته واقتداره
في كل شان من الشؤون - فلم يجد اياته الا الفاسقون
الذين ينقضون عهد الله من بعد ميثاقه ويقطعون
ما امر الله به ان يوصل ويفسدون في الارض واولئك

L 1684

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي لا اله الا هو الحي القيوم القائم الدائم الحنان
المنان القديم الاحسان ذو الكرم والجود والفضل والامتنان
الواحد الفرد الذي له يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد
سبحانه من ملك لا وزير له ولا مشير له ولا دبير له ولا
شريك له في ملكه - وجل من معبود ليس له ضد و
ولا ند ولا مثال ولا شكل له لا هو جسم وعرض ولا هو
جوهر ولا هو محدود ومحدود - لا اين ولا كيف ولا متى
ولا قبل ولا بعد ولا تحت ولا فوق ولا نظير ولا امكان
ولا زمان له - لم يزل كان في قدم ذاتيته ولا من
شيء كان قبله او بعد ولا ومعه وايّاه - وهو الان كما كان
ولا يزال يكون بمثل ما قد كان ولا يشغله شان عن شان
بل كل يوم هو في شان - تعالى الرحمن الذي بالرحمة
يداه مبسوطتان - وليسا بمغلولة كما زعمه اهل الكفر

هائفة بذکره وثنائه - ثمّ نتحف افضل الثناء وازکی
التسلیم والبهاء علی الشموس البازغة - والدرر اری المنیرة
والحقائق المقدّسه - والنفحات الالٰهیّة والنفوس
الطیّبة الطاهرة باعباء الرسالة بین البریّة - سیّما
من انفجرت به فجر الهدایة من افق البطحاء - وابتسم
بظهوره ثغر الصباح وولّت ظلمة اللیلة اللیلاء - رافع
اعلام التوحید والهدایة بین ملل الشرک والطغیان
وقالع زناد الکفر وعبادة الأوثان - سیّد المرسلین
وامام المتقین وخاتم النبیّین والمنادی باقتراب
الساعة بین العالمین - صلوٰة الله وسلامه
علیه وعلی اله واصحابه اجمعین ؛

امّا بعد - کمترین بندگان آستان مرکز عهد و پیمان حضرت سبحان
سیّد مصطفی البهائی الشهیر بالرومی وفقه الله لمرضاته - برادران دینی کی
خدمت مین عرض پرداز ہے - چونکہ فی زماننا ہر ایک دین کی پیروی کرنے
والون کی حالت، بلا استثنا نہایت درجہ کی تباہی اور ذلت مین نظر
آتی ہے - اور سب دین والے اپنی دینی کتابون کے روسے جدا جدا
نام اور نشان کے ساتھ مختلف مکان اور زمان مین ایسے ایک بزرگ
کے ظہور فرمانے کا انتظار کرتے ہین جو انکی موجودہ ذلت اور تباہی سے
انکو نجات دیوے - مگر باوجود ایسے انتظار کے ہم انکو اپنے دینی موعود

هم الخاسرون - قد تجلّى بجماله البهيّ الابهى واشرق بانواراسمه العلىّ الأعلى وكشف الحجاب عن الحقائق المودعة فى الكتاب - وبيّن دقائق التّأويل من القران والتورية والأنجيل - وكذا من سائر الكتب السّالفة بأتمّ التّبيان والتّفصيل واظهر الأيات البيّنات فتاهت العقول فى ادراك ذاته وذهلت الألباب من عظمة اياته - وبهرت الأبصار عن تجلّى جماله الظّاهر باعظم اسمائه وصفاته - وعجزت الصّفوف عن مقاومة امره - وفلّت الألوف عن منع نشر اسمه وذكره نشهد ان لا اله الّا هو وحده لا شريك له كما شهد به لسان عظمته واقتداره بنفسه لنفسه فى نفسه فى الأولى وفى الأخرى -

ونصلّى ونسلّم على شمس الهدى - والنور السّاطع من الأفق الأعلى - الموصوف بالتقدم والأوّليّة فى الصّحف والآثار - السّدرة المباركة الّتى اصلها ثابت وفرعها فى السّماء الفرع الكريم المنشعب من الأصل القديم والسّرّ القويم المنبعث من ارادة ربّه الرّحمن الرّحيم غصن الله الأعظم - وسرّ الله الأكرم وحجّة القائمة بين العالم جعل الله قلوبنا كنائز لآلي ولآئه والسنتنا

تو جبتک ہر ایک آدمی اپنی غذا کو آپ اپنے منہ سے نہ کھادے ہرگز اسکا پیٹ نہین بھرتا - چنانچہ اگر کسی دوسرے شخص کو اپنے بدلیمین کہلادے یا دوسرے کے منہ کو اپنی غذا کا سہارا بناوے - تو فقط اُسی کھانیوالے کا پیٹ بھرے گا - مگر وہ آپ ضرور بھوکا ہی رہے گا - اسیطرح روحانی غذا بھی انسان کیلئے اسکی روحانی زندگی کا سہارا ہے - اور اوسکی روح کیلئے ترقی اور پرورش بخشنے والی غذائے روحانی کے پہچاننے کا ذریعہ انسان کا جسمانی کان ہے - کیونکہ انسان اپنے کان سے سنکر جاننے لگتا ہے - اور ایمان کے روحانی عالم مین نشو ونما پاتا ہے - پس اس غذائے روحانی کو بھی جبتک انسان اپنے جسمانی کان کے سہارے سے تناول نہ کرے - ہرگز عالم انسانی کی زندگانی حاصل نہین کرسکتا - چنانچہ اگر انسان چاہے - کہ دوسرون کے کان کو اپنی روحانی حیات کا ذریعہ بنائے - ہرگز اُسکے لئے کامیابی نہین ہوگی - اس بات سے بخوبی لوگون کی غفلت اور بیخبری کا اندازہ ہوسکتا ہے - کہ وہ کہانتک اس امر مین غافل ہین - وہ قائل ہین کہ اپنی ظاہری جسمانی خوراک کو اگر اپنے منہ کے سوا کسی دوسرے شخص کے منہ سے کھالین تو اُنکا پیٹ ہرگز بھر نہین سکتا یعنے اگر اُنکے بدلے مین ملّا اور مولوی صاحب کو کھانا کھلا دیا جائے - تو یقین ہے کہ انکا پیٹ ہرگز نہین بھرے گا - بلکہ وہ بھوکے رہ جائینگے - لیکن اپنی روحانی انسانی خوراک کے مادہ مین - بجائے اینکہ وہ اپنے کانون کی راہ سے خدا کے پاک الہام کو سنکر تناول کرین - ہر ایک

کے پہچاننے مین عاجز پاتے ہین - یہانتک کہ اگر انکا دینی موعود اُن کے سامنے مین موجود ہو تو بھی اسکو ہرگز وہ پہچان نہین سکینگے تحقیق کے رو سے معلوم ہوا ہے - کہ اسوقت دنیا مین سات دین کی پیروی کرنیوالے موجود ہین - جنکو وہ باعتقاد خود خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا دین مانتے ہین اور انکی لائی ہوئی کتابون کو وحی منزل اور کلام قدیم الٰہی اعتقاد کرتے ہین - نیز قانون قدرت کے رو سے ہم ہر ایک امت کو ایک مدت معیّن تک ترقی کرتے ہوئے - پھر ایک زمان مقرّر تک زوال اور پستی مین گرفتار دیکھتے ہین - اور ایسے ٹیم اور مدت کو انکی مقدس مانی ہوئی کتابون مین پاتے ہین - اور قرینہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آجکی موجودہ ذلّت اور تباہی کی حالت اُن دین والون کیلئے انکی سب مقدّس کتابون مقرر کیا ہوا ٹیم پورا ہو جانیکے باعث ہے - تو سبکی اس غفلت و بیخبری اور اختلاف و جدائی کا سبب کیا ہے ؟ کہ باوجود ایسے انتظار کے سب اپنے مقرّر کئے ہوئے ٹیم کو اور شخص موعود کو نہین پہچان سکتے - اس بیخبری کی حالت کو ملاحظہ کرکے - راقم ناچیز فانی کو حقوق پروری کی ذمہ داری خدمت نے اس مختصر کی تحریر پر مجبور کیا ہے -

مقدّمہ - اس بات کا جاننا ضرور ہے - کہ آدمی مین دو طرحکی حالتین ہین - ایک جسمانی حیوانی - دوسری روحانی انسانی - جسمانی خوراک سے ہمارا بدن فربہ اور تیار ہوتا ہے - اور جسمانی غذا ہمارے اس جسد عنصری کی زندگی کا سہارا ہے - اسکو غذا پہنچانے کی راہ اور ممر آدمی کا منہ ہے

سونپ دیا ہے - بھلا کیونکر وہ پہچان سکینگے - انکے حق ہین - حضرت حق جلشانہ
فرماتا ہے - کہ انکے کان ہین مگر جنسے وہ نہین سنتے - اُنکی آنکھین ہین لیکن
جنکے ذریعہ سے وہ نہین دیکھتے - اُنکے دل ہین پر اس سے وہ نہین سمجھتے -
"کیا تو سمجھتا ہے اے محمدؐ کہ اکثر انمین کے سنتے یا سمجھتے ہین - وہ نہین
ہین مگر چارپایون کیطرح بلکہ انسے بھی بڑھکر راستہ بھولے ہوے ہین"
اب سمجھو یہ بات غور طلب ہے - کہ جب اس حکیم علی الاطلاق جلشانہ نے
ہر ایک عالم اور جاہل کو اپنے برگزیدہ مظاہر مقدسہ پر ایمان لانیکے لیے
یکسان بدون استثنا حکم کیا ہے - تو کیا ازل سے اُنکی آفرینش مین اپنے
سچے مدعی کو جھوٹے مدعی سے پرکھنے اور پہچان کر تمیز دینے کا مادہ بھی ودیعہ
رکھا ہے یا نہین رکھا ہے؟ اگر اپنے عدل و انصاف کے رو سے ایسا
تمیز دینے والا مادہ انمین رکھا ہے - تو اُن مظاہر مقدسہ الٰہی پر ایمان نہ
لاکر اس روحانی بہار کی موسم کے فیض سے محروم رہنے والون سے اُسکا
دافذہ اور بازخواست کرنا نہایت ہی بجا ہے - اور اگر بالفرض کہا جاے
کہ کھرے کھوٹے کی پرکھ کا مادہ اُس عادل پروردگار نے کسی فرد بشر مین ہرگز
نہین رکھا ہے - اور سب کو اُنکے مختلف دینی پیشواؤنکی غلامی مین دیدیا
ہے - انکا زیر دست اور محتاج ہی بنا رکھا ہے - اور معذالک (اس
امر کے ہوتے پر) انکو بدون استثناے خاص و عام یا عالم و جاہل اپنے
مظاہر مقدسہ پر ایمان لانے کیلیے حکم کرتا ہے - تو سراسر ظلم نظر آتا ہے
اور وہ پاک پروردگار ظلم اور بے انصافی کے اطلاق کیے جانیسے پاک

دین کی پیروی کرنے والے بلا استثنا اپنے دینی پیشوا ملاّ اور مولوی صاحبون پر برگذار کرکے انکے کانون سے سُنکر ایمان لانا چاہتے ہین - چنانچہ ایسا کوئی شخص نہین ہے کہ اپنے دینی موعود کے ظہور فرمانیکی خوشخبری کو سنکر نہ کہے کہ مین اپنے دینی پیشوا ملاّ اور مولوی صاحب سے دریافت کرکے جواب دونگا - اور جب وہ ان دینی پیشواؤن سے تحقیق کرتے ہین تو اکثر و اغلب اپنی ریاست وجاہ کے پیار کے ملاحظہ سے اور ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشون کی بربادی کے خوف سے صاف جواب دیدیتے ہین - کہ یہ ہمارے دینی موعود کا ظہور نہین ہے - یہ تو خدا پر الزام لگانیوالا جھوٹا - پاگل دیوانہ شاعر اور جادوگر ہے - خدا کا اور ہمارے دین اور دینی پیشواؤنکا منکر ہے - اپنی حیرت نما جادو کے زور سے خلق کو تسخیر کرلیتا ہے اور گمراہی و تباہی مین ڈالدیتا ہے - بلکہ اُس وجود مقدس نورانی کے حق مین علماء اور مجتہدین ملت سب ایکدل اور ایکرای ہوکر کفر کا فتوی دیدیتے ہین - انکے اور انکی پیروی کرنے والون کے حق مین بدکارون کی سزا مقرر کرکے انکے قتل کرنیکو دینی عبادت اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہین - تو یہی بڑا باعث اور سبب ہے - جس سے لوگ اپنے دینی موعود کے پہچاننے مین ناکام اور عاجز رہتے ہین - جنہون نے اپنے کانون اور اپنی آنکھون کو - اپنی عقل اور سمجھ کو اپنے دینی پیشوا ملاّ اور مولوی صاحبون کے پاس خواہ کسی حیثیت مین ہو رہن رکھدیا اور بیچدیا ہے - یا ایک مدت مقررہ کیلئے بطور امانت

(۱) جھوٹے مدعی مین ایک معمولی بشری طاقت اور قوت کے سوا ہرگز خدا کی انوکھی قدرت نہین ہوتی۔

(۲) جھوٹے مدعی کے کام مین ثبات اور دوام نہین ہوتا۔

(۳) جھوٹا مدعی سچے مدعی کے دعوے کو دیکھکر اسکی ریس کرکے چلتا ہے اور جھوٹے کے کامون اور دعاوی مین قدرتی ربط اور انتظام بالکل نہین رہتا ہے۔

(۴) جھوٹا مدعی دنیوی سیکھی سکھائی تعلیم کی باتون پر اکثر اعتبار کرکے اپنا بھروسا جماتا ہے۔

(۵) جھوٹا مدعی اکثر کسی اگلے پیغمبر کی اُمت مین تفرقہ ڈالنے کیلئے۔ اس پیغمبر کے نام لیوا امتیون مین خود کو شمار کرتا ہے۔ بہتر کے تہتر ٹکڑے بناکر فقط تفرقہ بڑھاتا ہے اور اپنی غرض نفسانی کو اس ذریعہ سے پورا کرتا ہے۔

(۶) چونکہ جھوٹا مدعی کسی اگلے پیغمبرؑ کے امت مین اپنے آپ کو شمار کرتا ہے اسلئے کوئی ایسی نئی کتاب اپنے ہمراہ لانے کا دعوا نہین کرسکتا۔ اور اگر بالفرض نئی کتاب لانیکا دعوا بھی کرے۔ تو ایسی کوئی نئی کتاب نہین لاسکتا۔ جو الہامی ہو اور جس سے زمانۂ موجودہ کے عام لوگون کی جسمانی اور روحانی ضرورت رفع ہوجائے۔ اور جسمین کے مندرج اور شریعت سے عام نوع بنی آدم کو فائدہ پہونچے۔

(۷) جھوٹا مدعی بالفرض اگر کسی کتاب کو پیش کرکے الہامی کہے تو بھی باعتبار سیکھی سکھلائی ہوئی باتون سے بھری ہوئی ہونیکے سبب اور

اور نرالا ہے وما ربک بظلام للعبید ولکن الناس انفسھم یظلمون - جب ہم اپنے ذاتی تمیز دینے اور پرکھنیوالے خداداد مادہ کو ملا مولوی اور پیر صاحبون کے پاس گرو رکھکر بیچکر یا سونپ دیکر ان مظاہر الٰہی کے روبرو خود کو عاجز بتلاتے ہین یا ان پیشواؤن کا محتاج بتاتے ہین - تو وہ خدا کی ڈگری یا ججمنٹ یا حکم فیصل ہمپر جاری فرما دیتے ہین - کہ یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہین - پھر آخرت مین ظالمون کی سزا پانیکے مستحق ہوجاتے ہین اور خود کو عذاب سخت کے سزاوار بناتے ہین -

کیونکہ خدا کے مظاہر مقدسہ کا منکر ہونا - اور خدا کی قدرت وسلطنت اور جمال وجلال اور کمال کے ظاہر فرمانیوالے خدا کے فیوضات غیبی اور روحانی بخششون کو رایگان تقسیم کرنیوالے بزرگون کو جھٹلانا بعینہ خدا سے منہ موڑنا انکار کرنا اور جھٹلانا ہے -

انکو ماننا یقیناً خدا کو ماننا ہے - انکی محبت خدا کی محبت ہے - اور انکی اطاعت خدا کی اطاعت ہے - انکا دیدار خدا کے جمال ذوالجلال کا دیدار ہے - خدا کے اسماء حسنیٰ مین سے اسکا ایک نام سلام ہے اور اس مبارک نام مین کی حقیقی اور ابدی سلامتی کے حاصل کرنیکا طریق فقط تسلیم ہے - یعنے بے چون وچرا فطرتی حالت پر سیدھے سادے بنکر تسلیم ورضا کے ساتھ خدا کے داعی حق کی اطاعت کرنیکو اسلام کہتے ہین - باقی رہی سچے اور جھوٹے داعی کی پرکھ اور تمیز - تو اسکی پہچان کا طریق یہ ہے ؛

کے سدہار نیکا طریق اور دن سے بہتر جانتا ہے - یا دشمنون کا دندان شکن جواب دے سکتا ہے - اور ہر طرف میدان داری اور معرکہ آرائی کرتا ہے - تو اس حالت مین فقط دوسرے علما پر اسکی فوقیت طلبی کا دعوا ثابت ہو سکتا ہے - ہم کسی صورت مین اسکو مدعی من جانب اللہ نہین کہہ سکتے - گو اسطرح کے ریفارمر اور مصلح ہر ایک دین مین بہت سے موجود ہون - مگر سب خود کو اُس اگلے دین والے پیغمبر کی اُمت اور انکا نام لیوا کہتے ہین - وراثت کے رو سے اگرچہ وہ اس پیغمبر کی میراث کا دعوا بھی رکھتے ہون مگر ایمن اور سچے مدعی من جانب اللہ مین زمین و آسمان جتنا بہت بڑا فرق پایا جاتا ہے - بلکہ قوم کو ایسے خود خواہ مدعیون کی جو مصلح اور ریفارمر کے نام سے ظاہر ہوا کرتے ہین - اور تفرقہ بڑھاتے ہین ہرگز ضرورت ہی نہین ہے - پس ایسے لوگون کے ہونیسے انکا نہونا بہتر ہے - وہ ہونگے تو تباہ کرنے والی خانہ جنگی سے لوگ البتہ محفوظ رہینگے - ایسے لوگون کو حقتعالیٰ نے مظہر اعمال و افعال شیطان فرمایا ہے - ہرگز مظہر ذات و صفات مقدس پروردگار رحمٰن نہین کہا ہے - بلکہ قرآن شریف کی اصطلاح مین ایسونکو - جن - شیطان - اور شرکار وغیرہ ذالک کے مختلف نامون سے ہر جگہ یاد فرمایا ہے -

(۱۲) جھوٹے مدعی کی پیش رفت اور اُسکا دوام و قیام اور غلبہ فقط حکمت عملی اور تردستی و چالاکی اور دھوکہ بازی کے رو سے اکثر ان اشخاص پر کارگر ہوا کرتا ہے - جنہون نے اپنے ذاتی اور فطری فہم و دانش کو پیشوایان

اسکا کلام الہامی کتاب کی صفاتین نرکھنے کے باعث اساطیر اوّلین کے زمرہ مین شمار کیا جائیگا۔ اور ہرگز نوع بشر کی بری حالت کو بدل نہین سکیگا۔ بلکہ غیر مفید اور مضر ہوگا۔

(۸) جھوٹا مدّعی جیسا کہ خود محدود ہے اور اوسکی تعلیم محدود ہے تو اسکے خیالات و افکار۔ اور فہم و بصیرت اور ادراک بھی محدود ہے۔ اس لحاظ سے ممکن ہے کہ بہت سے اشخاص علم اور فضیلت مین ہزار مرتبہ اُس سے بڑھکر دنیا مین مل سکین۔

(۹) جھوٹا مدّعی ہرگز کسی ایک بات پر استقلال کے ساتھ قائم نہین رہ سکتا۔ بلکہ صاحب نظرون کو اسکے ہر ایک کام مین ڈانواڈولی نظر آتی ہے۔

(۱۰) جھوٹے مدّعی کو ایسے امر کے اختیار کرنے مین دنیوی اغراض اور امن ناموری اور بزرگی و سرداری اور ریاست طلبی اور بدنی راحت اور تن آسائی مدنظر رہتی ہے۔ چنانچہ اُسکی ظاہری ناموری اور عزّت و ناموس اور بزرگی مین اگر ذرا بھر نقصان آجائے یا کسیطرح کی تکلیف و تباہی یا قید و شکنجہ کی سختی بطور امتحان اسکے سامنے آئے۔ تو فوراً اپنے دعوے سے دست بردار ہوجانا اسکیلئے کوئی بڑی بات نہین ہے۔ کیونکہ اگرچہ دوسرون پر اُسکے دعوے کا جھوٹا ہونا واضح نہین ہے۔ مگر خود پر تو اپنے دعوے کا جھوٹا ہونا بیشک و شبہہ مسلّم ہے۔

(۱۱) بالفرض اگر یہ بات مان لی جائے۔ کہ مدّعی کاذب بہ نسبت دوسرے دینی علما کے بڑا عالم اور دانشمند ہے۔ اور اُمّت کی بگڑی ہوئی حالت

متوسط الحال معمولی شخص پرکھ لے سکتا ہے۔ کہ یہ منجا ب اللہ ہے مثلاً

(۱) سچا مدعی ہرگز پڑھا لکھا ہوا نہین ہوتا۔ چنانچہ اس مدعی کا ایک مدت تک اپنے دعوے سے پہلے اس قوم مین بود و باش کرنا۔ اور اسی جگہ پر رہنا خود اس بات کے ثبوت کیلئے سچا گواہ ہے۔ مثلاً موسیٰ۔ عیسیٰ۔ اور محمد علیہم السلام کو سب نے مان لیا ہے۔ کہ یہ اَن پڑھے لکھے محض اُمی تھے بلکہ زردشت اور گوتم بھی اسی قیاس پر اَن پڑھ تھے۔ انکے پڑھے لکھے نہ ہونیکا باعث یہ ہے۔ کہ جب وہ پڑھے لکھے ہوئے نہین ہوئے۔ تو اُنکے دل کا آئینہ پڑھی لکھی ہوئی یا سیکھی سکھلائی ہوئی باتون سے صاف رہتا ہے۔ اور بسبب اُنکے آئینہ دل کی صفائی کے۔ اس پروردگار علیم کی قدرتی علوم کا عکس انکے اُس صاف پاک دل پر پڑتا ہے۔ اور وہ انوکھی باتین کرنے لگتے ہین تب آیہ ما ینطق عن الھوی (اپنی خواہش سے وہ بات نہین کرتا) کا اطلاق انپر صادق آتا ہے۔ اور اس زمانہ مین انکے جیسا تصرف اور نفوذ کرنیوالا معتدل کلام کوئی نہین کر سکتا۔

(۲) سچا مدعی ہر ایک بلا استثنا اپنے دورہ کا آدم ہے۔ اور ہر ایک سچے مدعی کا دورہ ایک عالم ہے۔ اور اس نئے دورہ کی آغاز و بنا اور تکوین و آفرینش اس سچے مدعی کے ذریعہ سے ہوا کرتی ہے۔ بہ نسبت اگلے دورہ کے پچھلا دورہ انسان کی ترقی کا دورہ ہے۔ تو بعینہٖ آدم علیہ السلام کیطرح جیسا کہ خدا نے انکو خاکی عنصری حالت کے لوگون کے درمیان مین سے چن چنا کر اعتدال کی اصلی حالت مین لاکر۔ اپنی تجلی فرمانیکے لئے سزاوار اور لایق بنایا تھا ہر

قوم اور علماء ملت کے سپرد کر دیا ہے۔ اور تقلیدی وہمون مین گرفتار ہین۔ وہ بھی اس حد تک کہ اگر کوئی دوسرا مدعی اُنکے مانے ہوئے پیشوا سے بڑھکر مقابلہ مین آن کھڑا ہو تو اپنے اگلے پیشوا سے فوراً دست بردار ہوکر دوسرے مدعی کی دھوکہ زنی کے دام مین آجاتے ہین۔ اور اسکی پیروی کرنے لگتے ہین۔ جس سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مدعی کا نفوذ اور تصرف اور دباؤ ان لوگون پر فقط کسی اٹکل بچو باتون کے سہارے سے تھا۔ جب دوسرا کوئی نیا زور آور اس سے بڑھکر آگیا۔ تو پہلے مدعی کا بازار بالکل مندہ ہوگیا۔ اور مقلد بیچارہ جیسے تیلی کا بیل اسی محور پر گھومتا ہوا۔ ناکامی و نامرادی کے جانکاہ بیابان مین بھٹکتا رہ گیا۔ چنانچہ (سورہ رعد ۱۳ پارہ۔ رکوع ۷ مین) حقتعالیٰ فرماتا ہے۔ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دون اللہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکفرین الا فی ضلال۔ ترجمہ۔ سچی دعوت فقط اس (پروردگار) کی پاک ذات کیلئے خاص ہے۔ اور جو لوگ دعوت کرتے ہین سوا اسکی ذات مقدس کے اجابت نہین کرتے انکی لوگ کسی چیز سے۔ (یعنے کوئی نہین مانتا انکو کسی چیز کے ساتھ) مگر اس شخص کیطرح جو پھیلایا رہے اپنے دونون ہاتھ پانی کیطرف کہ پہنچا دے اُنکو اپنے منہ تک اور نہین پہنچا سکتا۔ اور منکرون کی دعوت محض گمراہی مین ہے مگر سچے مدعی کو اسکی سادی سیدھی علامتون کو دیکھکر ہر ایک

سمجھا جاتا ہے کلام اللہ اعتقاد کیا جاتا ہے۔

(۴) سچے مدعی کے ہمراہ لائے ہوئے کلام مین۔ جسکو وہ خدا کا کلام کہتا ہے۔ اتنہ مقناطیسی زور اور پاور بھرا رہتا ہے۔ جسکی نفوذ اور تاثیر سے کل مخلوق عالم کے دلون کی قدیمی حالت کو بدل دیکر۔ خدا کی پسند فرمائی ہوئی معتدل حالت پر قائم کردیتا ہے۔ اگرچہ اسطرحکی نفوذ اور تاثیر اکثر لکچر یا اسپیکر نام کے خطیبون اور حکما فلاسفر وغیرھم مین بھی ہوا کرتی ہے۔ لیکن دونون مین فرق کرنیکا طریق یہ ہے کہ لکچرر و اسپیکر یا منوریشن یا فلاسفر کے کلام کا اثر فقط ان خاص اور خواص الخواص اشخاص کے دلون پر پڑتا ہے۔ اور تھوڑی سی مدت تک باقی رہتا ہے۔ اور ہمیشہ جیون جیون خیالات بدلتے جاتے ہین۔ اسکا اثر بھی زائل ہوتا جاتا ہے۔ اور پائداری و استقلال کی حالت اسمین ہرگز نہین پائی جاتی۔ مگر سچے مدعی کے ہمراہ لائے ہوے کلام مین اتنا مقناطیسی زور اور پاور رہے اور اتنی نفوذ تاثیر کہ اسکے ماننے والے اپنے مانتے ہوئے ایمان پر اس حد تک پائداری اور استقلال کے ساتھ قایم رہتے ہین کہ اپنے مال وجان اور آل اولاد و خانمان وغیرہ کو بیدریغ فدا کردیتے ہین۔ مگر اپنے مانتے ہوئے دین اور ایمان کو ہرگز نہین چھوڑتے۔ کیونکہ کلام آسمانی اور وحی ربانی اور الہام صمدانی خالق کا کلام قدیم سبحانی ہے اور ملکوت ولاہوت کے عوالم سے متعلق ہے۔ اسلیے اسمین پائداری اور نفوذ و تاثیر ابدی پائی جاتی ہے۔ مگر لکچر یا اسپیکر یا منوریشن اور فلاسفر کا کلام عالم بشریت اور عالم ملک اور عالم خلق اور ناسوت سے متعلق ہے۔ اور جسطرح اس جہانکی سب چیزون مین استقلال و پائداری نہین

انمین اپنی روح الٰہی پھونکی تھی اور آدم علیہ السلام نے بمجرد نفخہ روح (عطسہ)
چھینک لیکر اللہ جلشانہ کی حمد وثنا اور شکر وسپاس آغاز کی تھی۔ یہ سچا مدعی
بھی اُمت کی تنزلی کی حالت کے وقت مین جب لوگ عنصر خاکی کے غلبہ سے
بے نور سیاہ چکنی مٹی کیطرح بے اثر دشمن بن جاتے ہین۔ تو خدائے تعالیٰ محض فضل
وعنایت اُس سچے مدعی کو انکے درمیان مین سے چنکر برگزیدہ کرتا ہے۔ اور قدرتی
اعتدال کے قوام احسن تقویم پر لاکر اُسمین بھی اپنی روح الٰہی کو پھونکتا ہے۔ وہ
بھی بمجرد نفخہ روح کے پھونکے جانیکے نئی حیات پاکر حمد وثنائی الٰہی اور شکر
وثنائی حضرت کبریائی کے ادا کرنیکیلئے قیام کرتا ہے۔ اور وحدانیت کی ہدایت
کا تیا پیغام جو بفحوائے وما امرنا الا واحد سب کا ایک ہی پیغام ہوتا ہے۔
لوگون کو ابلاغ کرتا ہے۔ تو برملا سب کو کہنے لگتا ہے۔ کہ مین اُس ذات واحد
مطلق پروردگار کیطرف سے آیا ہون۔ چنانچہ قرآن شریف مین اور دوسری
سب الہامی کتابون مین اِس بات کا ثبوت موجود ہے

(۳) سچا مدعی ایسے وقت مین ظاہر ہوتا ہے کہ جب خلق کو اسکے ظاہر ہونیکی
نہایت سخت ضرورت رہتی ہے۔ اور ایسی کافی وکامل کتاب من جانب اللہ
اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ جس کے مندرجہ قانون کی خلق عالم کو نہایت ضرورت
ہوتی ہے۔ اوسکے ساتھ یہ بات بھی ضرور ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے لائے ہوئے
کلام کی نسبت کو خدا کے طرف دیتا ہے۔ اگرچہ بظاہر اُس کلام کو لوگ اُسی مدعی
کے منہ سے سنتے ہین۔ لیکن سچا مدعی اسکو کلام اللہ اور کلام قدیم کہتا ہے۔
ہرچند اس کلام کو وہ خود کہتا ہے مگر اہل ایمانکے نزدیک وہ اُسکا کلام نہین

من جانب اللہ لائی ہوئی سچائی پر ایمان لانیوالا ایک روحانی شخص جو خدا کی امانتون کے سنبھالنے - اور فیض اقدس روحانی کے حاصل کرنیکے لحاظ سے - روحانی مناسبت کے طور پر حواؔ کا حکم اور مرتبہ رکھتا ہے - اپنی بائین پنسلیون سے (یعنے اپنی خداداد قوت کے زور سے) ظاہر کرکے امت کی تربیت کیلئے دنیا مین قایم کرتا ہے جس سے بخوبی سمجھا جاتا ہے - کہ اُسکا کلام کُنْ فَیَکُوْنَ جیسے خدائی کلام کی تاثیر ظاہر کرنیمین پورا ہے - جیسے وہ اپنے دعوے کو ظاہر کرتا ہے ویسے ہی فوراً اُسکی دعوت کا اجابت کرنیوالا اسکے روبرو موجود ہوجاتا ہے - قولہ تعالیٰ - والذین یُحاجُّوْنَ فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حجتھم داحضۃ عند ربھم وعلیھم غضب ولھم عذاب شدید - خدا تعالیٰ جل شانہ قرآن شریف (کے سورۂ شوریٰ پارہ ۲۵ - الیہ یرد - رکوع ۲) مین فرماتا ہے - ترجمہ اور جو لوگ جھگڑتے ہین خدا کے دین (مین اس (دین) کے قبول کئے جانیکے بعد (یعنے جبکہ دو بار چھ آدمیون نے اس خدائی دین کو مان لیا ہے - تو ہر ایک شخص انکے ایمان لانے کی حالت کو دیکھکر باسانی سمجھ سکتا ہے کہ یہ دین سچا ہے اور خدا کیطرف سے اُتارا گیا ہے - کیونکہ اگلی آیت کا بیان اس بات کی تائید کرتا ہے کہ بجز ذات مطلق پروردگار کے سچی دعوت اور سچی ہدایت کے ساتھ ظاہر ہونا کسی کے بس مین نہین ہے - اور جو کوئی خدائی حکم کے بغیر آتا ہے - اسکی دعوت کا کام تیر بہدف جیسا موثر نہین ہوتا - "تو جو لوگ ان باتونکو اور سچے مدعی کے تاثیر بخش کامون کو دیکھنے کے بعد خدائی دین مین حجت کرتے اور جھگڑتے ہین -) انکی دلیل خدا کے پاس رائع و برباد ہے اور خدا کا غضب ہے - اور اسکا سخت عذاب ہے اُنکے لئے" - پارے جب یہ آیت آنحضرت پر نازل ہوئی

پائی جاتی - اسیطرح اُس عالم کے کلام بشر مین بھی اس درجہ کی پائداری واستقلال رکھنے والی نفوذ وتاثیر ہرگز پائی نہین جاسکتی - یعنے اسکی خاصیتون مین تغیر وزوال قدرتی ہے - اور اوسکی صفاتون مین پائداری واستقلال ابدی ہے - اسکی نفوذ وتاثیر لاثانی وفانی ہے - اور اُسکی تاثیر ونفوذ جاودانی ہے - گو کہ علم موسیقی کو تا بدرجہ روح سے تعلق کلام قدیم پروردگار کا اثر ایکسان قایم ودائم رہتا ہے - اور دنیا کے آدمی کی باتون مین جبتک ہم اس شخص متکلم کے روبرو رہین اسکے کلام کا اثر ہم اسیوقت تک رہتا ہے - پھر مٹ مٹا جاتا ہی باعث ہے کہ حکما اور فلاسفر کی اُمت یا جماعت کسی ملک یا کسی سرحد واقلیم مین موجود نہین ہے - مگر حضرت موسیٰ وعیسیٰ اور محمد علیہم السلام کی امت اور جماعت ہزارون سال کی جمی جمائی ہوئی ہر جگہہ موجود ہے - بلکہ حکما وفلسفہ ہرگز اپنے کلام مین متفق نہین ہین - انکے خیالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہین - اور اختلاف کے جھگڑے کو جو انمین ہم ہمیشہ پاتے ہین - اس سے بھی بشر کے کلام کو خدا کے کلام قدیم سے ہم پرکھ سکتے - لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا قص قرآن شریف موئد ہے - اور ہزارون پیغمبرون کے کلام مین ہرگز اختلاف کا جھگڑا نہین پایا جاتا - بلکہ سب کا کلام ایکسان لو معبود ذات مطلق حضرت حق جل ذکرہ اور نوع بشر کی تربیت اور تعلیم پر دلالت کرتا ہے - وما امرنا الا واحد کے مصداق پر اتحاد واتفاق کی بنیاد کو سب کے دلون مین جماتا ہے - اور اختلاف کے جھگڑے کو مٹاتا ہے -

(۵) سچا مدعی جب ظاہر ہوتا ہے - ظاہر ہوتے ہی آدم علیہ السلام کیطرح اپنی

اور آبروزیدی وغیرہ کو خیال مین نہ لاکر اتنے بیخود ہوگئے ہین - جو اس عالم امکان کی زندگی انکی نظرون مین ہیچ محض ہے - تو یقین کرنا چاہیئے کہ ایسی تاثیر ہرگز آدمی کے بس مین نہین ہے - بلکہ خدا کے پاک کلام - کلمۃ اللہ المطاعۃ کے نفوذ اور تاثیر کے روسے ہے - اور جب اس مدعی مین یہ سب باتین نہ پائی جائین - تو یقیناً سمجھ لینا چاہیئے - کہ یہ مدعی جھوٹا ہے - اور اسکی پیروی کرنیوالے مرید اسکی دھوکہ بازی کے دام مین گرفتار ہوکر اسکے نام لیوا بنگئے ہین - اسلئے کہ جو سہانا امتحان کے تیزاب مین ثابت نہ رہے وہ کھوٹا ہے - اگرچہ آب وتاب اور رنگ وروپ کے جلوہ مین نہایت عمدہ نظر آتا ہے

(۶) سچا مدعی قانون قدرت الہی کے روسے فقط ایک ذات مطلق پروردگار پاک کے سایہ مین رکھکر اپنے دعوے کو ظاہر کرتا ہے - اور اپنے سے پہلے گذرے ہوئے - کسی پیغمبر کے سایہ مین نہین رہتا - مگر جب ظاہر ہوتا ہے - تو اپنے سے پہلے سب گذرے ہوئے پیغمبرون کے سچے ہونے پر گواہی دیتا ہے - اور سب کے من جانب اللہ ہونیکو مانتا ہے - جیسا کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بیانات اور حالات سے بخوبی ظاہر ونمودار ہے کہ وہ خود کو اگلے پیغمبرون کی امت مین شمار کرنے کا فخر نہین رکھتے تھے - (جیسا کہ اکثر اوقات جھوٹے مدعی بطور فخریہ نظم ونثر مین اظہار کیا کرتے ہین) بلکہ خدا کی ذات مطلق کے سایہ مین رہنے کا ان سب کو فخریہ تھا - بفحوائے آیہ شریفہ مصدقا لما بین یدیہ اگلے پیغمبرون کی کتابون کی تصدیق فرماتے تھے - اور امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملیکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد

تھی فقط چھے سات آدمی حضرت نبی کریم پر ایمان لائے ہوئے تھے - اس بات سے یہ پایا جاتا ہے - کہ خداوند تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے سچے مدعی کے حق مین اسکے کام کے نتیجہ خیز اور با اثر ہونیکو سچائی کی دلیل مقرر فرماتا ہے یعنے جب دو چار چھ اشخاص پر سچے مدعی کا اثر پڑ جاتا ہے - اور اسکی دعوت کو مان کر اوسپر مستقل طور پر ایمان لے آئین تو سمجھو کہ ضرور یہ سچا مدعی ہے - مگر یہ بات بھی اسمجھ غور طلب ہے - مثلاً اگر ایک آدمی دھوکہ بازی کے رو سے لوگون کے پاس بیان کرے - کہ مین اُس پیغمبر کی امت ہون جسکو تم سچا رسول اور من جانب اللہ مانتے ہو - مگر مجھہ کو بھی خدا کی طرف سے الہام یا اس بات کی وحی آئی ہے - کہ تمہاری بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کرون - اگر اس شخص مین اصلاح کرنیکے دعوے سے علاوہ - نبوت اور رسالت کا دعوا نہین ہے - تو البتہ ہم اسکو علماء دین کے زمرے مین شمار کرکے اپنا دینی برادر اور مصلح قوم مان لے سکتے ہین - مگر جب وہ نبوت و رسالت اور وحی کا مدعی ہوگا - تو اسکو دھوکہ باز مخرب امت اور کذاب و مفتری علی اللہ سمجھنا چاہیئے - گو ہزارون لوگ اسکی بیعت مین داخل ہوکر اسکے مرید بنے ہوئے ہون - مگر اسوجہہ سے کہ وہ تفرقہ ڈالنے والا ہے - البتہ اس پیغمبر کا جسکا وہ نام لیوا ہے - اور اُس امت کا جسکی برداری اور اصلاح کا وہ دم بھرتا ہے پورا دشمن اور بگاڑنے والا ہے - علاوہ ازین یہ بات ضرور دیکھنی چاہیئے - کہ آیا اس شخص کی پیروی کرنے والے ایمان کی تاثیر سے حق پر اس درجہ تک ثابت قدم ہین - جو اپنے مال و جان اور جورو بچونکی مطلق پرواہ نہ رکھکر قید اور قتل کئے جانیسے بالکل نہین ڈرتے - اگر اس مدعی برحق کے کلام حق کی تاثیر سے وہ دنیا کی تکلیف اور مصیبتون کو اور ذلت و خواری

مین اُس سے بڑھکر قدرت اور قوت و اسباب جاہ حاصل کرکے اُسپر غالب آسکتا ہے
بلکہ ہر ایک فرد بشر کیلئے ایسے اسباب کا فراہم کرنا بآسانی ممکن ہے - علاوہ ازین جسکی
ثروت و دولت اور لشکر و جمعیت اور حکمت عملی دوسرون سے زیادہ تر ہوگی ضرور
وہی غالب آجائیگا - اس حالت مین سچے اور جھوٹے مدعی کے درمیان مین یا حق و باطل
مین فرق کرنا محال و غیر ممکن ہے - بنا برین مدعی منجانب اللہ جب اپنا
دعویٰ برملا اظاہر کرے - چاہئے کہ عالم ارکان اور ناسوت کی سب باتون سے
بالکل معرا و آزاد ہے - اور سادہ سیدہا ہو - ان پڑھ امی ہو - محض بے سہارا
ہو بیکس و بے یاور ہو - بے یار اور بے مددگار ہو - کروڑون دولتمند اور
صاحبان سلطنت و لشکر اور جمعیت والی مخلوق کے مقابلہ مین تن تنہا اکیلا
کھڑا ہو کر خدا کی عطا فرمائی ہوئی قدرتی علم و عقل اور جمال و جلال اور قوت و
قدرت اور کمال کی شہزوری کو ظاہر کرے - اور دنیا بھر کی مخلوق کو اس سے
ٹکرانیکی یا اسکے مقابلہ مین کھڑے رہنیکی یا اسکے بنائے ہوئے کام کو بگاڑنیکی
زنہار مجال اور مقدور نہووے - ایسی صفاتون والا شخص البتہ سچا مدعی سمجھا
جائیگا - جیسا کہ موسیٰ علیسیٰ اور محمد علیہم السلام تھے - نیز جو کوئی ان صفاتون
کے ساتھ آئے گا - وہ شخص خدا کے طرف سے بھیجا گیا ہوا سچا مدعی ہوگا -
مگر جو کوئی دنیوی باتون کا سہارا پکڑ کر آئیگا - وہ البتہ جھوٹا ہوگا - کیونکہ دنیوی
اسباب کا حاصل کرنا ہر ایک فرد بشر کیلئے ممکن ہے اور جسکے پاس اسباب دنیا
بکثرت ہوگا - وہ اپنے سامنے والے طرف مقابل پر ضرور غالب آسکتا ہے
مگر ایسا غلبہ ناقص اور باطل و محض لاطائل ہے - اسلئے کہ جب کوئی دوسرا

من رسلہ یعنے رسول (اللہ محمد سب سے پہلے) ایمان لایا ہے اس (کتاب) پر جو اُسپر نازل ہوئی ہے خدا کی جانب سے اور سب مومن (بھی) ایمان لائے ہین خدا کی وحدانیت پر اسکے فرشتون پر اُسکی مقدس کتابون پر اسکے سب پیغمبرون پر ہم فرق نہین کرتے درمیان مین کسی ایک کے اُسکے رسولون مین سے (بلکہ سب پیغمبرون کی حقیقت کے ایک ہونے کو مانتے ہین۔ اور سب کو ایک نور اور ایک ظہور سمجھتے ہین۔ کسی کو جدا نہین سمجھتے۔) غرض سچا مدعی خدا کی ذات مطلق کے سایہ مین رہتا ہے۔ اور کسی اگلے پیغمبر کی اُمت بنکر اسکے سایہ مین نہین رہتا۔ اگلے پیغمبرون کے سچے ہونے پر اور انکی کتابون کے من جانب اللہ ہونے پر گواہی دیتا ہے۔

۔ سچا مدعی جیسا کہ مطلقاً خدا کی ذات واحد پر ٹیکا لگا کر آتا ہے۔ نیز دنیا اور دنیا کی سب چیزون سے منقطع و آزاد ہو کر آتا ہے۔ نہ تو دولت کے زور سے وہ خدائی دین کو پھیلاتا ہے۔ اور نہ سلطنت کی قوت و قدرت پر تکیہ کر کے وہ غالب ہوتا ہے۔ نہ خویش و اقارب کی امداد کے گھمنڈ پر وہ اپنے دعوے کو پیش کرتا ہے۔ اور نہ پیروی کرنیوالون کی کثرت و جمعیت پر اُسکا بھروسا رہتا ہے۔ نہ اپنے فضل و کمال اور علوم ظاہری پر اعتماد کر کے اپنی ادعا کو پیش کرتا ہے۔ کیونکہ یہ سب باتین عالم امکان اور ناسوت سے متعلق ہین۔ اور ان باتون کو دستاویز بنا کر اگر کوئی شخص منجانب اللہ ہونیکا دعوی کرے تو ایسا مدعی سراسر جھوٹا اور مفتری ہے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی ایسے کام کو انجام دیسکتا ہے۔ بلکہ ہر ایک معمولی شخص بھی اپنے حریف کے مقابلہ

روح اللہ اور مہدی موعود خلیفۃ اللہ بھی جو ہمارے اسلامی موعود ہین جب منجانب اللہ ایسے ہی خدائی صفاتون کے ساتھ آئینگے۔ انکو ماننا اور انپر ایمان لانا بھی ضرور ہمپر فرض ہے۔ ورنہ جھوٹے مدعیون سے بالکل بے پرواہ رہنا چاہیئے۔ اونکو خدا کے سپرد کر دینا اولیٰ والنسب ہے۔

۸ سچا مدعی اسلیئے کہ خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے ظاہر ہوتا ہے بطور کمال خدا کی ذات مستجمع الاسماء والصفات کے ظہور فرمانے کا مقام ہے اور بنا براین ہرگز اسکے کسی کام یا کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا افراد نوع بشر کے واسطے ممکن نہین ہے۔

(۹) سچا مدعی پہلے درجہ مین غالباً کسی امت کا موعود خاص ہوا کرتا ہے۔ اور اس امت کے مقرر فرمائے ہوے وقت و میعاد معین کے تمام ہونے پر اس امت کو ترقی دلانیکے لئے بامر و ارادۂ پروردگار ظاہر ہوتا ہے۔ اور اس دورہ مین سب سے پہلے اپنے منجانب اللہ مبعوث ہونیکی ادعا کو پیش کرنے والا وہی اکیلا اور پہلا شخص ہے۔ پھر اس سچے مدعی کے دعوے کو دیکھ سُن کر بہت سے جھوٹے مدعی بھی اسکی ریس و تقلید کر کے نکل کھڑے ہوجاتے ہین۔ مگر سچا سب سے پہلے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ اور اسکی دعوت و ہدایت دوسرے درجہ مین عام ہے تمام عالم کیلیئے۔

(۱۰) سچا مدعی بجز ذات مطلق پروردگار کے کسی فرد بشر کو اپنی سچائی پر گواہ نہین لاتا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہین۔ کہ مین پدر آسمانی کی سچائی پر گواہی دیتا ہون۔ اور وہ میرے سچے ہونے پر گواہی دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم بھی تقریباً اسیطرح کا مضمون بیان فرماتے ہین۔ سچا مدعی لوگون کی

شخص اس سے بڑھکر اسکے سامنے مین آن پڑے گا - تو ہم چشمی کرنے
والے اگلے مدعی کو شکست دیکر اسکے کام کو ضایع کردے گا - اور اپنا فعل
دخل کرکے اُسپر غالب آجائیگا - اور اپنا حکم چلائیگا - اور ساری مخلوق
مین ہرج و مرج ڈالکر انکو برباد اور تباہ کردے گا - چنانچہ سلاطین اور بادشاہون
کا دستور العمل و معمول ہے - جبکا زور دوسرون کے زور سے بڑھکر کچھ زیادہ
ہوتا ہے - وہی غالب رہتا ہے - کمزور کے لیے ہمیشہ شکست ہوا
کرتی ہے - لیکن خدائی کارخانہ مین یہ بات ہرگز نہین ہے - الحق
یعلو ولا یعلیٰ - حق ہمیشہ غالب ہے - اور باطل مغلوب و منکوب
چنانچہ کتب تواریخ سے ثابت ہے - کہ بہت سے مقتدر بادشاہون نے
مختلف زمانون مین چاہا کہ اپنی حسب دلخواہ سلطنت کے زور سے ایک
نیا دین دنیا مین جاری کرین مگر وہ آپ ہی نہایت ذلت و خواری
کے ساتھ مرگئے سڑگئے اور مٹ مٹا گئے - انکا نام و نشان تک
صفحۂ روزگار پر باقی نہین رہا - برخلاف حال - ایک بیکس و بے بس
اَن پڑھ امی شخص کو اور اسکے کام کو ملاحظہ کیا جائے - کہ کیا تھا
کیا ہوا - اور پھر آج کس حالت پر ہے - ایک سادہ سیدھے
محمدؐ جیسے اَن پڑھ امی نے عرب کی قوم مین سے من جانب اللہ مبعوث
ہونے کا دعویٰ کیا تھوڑی سی مدت مین اسکا امر تمام جہان مین پھیل
گیا - اور اتنی ترقی اُسنے حاصل کی کہ اسکے کلمۂ طیب توحید کے سامنے
تعظیماً اکثر سلاطین با اقتدار نے اپنا سر جھکایا - تو البتہ اگر حضرت

بروز ترقی پر ہے۔ اور ہر گھڑی بدلتی رہتی ہے۔ تو ایکہزار برس گذرنے کے بعد ظاہر
ہونیوالے حالات کی سمجھہ اور ادراک ہرگز اس زمانۂ حال کے اشخاص مین موجود نہین
رہ سکتی۔ بلکہ قانون قدرت کے روسے ایسی سمجھہ و ادراک ہرگز اسوقت اس امت مین
پیدا بھی نہین ہوئی جسکے ذریعہ سے وہ سمجھہ سکین۔ پس جب سچا مدعی ظاہر ہوتا ہے
تو گذرے ہوئے زمانیکے پیغمبرونکی مقدس کتابونکی سچائی اور ان پیغمبرونکی سچائی
کو ثابت کرنیکے علاوہ اس امت کیلئے مقرر کئے ہوئے وقت کو اور اسوقت کے تمام
ہونے پر اپنے ظاہر ہونیکی خبر کو ان کتابونسے ثابت کر دکھلاتا ہے۔ اور اپنے ظاہر ہونیکے
مقام اور ٹھکانے کو بھی ان مقدس کتابونکے اندر سے حوالہ دیکر ثابت کرتا ہے۔ جس سے
اس فراموشکار امت کو یاد آوری حاصل ہو جاتی ہے۔ (۱۲) سچا مدعی جب آتا ہے
تو سب مقدس کتابونکی مہرونکو جو ہر امت کے آیندہ زمانہ سے متعلق ہین توڑ کر انکے مندرجہ
مکنونہ اسرار کو بیان فرماتا ہے۔ نیز سچا مدعی آیات بینات اور بینہایت براہین و معجزات
اپنے ہمراہ لاتا ہے۔ لیکن ہرگز کسیطرحکے معجزہ کو اپنے من جانب اللہ ہونے کی دلیل نہین ٹھہراتا
اگرچہ اس سچے مدعی کی ہر ایک بات اور ہر ایک کام سے اسپر ایمان لانیوالونکی نظرونمین گویا
کون معجزہ دیکھائی دیتے ہین۔ اور بے ایمانونکو کچھ بھی نظر نہین آتے تاہم وہ کوئی معجزہ
اور آیت پروردگار کے حکم کے سوا نہین بتلاتا۔ الغرض سچا مدعی ایسی سادی
سیدہی علامتون کے ساتھ آتا ہے کہ ہر ایک عامی اور معمولی سمجھہ والا شخص اسکو دیکھتے ہی
پہچان لے سکتا ہے۔ اور جھوٹا برخلاف حال ہمیشہ بیفروغ رہتا ہے سچے مدعی مین مذکور بالا
سب صفاتین جمع رہتی ہین۔ اور ممکن ہے کہ جھوٹا مدعی انمین کی ایک یا دو صفاتونکی دیکھا
دیکھی مین عوام فریبی کیلئے مصنوعی اور جھوٹی مشابہت پیدا کرکے خود کو سچے کے مقابلہ
مین ظاہر کرے ؎ گیرم کہ مار چوبہ کند تن بشکل مار + کو زہر بھر دشمن و کو مہرہ بھر یار +

تعریف اور مذمت سے بالکل کام نہین رکھتا - ہر وقت اور ہر آن وہ خدا کے حضور مین خود کو محو و فنا و نیست و نابود سمجھکر سب سے ادنیٰ ترین مخلوق اپنے کو شمار کرتا ہے - حالانکہ وہ اپنے سب کامون مین خطا و فراموشی وغیر ذالک سے پاک ہے صاحب عصمت کبریٰ ہے - اور معصوم ہے -

(۱) سچا مدعی بامر الٰہی تین زمانون کے حالات سے واقف رہتا ہے - لہذا اسکی لائی ہوئی کتاب مین ہمیشہ ان تین زمانون ماضی و حال اور استقبال کے حالات موجود رہتے ہین -

(ا) زمانہ ماضی کے گذرے ہوئے پیغمبر اور انکی امتون کا احوال اسلیئے بیان فرماتا ہے کہ اس موجودہ زمانۂ حال کی امت گذشتہ زمانہ کے لوگون کی چال پر چلکر آیندہ زمانہ مین ظاہر ہونے والے اپنے موعود کو جھٹلا کر خود کو اسکے فیض عظمیٰ سے بے بہرہ نہ کرے -

(ب) زمانۂ حال کے لوگون کی موجودہ لیاقت اور استعداد کی حالت کی اندازہ پر انکی جسمانی اور روحانی ضرورتون کو رفع کرنے کیلیئے احکام حلال و حرام اور شرائع و قانون مقرر فرماتا ہے

(ج) مگر زمانہ آیندہ کے حالات کو وہ بحکم پروردگار مہر کر دیتا ہے - اور آیندہ زمانہ کے حالات کا نام متشابہات رکھکر مخلوق کے خیالی تراشے ہوئے معنون کو تفسیر القول بالرای یہ فائدہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے برخلاف ہونیکی باعث امت کو تاویل کرنیسے منع فرماتا ہے کہ اسکا ترجمہ کوئی شخص نہ کرے عقلاً بھی یہ بات نہایت صحیح ہے کیونکہ آیندہ زمانہ کی بات اگر موجودہ زمانہ حالمین بیان کر دی جاے - تو وہ حال کے زمانہ کی بات سمجھی جائیگی نہ زمانۂ استقبال کی علاوہ ازین یہ امر مسلمات سے ہے کہ آدمی کی حالت ہر روز

فصل اوّل

ظہور موعود کے زمان مقرّر اور وقت مُعیّن کے بیان مین

قرآن شریف کی آیات مبارکہ کے نصوص صریحہ سے اور احادیث مسلمہ بین اہل سنت و شیعہ کے ذریعہ سے یہ بات پورے طور پر ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ جلّشانہ ہرگز کسی قوم کو خراب نہین کرتا۔ جبتک کہ اپنے ہاتھون سے وہ خود کو خراب نکرے۔ اور اپنے آپ کو اوسکے قہر و غضب کے سزاوار نہ بناوے۔ حق تعالیٰ کے ظہورات کمالیہ ذاتی باقتضاے ضرورتِ وقت و زمان اور بقدرِ خورِ قابلیت و استعدادِ نوعِ انسان۔ جنس بشر کی ترقی و تربیت کیواسطے اور پستی کے مرتبون سے انکو اعلیٰ و بلند تر مقاماتِ انسانیّت تک عروج دلانیکے لئے وقتاً فوقتٍ ظاہر ہوتے چلے آئے ہین۔ اور اُس حکیم علی الاطلاق نے اپنی حکمتِ بالغہ کے رو سے نوعِ انسان کو اسطرح کی ترقی دلانیکا انتظام بنائی خلقت و پیدایش اور ابتدائی فطرت و آفرینش سے اوسکی سرشت اور نہاد ہی مین رکھدیا ہے۔ چنانچہ ہماری یادآوری کیواسطے اس مطلب کا بیان قرآن شریف مین پوری طور پر فرمادیا ہے۔ نطفہ۔ اور علقہ۔ اور مضغہ کی حالتون کو بتدریج بدلتے ہوے جسمانیت کا لباس پہننا۔ اور جنین بچہ کی حالت سے گذر کر طفولیت کے عالم مین پیدا ہونا۔ پھر کم کم لڑکپن اور بلوغ اور رجولی کی ترقی پاکر اوسکے پنے کی درمیانی عمر معتدل حالت تک پہونچکر بتدریج بوڑھاپے کے پہنچنا ہے

مگر سچا مدعی مانند آفتاب جہانتاب ہرگز چھپ نہین سکتا۔ بلکہ سب سے بے نیاز رہتا ہے
اگر جملہ کائنات کافر گردد + بر دامن کبریا رش ننشیند گرد + بنابراین چونکہ امت مرحومہ
حضرت خیر الانام علیہ الاف التحیہ والسلام کی ایمانی حالت بھی امروز دوسری امتون کے مانند نہایت
ہی زبون قابل رحم ہے۔ اور اس دردناک حالت کی اصلاح بالاتفاق سب امتیون کے عقیدہ مین
حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ النازل من السماء کے ظہور پر موقوف ہی۔ اور ہر ایک شخص نہایت
تمنا کیساتھ انکے ظہور فرمانیکے لئے دست بدعا منتظر ہے۔ اگرچہ انتظار کرنیکا طریقہ ہر ایک فرقہ کا
جدا ہی۔ امت مرحومہ حضرت خاتم الانبیاء مین امروز تہتر فرقونسے زیادہ موجود ہین۔ مگر شیعہ اور سنی
یہ دو فرقہ ان سب فرقون کے درمیانمین کثرت جمعیت اور جماعت کے رو سے بڑے ہین۔ اگرچہ
باوجود ایسے انتظار شدید کے یہ دونون فرقہ بھی آپسمین بے انتہا مخالفت مین گرفتار ہین۔
لیکن دونون فرقون کا ماخذ اور متمسک یہ قرآن اور احادیث نبوی ہے۔ لہذا حقوق
پرستی نوع کے لحاظ سے ناچیز فانی نے اس بڑی مہم متکفاری کو عون و عنایات و توفیقات
ایزدی پر اعتماد کرکے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اور اس کتاب کو تین فصل اور ایک مقدمہ
اور خاتمہ پر مشتمل کرکے اسکا نام۔ المعیار الصحیح لمعرفۃ ظہور المہدی والمسیح رکھا ہی۔ پہلی
فصل مین آیات قرآن اور احادیث صحیحہ مسلمہ فریقین کے رو سے حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ
کے ظاہر ہونے کی میعاد و میقات مقرر اور معین فرمائے ہوئے ٹیم کو بیان کیا ہے۔ دوسری
فصل مین قرآن و حدیث کے رو سے دونون موعود کے ظہور فرمانے کے مقام اور جگہ کو
بیان کیا ہی تیسری فصل مین بھی قرآن و احادیث کی رو سے دونون موعود کے ذاتی اوصاف حلیہ و شمائل مین
مدعی حق و باطل کی شناخت کرنیکی علامتین اور اور علامتونکو ذکر کیا ہے خاتمہ اور مقدمہ مین دونون
موعود کے ظہور فرمانیکے متعلق مختلف جملات تحریر کئے ہین اور آنحضرت کے خاتم النبیین ہونیکا بیان اور حدیث
لا نبی بعدی کی تشریح بھی مختصر تحریر کی ہے۔ واللہ الموفق للصواب لانشاء الکتاب فی المبداء والمآب

روشن دیکھائی دیتا ہے۔ کہ جسقدر رہنے اس موجودہ زمانہ مین جسمانیات کے اندر
بنیہایت ترقی حاصل کی ہے۔ روحانیات مین اوتنی ہی تنزل و پستی پیرامون حال
ہمکو گھیری ہوئی ہے پھر جب کمال دقت کے ساتھ اس تنزل و پستی کے اصلی
سبب کو حقایق عالم تکوین مین جستجو کرنے لگتے ہین تو واضح و منکشف
ہوتا ہے۔ کہ اوس قادر و حکیم علی الاطلاق اور مختار و علیم پروردگار خلاق نے
انسان کی پیدایش اور اوسکے مرنے۔ بننے اور بگڑنے اور وجود و عدم کی حالت
کو اپنی دقیق حکمتون کے ساتھ ایسے مضبوط نظام اور مستقل قانون و انتظام
کے اساس پر بنیاد ڈالی ہے۔ کہ اون مقامات کو طے کرنیوالے اشخاص کے سوا
کوئی معمولی آدمی ادراک نہین کرسکتا۔ اور اوسکے روحانی اسرار کو نہین سمجھ سکتا
یہ بات ایک بشر کے دہیان مین جلدی آسکتی ہے۔ کہ عام طور پر نوع انسان کی
جسمانی زندگی مختلف اقوال اور روایتون کے رو سے۔ طرحوار گیاس اور ہواؤن
کے باعث۔ اور جسم کی غیر محسوس اندرونی قوتون کے سبب سے ہے کوئی
اُسکو اکاس کہتا ہے۔ کوئی نفس۔ کوئی روح کوئی قلب۔ کوئی فؤاد وجدان
کوئی حرارت عزیزی۔ کوئی دوران خون۔ اس دلیل سے کہ مرنیکے بعد مردہ آدمی
مین خون بالکل نہین رہتا۔ اس مادہ مین حکمائے فلسفہ سیطرح کی مختلف
دلیلین بہت سی قائم کرتے ہین۔ اور اپنے مسئلون کے ثابت کرنے مین ایسے
نظایر پیش کرتے ہین۔ کہ سُننے والیکو ناچار ماننا ہی پڑتا ہے۔ مگر سبکا منشا یہی ہے
کہ انسان کی جسمانی زندگی کا ایسا ایک سہارا ہے۔ جو (ابعاد ثلاثہ) عرض
طول و عمیق (لنبائی چوڑائی اور گہرائی) کی صورتون سے مجرد اور نرالا ہے۔

عوالم کی سیر کرتے ہوے پستی و تنزل کے دباؤ مین گرکر حواس اور شعور و سمجھ کا بکلی زائل ہوجانا۔ وغیر ذالک بیشمار حالتونکی نظیر دیکر۔ انسان کی روحانی ترقی اور تنزل کے احوال کو اچھی تفصیل کے ساتھ بیان کردیا ہے۔ تاکہ ہر ایک آدمی زاد بشر کو فتبارك الله أحسن الخالقين کے مرتبہ کی کیفیت حاصل ہوجائے اور اُس مقام کو جو انسان کے پیدا کرنے سے خدا کو منظور ہے پہونچ جائے چونکہ اُس صانع بیہمتا نے انسان کے اِن روحانی مقامات اور مرتبون کو اونکے جسمانی انتقالات اور ترقیات پے در پے کے پیرایہ اور نظیر مین ظاہر اور مقرر فرمایا ہے۔ کسی متنفس کو اِن باتون کے انکار کرنیکی مجال نہین ہے۔ اسواسطے کہ بدیہی طور پر نظر آنیوالی باتون کو کوئی رد نہین کرسکتا۔ خصوصاً جن امور کے ہزارون ہزار اور لاکھون بیشمار نظیر روبرو موجود ہون۔ بلکہ ایک عالم سارا من جمیع الوجوہ جسکی ہر ایک بابت مین گواہی دیتا ہو۔ اوسکو بغیر ماننے کے کون رد کرسکیگا۔

اگر عبرت کی آنکھون سے ہم اپنی گذشتہ صدیون کی جسمانی اور روحانی حالتون کو (تیرھوین صدی کے آخری حصہ) پچاس برس اِسطرف کی موجودہ حالات کے ساتھ مقابلہ کرکے ملاوین اور دیکھین تو البتہ اِن بیانات کے منکر نہین ہوسکینگے کہ بہ نسبت گذشتہ سنین اور قرنون (صدیون) کے ہمارے مدرکات اور شعور کی حالت۔ اختراعات جدیدہ۔ اور اکتشافات ہزاران ہزار بدایع و غرائب علوم و کمالات پوشیدہ کو ظہور دینے کی دلیل اور صحیت کے رو سے نہایت اوج ترقی پر ہے۔ مگر جب نظر دقیق کرکے نوع بنی آدم کی روحانی حالت کو اوسکی جسمانی ترقیات حالیہ کے مقابلہ مین جانچنے لگتے ہین۔ تو آفتاب کیطرح

ٹی جاتی ہے۔ یعنے ظہورات الٰہی کا ظاہر ہونا انسان کی روحانی زندگی کا ابتدائی زمانہ ہے۔ اور اوسکی انتہا اوس مظہر ذات الٰہی کی امت کیواسطے خدا کی طرف سے مقرر کئے گئے زمانہ کے پورا ہونے اور بسر آنے تک سمجھا جاتا ہے۔ حضرت عیسے علیہ السلام فرماتے ہین جیساکہ انسان کے بیٹے (یعنے عیسےؑ) کے ذریعہ سے زندگی اور حیات آئی ہے۔ اسیطرح اوسکے واسطہ سے موت بھی آتی ہے۔ پھر دوسرے مقام مین فرماتے ہین۔ انسان کا بیٹا سب مردون مین سے پہلا اوٹھنے والا ہے۔ پھر اوسکے بعد وہ جو اوسکے خاص (امتی) ہین۔ اور پھر اونکے بعد سب دوسرے۔ (عام امتی) لوگ۔ غرض بقولی آیۃ وانی ہدایہ۔ ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ اور۔ ما فرطنا فی الکتاب من شیئ۔ اور فیہ تفصیل کل شیئ۔ اور وفیہ تبیان کل شیئ۔ یہ بات مسلم الثبوت ہے۔ کہ کلام الٰہی (قرآن شریف) مکمل طور پر سب جسمانی اور روحانی عوالم کے بیانات کا جامع وحاوی ہے دنیا کا خشک و تر سب اوسمین ہے۔ ہمنے اس کتاب مین کسی بات کو فروگذاشت نہین کیا۔ ہر ایک چیز کی تفصیل اسمین ہے۔ اور ہر ایک چیز کا واضح وروشن بیان بھی اسی مین ہے۔

اور جیساکہ ہم جسمانی زندگی کی علامتون سے۔ سب آدمیون کو عام طور پر زندہ اور جنبدہ سمجھتے ہین۔ اسیطرح روحانی زندگی کے ایمانی آثار اور علامتون سے بھی انسان کو زندہ کہتے ہین۔ اور اون آثار کے محو و نابود ہوجانیکے روسے۔ گو جسمانی طور سے وہ زندہ کیون نہو۔ انسانکو مردۂ متحرک (چلتا پھرتا مردہ) کہتے ہین۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

خواہ اُوسکو جوہر مطلق کہو۔ یا ایتھر۔ یا کیفیت بلا کیف۔ یا حقیقت بمثال۔ یا ایسینس کہو وہ اپنی حیثیت مین جو ہے سو ہے۔ مگر صانع علی الاطلاق کی ذات بیچون وبیچگونکا نمونہ ہے جسکے پوشیدہ بھید کو کسی حکیم نے آج تک نہین پایا۔ پھر جب سر ہستی کا تعلق انسان سے منقطع ہوتا یا کٹ جاتا ہے۔ تو انسان ایک سوکھی لکڑی۔ یا تختہ کا ٹکڑا یا پتھر کی چٹان کیطرح مردار جیسا پڑا رہ جاتا ہے۔ اور کسی دوسرے شخص کے حرکت دیے بغیر وہ اپنے آپ سے نہ ڈولنے اور حرکت کرنیسے بازرہ جاتا ہے۔ اسی نظام اور قانون قدرت پر حق تعالیٰ شانہ نے انسان کی عالم خلق کی جسمانی زندگی کا نمونہ اپنے عالم امر مین بھی رکھدیا ہے۔ بلکہ عالم امر کی حالت حقیقی ہے۔ اور عالم خلق کی حالت اوسکا عکس صوری اور ظلی ہے۔ اور جیسا کہ انسان اپنی خلقت جسمانی مین مرتبہ بمرتبہ بلا تعطیل ترقی پاتا ہوا آیا ہے تو روحانی پیدایش مین بھی بدستور عقل وکمالات انسانی کے مرتبون کو بلا فصل درجہ بدرجہ طے کرکے بتدریج اوس مقرر کی ہوئی کمالیت کی حیثیت تک عروج کرنا اوسکیلئے امر ضروری سمجھا گیا ہے۔ تو اس عالم روحانی کی زندگی کا دارومدار اور سہارا اور سرمایہ اوسکی ہستی اور وجود کے لطف کے قرار پانے کی حیثیت مین۔ ایمان۔ ہے یہ انسان کیلئے فقط پہلی سیڑھی ہے۔ **مثنوی**

از مقامات تبتل تا فنا	پایہ پایہ تا مقامات الٰہ ؛

پھر جیسا کہ انسان کی جسمانی حالت کیلئے ایک ابتدا۔ اور زمان معین تک ہی ایک انتہا ہوا کرتی ہے۔ تو اوسکی روحانی حالت کیلئے بھی ایک ابتدا ہے۔ اور یہ ابتدا مظاہر مقدسہ الٰہی کے وجودات مقدسہ کی ہستی کے زمانہ سے شمار

کے ساتھ برابر ہوسکتی ہے جو (کفر کی) اندھیری تاریکی مین پڑا ہوا ہے
اور اوس (ابدی مردہ پنے) سے نکل نہین سکتا۔ اسیطرح سوبھتا ہے
کافرون کی نظرمین اونکا عمل جو وہ کیا کرتے ہین"۔ پھر دوسری جگہ (سورۂ
بقرہ۔ پہلے پارہ کے ۳ رکوع مین) ارشاد فرماتا ہے۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ
وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ
علماے ظاہر نے اس آیت کی مطلب کو ظاہری مرنے اور جینے سے تعبیر کی
ہے۔ اور نطفہ کی حالت کو مردہ اور مرنے سے تشبیہ دی ہے۔ حالانکہ مردہ
اوسکو کہتے ہین جو ایکبار ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر مرجائے۔ تو یہ بات
نطفہ کی حالت سے مطابق نہین آتی اوکسی صورت مین مناسبت نہین
رکھتی۔ کیونکہ نطفہ مین قدرتًا حیات کا مادہ پورا اور مکمل ہے۔ اور نطفہ
ایک جسم سیال ہے۔ اور جسم جامد نہین ہے کہ موت کا اطلاق اوسپر کیا
جائے۔ البتہ خداے تعالےٰ نے ایسا لغو و بیمعنی کلام ہرگز نہین فرمایا۔
بلکہ اوسکے بندہ بھی ایسی نامربوط بات ہرگز ایسے مقام پر جس کچھ مطلب
نہ ہووے استعمال نہین کرتے۔ علاوہ اس بات کے اگلی پچھلی آیتون کو
نظر کرنیسے بھی اس آیت کا مضمون واضح طور پر معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم نصاریٰ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرما رہے
ہین۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اونکے موعود تھے۔ جیساکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔
(ترجمہ) کسطرح منھ موڑ سکوگے تم اللہ سے۔ اور تھے تم مردے۔ پس
زندہ کیا خدا نے تمکو۔ پھر ماریگا تم کو۔ پھر زندہ کریگا تمکو۔ پھر لوٹ جاؤگے تم اسکے

خدا۔ اپنے فضل وکرم سے اور اپنے پیارے حبیب کے صدقہ۔ کلام الٰہی کے ظاہری معنی سے لوگون کو آشنا فرماوے۔ نا اوسکے باطنی معنے بھی ایک ایک اوپر منکشف ہو جائین۔

پہلا مرحلہ۔ موت اور حیات کا ہے۔

کتب الہامی کی ہدایت و تاثیر فقط انسانکی روح سے تعلق رکھتی ہے اسواسطے الہامی کتابون کی اصطلاح مین موت سے مراد روحانی موت ہے اور ایمانی آثار اور علامتون سے خالی اور بے بہرہ ہو جانیکی حالت کو موت کہتے ہین۔ اسیطرح ایمانی علامت اور تاثیرون سے بھرپور اور بہرمند رہنے کو زندگی اور حیات کہتے ہین۔ (سورۂ انعام آٹھوین پارہ کے پہلے رکوع مین) حق تعالےٰ جلشانہ اس بیان کے نظیر مین ارشاد فرماتا ہے۔ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ بَيْنَ النَّاسِ كَمَنْ مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ علمائے تفسیر کا اِسبات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ سید الشہدا اور صحابی آنحضرت عمار یاسر کے حقمین نازل ہوئی ہے۔ (ترجمہ آیت کا یہ ہے) کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے (ترجمہ) آیا وہ شخص (حمزہ یا عمار یاسر) جو مردہ تھا۔ پس زندہ کیا ہمنے اوسکو۔ اور کردانا اوسکے لئے (ایمان کا) ایک نور جسکے ذریعہ سے وہ (حمزہ یا عمار یاسر) چلتا پھرتا ہے لوگون کے درمیانمین۔ ایسے (آثار ایمانی سے حیات پانیوالے) شخص کی مثال۔ کیا اوس (بے ایمان مردہ) آدمی (یعنے ابوجہل وھشام)

آقا پروردگار تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کو حاصل کرے۔ اور ڈگری پاس کرنیسے مراد یہ ہے۔ کہ بفحوای آیہ مبارکہ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اسوۃ حسنہ (ترجمہ) ہر آئینہ تمہارے لئے رسول خدا کی ذات مقدسہ مین ایک نیک و بہتر پیروی کرنیکا نمونہ ہے اخلاق الٰہی کا۔ انتہیٰ۔ نوع انسان اپنے آپکو اخلاق و آداب الٰہی سے اتنا آراستہ کرے۔ کہ اوس مربی امکان اور مظہر ذات وحقیقت غیبیہ خداوند رحمٰن کا پورا تمثال اور نمونہ بن جائے۔ اوس انسان کامل کے قدم پر قدم رکھے۔ اور اوسکے صفات اور کمالات مین خود کو محو کردے تا۔ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا مصداق حاصل ہو جائے چنانچہ ارسال رسُل۔ اور انزال کتب سے غرض کلی بھی یہی ہے۔ پھر یہ بات نہایت محکم اور مسلّم ہے کہ جسنے اگلے مظہر ذات الٰہی کی تعلیمات کے درجہ کو پورا کرلیا ہے۔ اوسکو دوسرے یعنے پچھلے اور نئے مظہر ظہور الٰہی کے اعلیٰ اور بلند تر عالم اور مرتبہ مین انتقال کرنا ایک نہایت ہی سہل اور آسان بات ہے۔ اور معرفت الٰہی کے حوض تسنیم و کوثر کے جام طہور کو حضرت احمد بلا میم کے مبارک ہاتھون سے پیکر۔ قرب احدیت کی دربار یعنے جنت دیدار جمال کردگار مین وَاِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمُسْتَقَرُّ۔ قرارگاہ پکڑنا کتنا سلیس اور یقینی امر ہے۔

بنابراین حضرت حکیم علی الاطلاق نے اپنی حکمت بالغہ سے بنی نوع انسان کو کمالیت کے مرتبہ تک پہونچنے اور ترقی زمانی حاصل کرنے کیلئے۔ درجہ بدرجہ پستی کی ڈگریون کو پاس کرنے اور انتہائی مقامات

طرف۔ (یعنے میری روحانی نعمتون کا کسطرح کفران کرسکوگے۔ اور میرے عالم امر کے فیوضات سے کیونکر منھ موڑ سکوگے۔ جب تم پوری طرح جان چکے ہو۔ کہ اپنے اگلے دین مین نصاریٰ کے محض مردہ کی حالت مین تھے۔ پس جلایا تمکو اللہ نے اس دین پاک محمدی مین پھر (سنت قدیمہ الٰہیہ کی چال پر) خدا ماریگا تم کو اس دین محمدی مین۔ پھر جلاویگا تمکو اپنے دین پاک الٰہی مین۔ جو آنیوالا ہے۔ پھر تم لوٹوگے اور بازگشت کروگے اوسکے طرف انتہی بجز ایسے روحانی بیانات کے اگر ان کلمات مبارکہ سے فقط جسمانی مرد معنے لئے جائین۔ تو کلام الٰہی کی بالکل بیحرمتی ہوتی ہے۔ کیونکہ ایسے جسمانی مرنے جینے سے کونسا نتیجہ حاصل ہوسکتا ہے۔ بلکہ ایسے بے تمیز معنون سے اہل تناسخ کے عقیدہ کو ایکطرح کی امداد پہونچتی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ ایسے جسمانی مرنے اور جینے کے معتقد ہین۔

علاوہ ازین قرآن مجید یعنے کلام اللہ عالم امر کی تنزیل ہے۔ اور محض انسان کے اصلاح باطن اور ہماری روحانی حالت کو سدھارنیکیلئے اوتارا گیا ہے جسکے اوتارنیسے پروردگار پاک کی یہ مراد سمجھی جاتی ہے۔ کہ نوع انسان ہر ایک زمانیمین۔ اپنے زمانیکے مربی یعنے مظہر اسماء وصفات وذات قدسی الٰہی کی تربیت کو قبول کرکے اوس زمانیکے ضروری تعلیمات الٰہی اور کمالات انسانی کے مرتبہ کو پورا کرے۔ یعنے اوس ڈگری کو جو حق تعالیٰ شانہ۔ نوع انسان کی کمالیت کے درجہ کی ترقی کیلئے ہر ایک زمانہ مین از سر نو مقرر فرماتا ہے پوری طرح پاس کرے۔ اور اس ذریعہ سے اپنے مالک

کرنا غرض ہے۔ اسواسطے کلام الٰہی کے اِس حصّہ مین۔ ایک طرح کے ظاہری معنے کے سوا۔ اگر دو یا تین طرح کے معنے لئے جائین۔ تو احکام کے نازل فرمانے کی غرض ہرگز پوری نہین ہوگی۔ اور طرحوار معنے لئے جانیکے باعث ضرور لوگون تفرقہ پڑجائیگا جس سے خدا کی مقصد بے نتیجہ رہ جائیگی۔ اور وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ کی آیت کا مصداق ظاہر نہین ہو ویگا (ترجمہ) خدا کے احکام اور شرایع کی رسّی کو مضبوط پکڑو۔ اور تفرقہ مت کرو) اس مقام پر اس بات کا خلاصہ بیان کرنا ضرور ہے۔ کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام الٰہی کو جو لوگ تمسخر اور ٹھٹول کے رو سے بیفایدہ سمجھتے ہین۔ اور سوائے ظاہری نماز اور روزن کے جو خدا کا اصلی حکم ہے۔ بخیال خود لوگونکو باطنی نماز روزون کیطرف ترغیب دلاتے اور تفرقہ مین ڈالکر احکام الٰہی کو محض ورزش اور فضول کام سمجھتے ہین۔ صریح گمراہی مین پڑے ہوئے ہین۔

دوسرے حصّہ کے بیان کے بھی پہلے حصّہ کے جیسا فقط ظاہری معنے لینا چاہیئے۔ کیونکہ گذشتہ زمانون کے قصّے اور گذرے ہوئے پیغمبرون کی حال اور اونکی امتون کے احوال کے بیان کرنیکا مقصد یہ ہے۔ کہ آیندہ آنیوالی امتون کو تنبیہ اور اعتبار اور نصیحت و انذار حاصل ہو جائے۔ چنانچہ ظاہری معنے کے سوا اگر دو یا تین طرح کے معنے اسکے لئے جائین تو مقصود حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ اور کلام الٰہی بے ثمر اور بے نتیجہ رہ جائیگا۔ لیکن۔

تیسرے حصّہ کا بیان جو آیندہ زمانے سے تعلّق رکھتا ہے۔ اوس زمانے کے آنے تک غیب مکنون اور پوشیدہ۔ سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے خدا

تک چڑھنے کے اصول اسطرح پر مقرر فرمائے ہین۔ کہ کوئی بندہ اس فیض کے حاصل کرنیسے محروم نہ رہ سکے جیسا کہ (سورہ ۷ اعراف۔ آٹھوین پارہ کے دسوین رکوع مین) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکل امۃ اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (ترجمہ) اور ہر ایک اُمّت کیلئے ایک مقرر وقت اور ٹیم ہے۔ پس جب آتا ہے اونکا وہ مقرر وقت تو نہین پچھڑا سکتے ایک گھڑی۔ اور نہین بڑھا سکتے وہ ایک گھڑی۔ انتہیٰ۔ (سورہ یونس ۱۱ پارہ ۹ رکوع مین بھی اسی مضمون کی آیت مذکور ہے) علمائے ظاہر نے اپنے ظاہری علم محدود کے روسے اس آیۂ کریمہ کے فقط ظاہری معنے کیے ہین۔ کیونکہ وہ ایسے معنے کرنے مین محض معذور ہین۔ ذالک مبلغھم من العلم یعنے اونکی دوڑ فقط اسی حد تک ہے) اور اسکا باعث یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ جلشانہ کے کلام ربانی اور کتب آسمانی کے مضامین تین طرح پر تقسیم کیئے گئے ہین۔

اوّل۔ احکام و شرایع امر و نہی اور حلال و حرام اور عبادت وغیرہا جو زمانۂ حال سے متعلق ہین۔ دوسرے ۲۔ گذرے ہوے زمانیکے پیغمبرون کا حال اور اونکی امت کا احوال۔ جسکا تعلق زمانہ ماضی سے ہے۔ تیسرے ۳۔ آیندہ زمانیمین ظاہر ہونیوالے ظہور کی خبر و بشارت اور اوسوقت کی حالت۔ پہلے حصہ کے معنے کو فقط ایک ہی رخ پر ظاہری لینا چاہیئے۔ کیونکہ احکام کے نازل فرمانیسے مقصود عام ہدایت کا حاصل ہونا۔ اور نوع بشر کو ایک شریعت اور ایک ملّت پر کلمۂ توحید کے سایہ کے نیچے جمع آوری

برگزیدہ۔ ذات وصفات اور کمالات کبریائی کی خلعت سے مکمل وآراستہ
ہوکر ظہور فرماتا ہے۔ اور اپنے زمانہ کے لوگون کی حیثیت وقابلیت گذشتہ
ظہور کی تربیت کے باعث جس اندازہ تک ترقی پر رہتی ہے۔ اوسی اندازہ
پر خدا کا حکم بھی اونکو سُناتا ہے جیساکہ حق تعالیٰ کلام مجید کے (سورہ یونس
اگیارھوین پارہ کے نوین رکوع مین) فرماتا ہے۔ ولکل امۃ رسول
فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون۔ (ترجمہ)
ہر ایک امت کیلئے (جب اوس امت کا مقرر کیا ہوا وقت پورا ہوجاتا ہے تو ایک رسول
(خدا کیجانب سے اوسیکیلئے مقرر کیا جاتا) ہے۔ پس جب آتا ہے اوس امت
کا (نیا) رسول۔ فیصلہ کیا جاتا ہے اوس امت کے درمیان مین عدالت
کے ساتھ۔ اور ظلم نہین کیا جاتا اونپر۔ انتہی۔ اگرچہ مظاہر مقدسۂ الٰہی اپنی ظاہری
صورت مین طبقات عالم کے مختلف زبان والون کے درمیان مین ہر
ایک پیغمبر ایک علیحدہ زبان۔ اور جدا جدا نام اور کام کے ساتھ اوس قوم اور
امت مین جنکے وہ موعود ہین ظاہر ہوا کرتے ہین۔ لیکن جب حقیقت
بینی کی نظر سے اونکے دلی مقاصد اور کامون کی خاصیت اور نتیجہ پر نظر کیجاتی ہے
تو واضح وعیان طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب ایک ہی مصدر ومرکز سے
ایک ہی حقیقت جامعہ کے ظہور دینے اور ایک ہی مالک کے پیغام کی
بزرگی کے ساتھ۔ ایک ہی کلام اور ایک ہی قسم کے نور اور تجلی کی روشنی
بخشنی کیواسطے ظاہر ہوتے ہین۔ اس خدا آباد کشور مین اونکا ظاہر ہونا اس
غرض سے ہے۔ کہ ذات مستجمع الصفات الٰہی نے جو اپنے غیب کے چھپے

تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے رو سے اوس زمانہ معیّن تک اوپر مُہر لگا دی ہے۔ اور اوس زمانۂ مقررہ کے موعود۔ مظہر ذات الٰہی۔ کے آنے تک اوس بیان کو کوئی سمجھ نہین سکتا۔ ایسے بیان کے معنے کرنیمین اگرچہ علمائے تفسیر حسب مقدور مفصل و مبسوط شرح لکھتے ہین۔ مگر کلمۂ "واللہ اعلم بالصواب" کے ساتھ سب بالاتفاق نغمہ سرائی کرتے ہین۔ اور ایسی آیتون کو "متشابہات" کہتے ہین۔

الحمد للہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے آج وہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ جمال مبارک حضرت موعود نے عرصۂ شہود مین جلوہ فرمایا ہے۔ اور سب آسمانی کتابون کی مُہرون کو اپنی رحمت کے ہاتھون سے توڑ کر سب کے مطالب اور معانی کو ظاہر فرما دیا ہے۔

الغرض جبکہ گذشتہ زمانہ کے موعود کی امت کا مقرر زمانہ اور معیّن کیا ہوا وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اور لوگ عموماً خود کو اور اپنے خدا کو بھولکر سیدھے راستہ سے بہٹک کر اپنی نفسانی خواہشون کی راہ پر چلنے لگتے ہین۔ اور محض غفلت مین گرفتار ہو کر اپنے بھلے بُرے سے بیخبر جہالت کی گھٹاٹوپ اندھیری مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ اور روحانی اصطلاح کے رو سے مردہ بن جانے کا اطلاق اوپر ہونے لگتا ہے۔ تو رحمت کبریائی کی دریا پھر دوبارہ نئے سر سے جوش مین آتی ہے۔ اور محض فضل و کرم۔ اپنے بندونکی راہنمائی کیلئے۔ نئی صورت اور نئے نام۔ نئی حالت اور نئے کام کے ساتھ۔ محبت الٰہی اور لطف خداوندی کے ہاتھون سے بنایا ہوا۔ دوسرا ایک

خلق اور خالق کی دو دریاؤن کے بیچ کی آڑ۔ عقل اوّل۔ نقطۂ اوّلیہ۔ مشیّت اولیٰ حضرت ذکر کا وجود مقدس ہے جو فیض اقدس کے پہونچانے اور عام نوع بشر کو قوس نزولی سے قوس عروجی اور صعودی کیطرف چڑہانے اور ترقی دلانے کا واسطہ اور وسیلہ ہے۔ پروردگار پاک کی معرفت و شناسائی۔ اور قرب و نزدیکی فقط اوس کلمۂ جامعۂ جبروتیہ کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ وہ روح ملکوتی الٰہی تمام عالم کو حیات بخشتی فرماتا ہے۔ اور نوع بشر کے اندرونی جوہر ذاتی کے کمالات اسکی آب و تاب اور چمک کو (جو ازل سے اونکی حقیقت مین ودیعہ رکھے گئے ہین۔ مگر اس عالم ناسوت مین آن کر وہ اوسکو کھو بیٹھے ہین) ظاہر و آشکار کراتا ہے۔ حق تعالےٰ جلشانہ نے خلق الارواح قبل الاجساد بالفی الفی عام۔ اجسام کی پیدائش سے ہزارون ہزار سال پہلے عالم ذر یا عالم ارواح مین اپنی پہلی تجلی فرمانیکے وقت۔ جب اپنا جمال جہان آرا بے پردہ سب ارواح کو دکھلاکر پوچھا تھا۔ کہ کیا مین تمہارا خداوند نہین ہون؟ اس سوال کے جواب مین سب نے اقرار کرکے کہا تھا۔ کہ ہان تو ہمارا خداوند اور مالک ہے۔ چنانچہ پکا قول قرار اور عہد و پیمان سب نے اس بات پر لے لیا تھا۔ کہ اس ناسوتی عالم مین آنکر اوس عہد کو ہرگز نہ بھولین اور اوسکے محبت کی رسّی کو نچھوڑین۔ مگر اس جہان کی آلودگی اور خیالات بشری کے غلبہ سے عالم آفرینش مین آنکر اوس عہد کو سب بھول گئے۔ اور نفسانی شہوتون کی نہایت تیز جھڑی سے اوس عہد و پیمان

ہوے لامکان خزانہ مین اس امکان کے سب حدود ات اور قیدون سے پاک ہے۔ اپنی ذاتی اور صفاتی اور نامون کے ظہورات کیواسطے دو دورے اور ڈگریان مقرر فرمائی ہین۔ اصطلاح اہل حقیقت اور ارباب معرفت مین اونکو "دائرۃ الوجود یا دائرۃ الاکوان" کی مثال مین سمجھ سکتے ہین دایرہ یعنے گول منڈل۔ اس دایرہ کو جب ہم دو ٹکڑے کر دیتے ہین۔ تو دو کمانون کی صورت مین دیکھ پڑتے ہین۔ اِن کو (دو) "قوسین" کہتے ہین۔ ایک قوس نزولی ہے جو ذات غیب الغیوب الٰہی کے نام اور صفاتون کے عام تجلّی فرمانے کا مقام ہے۔ اسمین اگرچہ کوئی ذرہ ذرّات عالم مین کا اپنی حقیقت مین اوس واجب الوجود کی ہستی کے بہیدسے جدا نہین ہے۔ لیکن اپنی حیثیت مین اتنا محدود ہے۔ کہ اوس ذات اور حقیقت غیبیہ مین اور اس مین بالکل کسی طرح کی منسبت نظر ہی نہین آتی۔ اپنے مرکز اصلی سے بہت دور ہوگیا ہے۔ اور اپنے استعداد کے مادہ مین محدود اور مقیّد ہونیکے سبب سے۔ اپنی قابلیت کے اندازہ پر خدائی فیض کی دریاے ناپیدا کنار مین کا ایک جزئی ترشح کے حاصل کرنیکے سوا ایکقدم آگے بڑھکر نہین لے سکتا دوسری کمان قوس صعودی ہے۔ جو عالم بشریت سے عالم انسانی۔ اور ملکوت الٰہی۔ اور لاہوت رحمانی کے جانب ہمکو عروج اور ترقی دلانیکا مرتبہ ہے۔ اور تجرّد و انقطاع کے ساتھ عشق اور محبت الٰہی مین محو و فانی کرانیکا درجہ ہے۔ اِن دونون (قوسین) کمانون کے درمیان مین اوس ذات غیب الٰہی کے مظہر اتم۔ بزرگ اعظم

فقط خدا کا کام ہے۔ زنھار ہمارا کام نہین ہے۔ ہمکو اوسکی خدائی کے معاملون مین بالکل مداخلت دینی نچاہیے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ "ہم خدا کے پیغمبرون کے درمیان مین کسی پیغمبر کو دوسرے پیغمبر سے فرق نہین کرتے" ہمکو کلام اللہ کی اس تعلیم پر چلکر اپنی حد شناسی ضرور ہے۔ دوسری آیت مین پھر فرماتا ہے۔ کہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ "ہمارا حکم اور ہمارا دین ایک ہی ہے"۔ ظاہر مین موسیٰؑ لائے یا عیسیٰؑ لائے۔ یا حضرت محمدؐ لائے یا حضرت بہاء اللہ لائے۔ سب کی مطلب و مقصد ایک ہی ہے۔ اسکے علاوہ ہمکو دنیا کے ظاہری آثار بھی آپ ہی خدا کیطرف دلالت کرتے ہین۔ مثلاً۔

ہم دیکھتے ہین کہ اوس حکیم و صانع علی الاطلاق نے۔ اس جہان کے سب موجودات عنصری کی تربیت کیواسطے اپنی حکمت بالغہ سے ہمارے لئے یک سورج عطا فرمایا ہے جو باختلاف موسم۔ اپنے مقرر زمانہ پر الگ الگ مقام اور مطلع سے جگہ بدل کر طلوع کرتا رہتا ہے۔ اور جدا جدا مغربون مین بھی غروب کرتا ہے۔ مگر ہمنے اپنی ظاہری پہچان کیلئے۔ اوس ہمیشہ کے نکلنے والے ایک سورج کو اوسکے سات دن تک طلوع کرنیوالی ایک ہفتہ مین تقسیم کرکے ہر ایک کیلئے الگ الگ نام رکھدئے ہین پھر اپنے الگ الگ کھے ہوئے نامون کو سورج کے ذاتی نام سمجھکر۔ اون نامون پر آپسمین جھگڑتے رہتے ہین ایک کہتا ہے یہ سورج ہمارا ہے۔ اور اوسکا اصلی نام سنیچر ہے۔ دوسرا کہتا ہے نہین یہ تو خاص ہمارا ہے۔ اور اسکا حقیقی نام اتوار ہے۔ تیسرا

کے رشتہ اور رسّی کو سب نے کاٹ ڈالا چنانچہ ظہورات مقدسہ الٰہی اوس عہد
وپیمان کے سلسلہ کو دوبارہ وصل کرنے اور جوڑنے یا ملا دینیکے لئے بام
الٰہی اس عالم مین پیدا اور ظاہر ہوا کرتے ہین۔ (اسکا بیان۔ سورۂ بقرہ
پہلے پارہ کے تیسرے رکوع مین مذکور ہے) اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ
مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (ترجمہ) جو لوگ توڑتے ہین خدا
کے اقرار اور عہد وپیمان کو باندھنے کے بعد۔ اور کاٹ ڈالتے ہین اوس
(کی محبت کے رشتہ ورسّی) کو جسکے باندھنے اور ملانے کیواسطے خدا نے
(سب پیغمبرونکو) حکم کیا ہے۔ اور فساد کرتے ہین۔ یعنے جھگڑتے ہین اسکے
پیغمبرون کے ساتھ زمین مین بیشک وہ نقصان کرنیوالے ہین۔ بس اس
قرینہ سے معلوم ہوا کہ اون مظاہر مقدسہ الٰہی کے نام اور نشان اگرچہ جدا
جدا ہین۔ لیکن اس روسے کہ ایک ہی کام کا سرانجام کرتے ہین درحقیقت
وہ سب ایک ہی ہین۔ قولہ تعالیٰ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ
یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ الخ (سورۂ نساء چھٹوین پارہ کے پہلے رکوع
سے) بخوبی واضح ہے۔ کہ ایمان والے لوگ خدا کے مظاہر قدسیہ مین ہرگز
فرق نہین دیکھتے۔ "نظر حقیقت و توحید سے سب کو ایک ہی سمجھتے ہین
اگرچہ بظاہر بمقتضاے وقت و استعداد اہل زمان اون مظاہر الٰہی کے
ظہورات مین خلق کو تربیت فرمانیکے روسے اونکے مرتبہ مین کچھ فرق نظر
آوے تو بھی۔ اسطرح کا فرق کرنا اور ہر ایک کیلئے جدا جدا مرتبہ مقرر کرنا

مطالعہ کیا جائے۔ تو سچائی کا جمال بے پردہ ہر ایک (دین کی) کتاب سے ہمپر عیان ہو سکتا ہے۔ الغرض مظاہر قدسیہ الٰہیہ سب ایک ہی ہین بس اسکے سوا اور کوئی دلیل مستند نہین ہے۔ جیسا کہ حضرت خاتم الأنبیاء صلے اللہ علیہ وسلم روحی فداہ فرماتے ہین "مین موسیٰ ہون۔ مین عیسےٰ ہون۔ مین ابراہیم ہون۔ مین نوح ہون۔ مین شیث ہون۔ مین آدم ہون آدم اور آدم کے سوا جتنے نبی ہوے ہین سب میرے علم اور نشان کے نیچے مین رہتے ہین" اور یہی بیان ہے۔ ہر ایک مظہر قدسی الٰہی یعنے اپنے مقرر زمانہ کے سچے پیغامبر کا۔ وہ بھی ہماری ارواح اور حقایق وجود کیلئے نفوذ اور تاثیر بخشتی (اسپیجن) مین سورج کا پورا کام دیتے ہین۔ بیشک ظہور ذات الٰہی کے وہ سچے سورج ہین۔ اونکا (پورب) مطلع ذات الٰہی ہے اور مغرب (پچھم) بھی وہی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (یعنے ہم خدا کیلئے ہین۔ اور ہماری بازگشت خدا کیطرف ہے) اس آواز مین سبکا آواز ملا ہوا ہے

آب از دریا بدریا میرود	از ہما نجا کامد آنجا میرود

پھر اوس امت کا مقرر کیا ہوا وقت پورا ہوتے ہی جبکہ دوسری نئی امت نئے نام کے ساتھ معین کیجاتی ہے۔ اور نیا پیام اور انکی راہنمائی اور ہدایت کا مرکز اور واسطہ بن جاتا ہے۔ اور نئے بہار کی آمد آمد سے نوع بشر کی ہستی اور وجود کے درختون مین پھر دوبارہ نئی سرسبزی و خرمی اور طراوت و تازگی ظاہر ہونے لگتی ہے۔ گذشتہ خزان خستہ گی اور تکان رفع ہو جاتی ہے۔ اور نیا روحانی سورج جب فجر ظہور مین

کہتا ہے۔ کیون عبث بکواس کر رہے ہو۔ یہ تو درحقیقت ہمارا ہے۔ اور اِسکا ذاتی نام جمعہ (سُکر) ہے۔ حالانکہ وہ سورج اپنی بے نیازی کے مقام مین سبکا ہے۔ اور کسیکا بھی نہین ہے۔ وہ ایک ہی ہے۔ اور متعدد نہین ہے۔ وہ ہر روز اپنے قدرتی وقت پر بامر الٰہی کائنات عالم کی تربیت فرمانے کیلئے۔ بڑی شان و شوکت اور غلبہ و عظمت کے ساتھ نکلتا ہے۔ سب اشیاء کو ایکسان ہر ایک کے استعداد اور قابلیت کے اندازہ پر فیض دیتا ہے۔ اور نور بخشی فرماتا ہے جسکو باصطلاح ایسیجن کہتے ہین پھر وقت مقرر پر ڈوب جاتا ہے۔ اور ہماری نظرون سے روپوش ہوجاتا ہے۔ مگر ذاتاً معدوم نہین ہوتا۔ ہمیشہ موجود رہتا ہے۔ اور یہ شات نام جو ہمنے اپنی (مخلوق کی) سمجھ کے اندازہ پر اوسکی پہچان کیلئے مقرر کر رکھے ہین۔ زنہار یہ اوسکے نام نہین ہین۔ وہ اپنی بے نیازی مین ان نسبی نامون سے پاک اور نرالا ہے۔ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ (ترجمہ) یہ سب نام تمہارے اور تمہارے باپ گذرے ہوے بزرگونکے رکھے ہوے نام ہین۔ خدا نے اپنی سلطنت و جلال اور ہمینت سے اِنکو نہین اوتارے۔) مظاہر حقۂ الٰہیہ کا حال بھی اسیطرح پر ہے۔ وہ بھی آسمان دین (امر) الٰہی کے معنوی سورج ہین اور ہمارے ناسوتی نامون سے پاک و مقدس اور بے نیاز ہین ؎

جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان	جملہ در لاینبغی آمختگان

اگر فہم و شعور اور درد و طلب کی راہ سے دنیا کے سب الہامی کتابون کا

دکھلاکر یہ عہد و پیمان اور قول و قرار ہمسے لیا تھا۔ کہ ہم اوسکے بندے ہین
اور وہ ہمارا مالک ہے۔ مگر ہمنے اس دنیا مین آنکر اپنی نفسانی خواہشون مین
گرفتار ہوکر۔ اوس عہد کی بالکل پاس داری نہین کی۔ خود کو اور خدا کو اور
خدا کے عہد و پیمان کو ہم بھول گئے۔ اور اوسکے قول و قرار کو ہمنے توڑ ڈالا۔
تو محض رحمت اوس رب العزت نے پھر دوبارہ اوس عہد و اقرار کی رسّی
یا سلسلہ کو جوڑنے کیواسطے اونکو ایک معین زمانہ تک مہلت دی۔ اور
ہر ایک امت کیلئے ایک ایک وقت کی حالت کے مناسب ایک معین
وقت عطا فرمایا۔ اور اُس معین وقت پر اونکی یاد آوری فرمانے۔ اور اون
غفلت کے مردونکو نئی روحانی زندگی اور حیات دلانیکیلئے۔ اپنی ذاتی
قدرت اور توانائی و سکت اور جلال و جمال اور ذاتی و صفاتی کمال کا ظاہر
کرنیوالا ایک ایک بیواسطہ۔ تجلی کا نیا مقام۔ اور نیا حکیم۔ اوسنے اس خدا
آباد کشورِ عالم مین بھیجا۔ اور اوسکے ہمراہ۔ اوس نئے وقت کے لایق۔ اور
نئی امت کی حالت کے مطابق۔ ایک ایک نئی کتاب بھی ہماری حالت کے
سدھارنے کے لئے عنایت کی جسمین کی مندرجہ ہدایت اور دستورالعمل
کی تاثیر و پیروی کو قایم رہنے کیلئے۔ ایک خاص حد اور زمانہ معین فرمایا۔ پھر
اسیطرح۔ اس ترتیب کو قائم رکھکر زمانہ بزمانہ سلسلہ وار بدلتا ہوا اس
مبارک کور و دورِ اعظم تک چلا آیا۔ یَوْمٌ جَدِیْدٌ وَرِزْقٌ جَدِیْدٌ
کا مصداق ظاہر ہوتا گیا (نیا دن اور نئی روزی) کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَأْنٍ
(ہر روز وہ اپنی نئی شان اور نئی تجلی کا جلوہ ظاہر کرتا گیا)۔ تا معلوم ہووے

آسمان دین کے ذاتی افق اور مطلع سے نکلتا ہے۔ اگلے گذشتہ دن سے
کئی مرتبہ زیادہ تر روشن نیا روحانی روز نمود ہوتا ہے۔ تو اوس زمانہ کے
لوگونکی ہدایت کیواسطے اوس راہنمائے امت مقتدی اور واسطے
فیض الٰہی کے ہمراہ۔ اوس زمانہ اور زمانہ کے لوگونکی قابلیت اور استعداد
کے اندازہ پر۔ اونکے روحانی بیماریون کی دوا مناسب جامعہ۔ اونکو وجہان
کی بہتری کیطرف دلالت کرنیوالا۔ کلام اللہ۔ شرائع اور دینی قانون سے
بھرا ہوا۔ وہ پاک معبود یکتا۔ اپنی غیب ہویت ذات مستجمع الصفات
کے خزانہ سے جسمین سب کتابون کی اصل اور سب کی مان موجود ہے۔
کتاب مبین کے نئے نام سے نازل فرماتا ہے (جیسا کہ سورہ رعد
تیرہوین۔ پارہ کے۔ اگیارہوین رکوع مین بیان فرماتا ہے) وَمَا كَانَ
لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُوا اللّٰهُ
مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ = (ترجمہ اور کسی پیغمبر کی بس
اور طاقت مین نہین ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ کے حکم کے بغیر (اپنے پاس سے)
ایک آیت لے آئے۔ ہر ایک مقرر کئے گئے وقت کیواسطے ایک کتاب
(معین کی گئی) ہے۔ مٹاتا ہے خدا جس (کتاب) کو مٹانا چاہتا ہے۔ اور
برقرار و ثابت رکھتا ہے (جس کتاب کو قایم رکھنا چاہتا ہے) اور اوسکے
پاس سب کتابونکی مان ہے۔ انتہی۔

خلاصہ مطلب کلام اللہ کی آیتون کا یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ جلشانہ نے
عالم ذر۔ یا عالم ارواح مین اپنا جمال بیمثال بے پردہ و حجاب ہمکو

پورے ہوتے ہی بغیر گھٹانے یا بڑہائے جانے ایک گھنٹہ یا ثانیہ کے۔ توریت کے مقرر ٹیم پر حضرت عیسےٰ ظاہر ہوے۔ اور اونہون نے اپنی نئی امت (امت عیسوی) کے نام سے بنائی۔ پھر اس امت (عیسوی) کے کتاب کا مقرر کیا ہوا چھے سو سال کا ٹیم جب پورا ہوا۔ ایک گھنٹہ یا ثانیہ پس و پیش نہین ہونے پایا۔ کہ حضرت محمد ظاہر ہوے۔ اُنکے ظاہر ہوتے ہی ایک نئی امت (محمدی) نام کی قایم کی گئی۔ تو اس بات کا اب ہمکو سونچنا ہے کہ آیا (کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ) کے لقب والی آنحضرت کی امت مرحومہ کیلئے بہی کوئی مقرر ٹیم اور معین وقت ہے یا نہین؟ - اور اگر ہے تو جیسا کہ موسیٰ و عیسےٰ کی دو امتون کے لئے اونکی کتاب آسمانی توریت و انجیل مین اونکے مقرر ٹیم کا بیان نہایت واضح طور پر مذکور تھا۔ آیا اسیطرح قرآن مجید کتاب الٰہی مین بھی اس امت کے مقرر وقت کا ذکر و بیان مذکور و موجود ہے یا نہین؟ - اور آیا جیسا کہ توریت کتاب الٰہی مین خدا نے موسوی امت کا ٹیم واضح و روشن طور پر مقرر کرکے لکھدیا تھا۔ مگر عیسیٰ کے آنے پر وہ (موسوی) ہرگز نہین سمجھے (بلکہ آجدن تک بھی نہین سمجھتے) اور عیسیٰ سے انکار کرکے۔ اونکو سراسر جھوٹا اور خدا پر جھوٹی تہمت کا لگانیوالا لکھا۔ اور طرح طرح تکلیفون سے پیش آکر انکو ستایا اور دار پر چڑھایا۔ اور بخیال خود مار ڈالا اور جیسا کہ عیسی مسیح کی امت کا مقرر کیا ہوا ٹیم کتاب آسمانی انجیل اور توریت مین نہایت خلاصہ طور پر خدا نے لکھدیا تھا۔ اور اونکے موعود حضرت محمد کے آنے پر۔ اونہون نے اپنے ٹیم کو نہ سمجھکر اور آنحضرت کو نہ پہچان کر۔

کہ وہ کسی حد اور قید مین مقید و محدود نہین ہے۔ اوسکے فیض مین رُکاوٹ اور تعطیل زنہار نہین ہے۔ وہ اپنی ذاتی حکمتون سے بھرے ہوے کامون کے ظاہر کرنے مین مطلق اور مختار اور آزاد و بے نیاز پروردگار ہے۔ گر تو نمی پسندی تغییر دہ فضارا۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ۔ (اوسکے کام مین کسی کو چون وچرا کرنیکی مجال نہین ہے) لَا رَادَّ لِمَا قَضَاہُ وَلَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ (اوسکے مقرر کیے ہوے کام کو کون ٹال سکتا ہے۔ اور اوسکے صادر فرمائے ہوے حکم کو کون روک رکھہ سکتا ہے! اور اوس مین ایک پل یا ثانیہ کی دیری لگا سکتا ہے۔ وہ اپنے من مانے جو چاہے سو کرتا ہے۔ اور اپنے دل بخواہ حکم صادر فرماتا ہے) قانون قدرت الٰہی یہی ہے۔ باقی سب کوتاہ بینونکی جسمانی حسوسات کی بازیافت اور معلومات کا نتیجہ ہے۔ یہ سب وہمی خبط اور خطا و غلط ہے۔ اور وہ سچا قانونِ قدرت ہے۔ مَالِ التُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ۔ کیا خاک کہ سکیگی یہ مٹی کمہار سے کیون تو بنا کے بار دگر ہے بگاڑتا۔

یہ مطلب اس مقام پر نہایت غور طلب ہے۔ کہ جب قانون قدرت کے رو سے حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کا کرشمہ ہم پر ظاہر فرما دیا ہے۔ کہ ہر ایک پیغمبر کے ماننے والے اوسکی امت کہلائے جائین۔ اور ہر ایک امت کا مقرر ٹیم پورا ہوتے ہی دوسری نئی امت قایم کی جائے۔ جیسا کہ موسیٰؑ خدا کے پیغمبر تھے۔ اونکے ماننے والے۔ اونکی امت (موسوی) کہلائے گئے۔ اوس امت کو ایک مقرر ٹیم۔ ڈیڑھ ہزار سال کم بیش کا خدا نے دیا تھا۔ اوس ٹیم کے

جس راستہ پر وہ چلے ہین۔ تم بھی اوسی راہ پر چلوگے۔ اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ آنحضرت کی امت کا حال بھی بے کم وکاشت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی امت (یہودی اور نصرانی) کے جیسا ہوجائیگا۔ جیساکہ اونہون نے اپنے مقرر ٹیم اور وقت کو نہین سمجھا تھا۔ اور اپنے موعود کو (یعنے یہود نے عیسیٰؑ کو۔ اور عیسویون نے محمدؐ کو) نہ پہچانکر جھٹلایا اور ستایا تھا۔ اوسیطرح حضرت کی امت (محمدی) بھی اونکی چال پر چلکر ضرور بضرور اپنے دونون موعود حضرت مہدی اور روح اللہ کو جو وقت معین پر آئینگے۔ ہرگز نہین پہچانیگی اور اونپر ظلم وستم کریگی۔ دوسری حدیث شریف کتاب مشکواۃ مین اسطرح لکھی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ وَتَبِعْتُمُوْهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ یعنے ضرور بالضرور تم اپنے اگلے لوگون کی پیروی کروگے (اپنے دین کے راستہ مین انکے) بالشت کو بالشت سے۔ اور گز کو گز سے یعنے جو انہون نے کیا ہے تم بھی وہی کروگے۔ اس حد تک۔ کہ اگر وہ سوسمار (گوہ) کے سوراخ مین (یعنے بل یا گھر مین) گھسے ہونگے۔ تو تم بھی بالضرور اوسمین گھسوگے۔ اور اونکی پیروی ومتابعت کروگے۔ اصحاب نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا ہم یہود ونصاریٰ کی ریس اور پیروی کرینگے۔ تو جواب مین ارشاد فرمایا۔ کہ پھر کس کی۔ انتہے۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا نہایت ہی

(بلکہ آج تک بھی نہین سمجھے ہین) اونکو جھوٹا۔ شاعر۔ یا گل دیوانہ۔ جادوگر۔ مکار۔ حیلہ گر۔ افسون گر وغیرہ بُرے ناموں سے پکارا۔ اور آنحضرت کو ستایا اور ہر ایک طرحکی ایذا و اذیت دیکر حضرت کو قید کرنا۔ شہر بدر کرنا۔ اور جان سے مار ڈالنیکا ارادہ کیا۔ اور ایسے بُرے اور ناسزا کاموں سے پیش آنیکو بڑی عبادت اور وسیلۂ تقرب درگاہ الٰہی اور اجر عظیم کا باعث انہون نے سمجھا۔ تو کیا یہ بات امت محمدی کیلئے بھی ممکن ہے یا نہین؟ کہ اون دونون امتون کے قدم بقدم چلکر یہ بھی اونکی دیکھا دیکھی کرین اور اپنے مقررہ ٹیم کو جو قرآن شریف کتاب الٰہی مین نہایت وضوح کے ساتھ بیان کردیا ہے نہ سمجھین؟ اور اپنے موعود آنیوالے ظہور الٰہی کے ساتھ موسوی اور عیسوی نام کی دونون امتون کیطرح اونکو نہ پہچان کر یہود و نصاریٰ کے جیسی بدسلوکی اور انکار سے پیش آئین؟۔ اور اپنے مالک کے جمال لازوال کے دیدار کے فیض سے یہودی اور نصاریٰ کیطرح محروم رہ جائین؟۔ خواجہ حافظ شیرازی لسان الغیب تو اپنے الہامی نطق مین تینون کو ملزم ٹھہراتے ہین۔ ؎ این بحث بر ثلاثہ غسالی رود۔ فرماتے ہین حضرت محبوب عالمیان صفوت آدمیان خاتم پیمبران روحی فداہ بھی حدیث شریف مین اس امت کی آیندہ حالت کا بیان اسطرح فرماتے ہین کہ۔ لَتَسْلُكُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ (ترجمہ) ضرور بالضرور تم اپنے پیشینیون کی چال (یعنے یہودی اور نصاریٰ کے راستہ) پر چلوگے۔ بالشت کو بالشت سے۔ اور ہاتھ کو ہاتھ سے)

متشابہات فرماؤ یا محکمات بتلاؤ۔ قولہ تعالیٰ۔ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ۔ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا (ترجمہ) قرآن شریف کی تاویل اور اسکے باطنی معنے۔ خدا کی پاک ذات کے سوا کوئی نہین جانتا۔ اور جو لوگ علم مین راسخ و مضبوط ہین۔ اور کتابی روحانی اصطلاح سے واقف ہین۔ وہ کہتے ہین کہ ہم اسپر ایمان لائے یہ سب ہمارے پروردگار کے پاس سے اترا ہے۔ انتہیٰ۔ (سورۂ آل عمران تیسرے پارہ کے آٹھوین رکوع مین دیکھو) نیز اللہ تعالیٰ (سورۂ اعراف آٹھوین پارہ کے۔ بارہ رکوع مین فرماتا ہے) هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِیْلَهٗ یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ (ترجمہ) کیا اسکی تاویل اور باطنی معنون کے سوا کسی دوسری چیز کا انکو انتظار ہے۔ (یعنے ہر ایک امت کے لوگونکو اون آیتون کی معنون کا انتظار ہے جو زمانۂ آیندہ سے متعلق ہین) جسدن آئیگی اسکی تاویل یا باطنی معنے۔ تو کہینگے وہ لوگ جو آگے سے اُنکو بھولے ہوے ہین۔ کہ تحقیق ہمارے پروردگار پاک کے سب پیغمبر برحق تھے۔ اور سچائی کے ساتھ آئے تھے۔ انتہیٰ۔

الغرض امت محمدی بھی۔ جو دوسری امتون کے مانند ایک مستقل امت ہے۔ اس امت کے مقرر وقت اور معین ٹیم کی بابت حق تعالیٰ شانہ اپنے کلام قدیم مین اسطرح پر بیان فرماتا ہے۔ (سورۂ سجدہ کی ابتدا۔ اکیس پارہ کے تیرہ رکوع مین) یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ

اندیشہ تھا۔ اسلئے حضرت کی کوئی مناجات امت کی بہتری اور عاقبت بخیر ہونیکی التجا سے خالی نہین ہے مگر افسوس کہ آنحضرت صادق الامینؐ کی پیشین گوئی ہرگز خطا ہونہار نہین اور خلاف واقع ہونیوالی نہین ہے جب پیشین گوئی سچی وقوع مین آجائے تو پھر ہمارے محمدی بھائیون کی حالت قابل رحم ہے۔ جیسا کہ حضرت کے فرمان کا مصداق اس امت مین امروز ظاہر ہے۔ اور وہی حالت آج انپر طاری ہے جو آنحضرت نے تیرہ سو سال سے پہلے اس امت کے حق مین فرمادیا تھا۔

یہ ناچیز راقم بنا بر ہمدردی و نوعیت عموماً سب بھائیون کی ہوشیاری و آگاہی کیلئے قرآن شریف کی اون آیتون کو یہان ذکر کرتا ہے۔ جو امت محمدی کے مقررہ وقت اور ٹیم سے متعلق ہین۔ نیز اون احادیث شریفہ صحیحہ مقبول عند اہل السنۃ والشیعہ کو بھی بیان کرتا ہے جو قرآن کی آیتون سے مطابق ہین اس امید پر کہ جمال پروردگار کے دیدار کے تشنہ لبون کو سیرابی حاصل ہوجائے اور لقائے پروردگار کی جنت اور اوسکی رضامندی کی رضوان مین داخل ہوجائین

یہ بات سب کے خاطر نشین رہنی چاہیے۔ کہ یہ زمانہ۔ دنیا کے سب دین والی امتون کے موعود کے ظہور فرمانے کا زمانہ ہے اسواسطے کہ سب آسمانی کتابون کے وعدہ پورے ہوچکے ہین۔ اور اس مظہر حقیقت کبرے ظہور اعظم الٰہی کی دست قدرت "ید اللہ" سے بحکم ایزدی سب کتابونکی مُہرین توڑدی گئی ہین۔ تو سب کتابون کے مقررہ ٹیم اور وقت معین کی تاویل و مراد اب بیان کیجاتی ہے۔ آپ اونکو اپنے اصطلاح مین جو چاہو سو کہو

پھر دوسری حدیث مشکوٰۃ کے کتاب العلم مین مذکور ہے عن علی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماؤھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود۔ روایت ہے حضرت علیؓ سے کہ کہا۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ضرور آئیگا لوگون پر ایک ایسا زمانہ کہ باقی نہین رہیگا اسلام سے مگر اوسکا نام۔ اور باقی نہین رہیگا قرآن سے مگر اوسکا لکھا ہوا دفتر الفاظ وحروف کا۔ اونکی مسجدین آباد رہینگین نماز پڑھنے والون کی جمعیت وجماعت سے مگر وہ (مسجدین) تباہ اور اوجاڑ رہینگین ہدایت سے (یعنے ہدایت اون مسجدون مین نہین رہیگی فقط اونکی ظاہری نمایش جماعت اور جمعیت اور زینت کے روسے اچھی رہیگی) اونکے علماء آسمان کے سایہ تلے بسنے والون سے زیادہ تر شریر رہینگے۔ اونہی کے پاس سے فتنہ نکلیگا۔ اور اونہی مین پلٹیگا۔ نیز مشکوٰۃ شریف کے کتاب العلم مین مذکور ہے۔ عن زیاد ابن لبید قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئا فقال ذاک عند اوان ذھاب العلم قلت یا رسول اللہ کیف یذھب العلم ونحن نقرء القرآن ونقرئہ ابنائنا ویقرئہ ابناءنا ابناءھم الی یوم القیامۃ فقال ثکلتک امک زیاد ان کنت لاراک من افقہ رجل

ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ۔
(ترجمہ) تدبیر فرماتا ہے۔ اور ٹھیک جماوٹ کے ساتھ انتظام دیتا ہے خدائے
تعالیٰ۔ اپنے امر (یعنے اپنے سچے دین اور شریعت) کو آسمان سے زمین کیطرف
پھر چڑھ جائیگا یہ امر (یعنے یہ سچا دین اور شریعت) اوس پروردگار پاک کے
جانب (ایسے) ایکدن کی مدت مین جسکی مقدار اور درازی ایکہزار سال
کی ہے۔ جنکو تم گنتی کرتے ہو۔ انتہیٰ۔ (یعنی تمہاری گنت کے ایکہزار سال
کی مدت مین جو خدا کا ایکدن ہے۔ یہ دین خدا کے پاس چڑھ جائیگا) احادیث
صحیحہ مین بھی دین کا اور علم کا اور قرآن کا اوٹھ جانا اچھی تصریح کے
ساتھ مذکور ہے جنمین کی دو چار حدیثین محض یاد آوری کیلئے اسمقام مین
عرض کرتا ہون۔ مشکوٰۃ شریف کے باب العلم مین مذکور ہے عن
عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ
الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ (ترجمہ) عبد اللہ ابن عمرو سے روایت ہے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ اوٹھا نہین لیگا
علم کو اسطرح کا اوٹھا لینا کہ واقعًا علم لوگون مین سے اوٹھ جائے۔ بلکہ
اوٹھا لیگا علم کو علماء کے اوٹھا لینے سے (یعنے جب علماء کو اوٹھا لیگا تو گو
اوس علم کی لکھی ہوئی کتاب اللہ قرآن لوگون کے پاس موجود رہیگی
مگر اوسکے جاننے والون کے اوٹھ جانے سے اوس کتاب کا رہنا لوگونمین
بے اثر اور بے ثمر رہیگا)۔

اور تیسری صدی کے درمیانی حصہ مین سنہ ۲۶۰ ہجری تک یہ دین مبین الٰہی دنیا کے اکثر شہرون اور مملکتون مین پھیل گیا۔ اور پورے انتظام اور جماوٹ کے ساتھ جم چکا۔ اور مؤمنون کے دلون کی بلندی سے آفتاب کیطرح (یہ خدائی دین) طلوع کرکے چمک اوٹھا۔ تو اس باطنی ترقی کے حاصل ہوتے ہی۔ ایک قلیل عرصہ مین۔ اس امت کے علمائے دین۔ کی رایون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور اس ملت کے پیشواؤن کی خودغرضی اور نفسانی خلاف اور جھگڑون کے پیدا ہونیسے اس ایک دین کے سینکڑون ٹکڑے ہونے لگے۔ تو بتدریج کم کم اس دین مبین کے مستقل ارکان و آثار۔ الفت۔ محبت۔ اتحاد۔ وفا۔ حیا۔ سچائی۔ مروت۔ رحم۔ کرم۔ احسان۔ انصاف۔ اور حقوق پرستی۔ وغیرہ نشانیان رفتہ رفتہ لوگون کے دلونمین سے گم ہوکر خدا کیطرف اوٹھتی چلی گئین۔ اور ہماری گنتی کے (دنیوی) ایک ہزار برس کی مدت کے اندر سب کافور ہوگئین۔ پھر اس مقررہ مدت کے پورے ہوتے ہی نیا ظہور ظاہر ہوا۔ اور بارادہ و مشیت الٰہی پھر نئے سرسے خدا کی سلطنت قایم ہوگئی۔ خدا کی سب آسمانی کتابون کے وعدہ پورے ہوے۔ اور جمال قدم جل ذکرہ الاعظم کا دیدار نیک بختونکو نصیب ہوا۔ احادیث صحیحہ مسلمہ مابین اہل سنت و شیعہ مین۔ خدائی دین کی مدت پوری ہونے۔ اور اوس دین الٰہی کا خدا کیطرف چڑھ جانے کے زمانہ کو۔ قیامت کا زمانہ۔ اور قیامت کی نشانیون کے ظاہر ہونیکا زمانہ کہتے ہین۔ مشکوۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ کی دوسری

بِالْمَدِيْنَةِ أَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيْهَا۔ (ترجمہ) زیاد ابن لبید سے روایت کیگئی ہے کہ کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کسی چیز کا بیان۔ پھر فرمایا یہ بات علم کے مٹ جانے اور محو و نابود ہو جانے پر ہوگی۔ مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیونکر مٹ جائیگا یہ علم حالانکہ ہم پڑھتے ہین قرآن اور پڑھاتے ہین اوسے اپنے اولاد کو اور پھر پڑھاتے ہین اوسے ہمارے اولاد اپنے اولاد کو (اولاد در اولاد نسل بہ نسل) روز قیامت تک پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے زیاد تیری مان تجھ بن لاولد ہو جائے۔ مین تجھکو مدینہ کے لوگون مین سب سے بڑھ کر سمجھدار خیال کرتا تھا۔ کیا یہ یہودی اور نصرانی نہین پڑھتے (اور پڑھاتے) توراۃ وانجیل جسکے اندر کی کسی ایک بات پر بھی وہ عمل نہین کرتے۔ انتہی۔

ان احادیث سے۔ وسے قرآن اور اہل قران کا اوٹھ جانا وقت مقرر پر حق ہے۔ اور قرآن کے اوٹھ جانے سے مراد یہودی اور نصرانی کے چال پر چلکر قرآن پر عمل نکرنا مدت کے تمام ہو جانے پر سچی دلیل ہے

خلاصہ حق تعالے جلشانہ نے اپنی عزت اور قدرت اور ارادہ ومشیت کے آسمان کی بلندی سے۔ اپنے اس دین پاک اسلام کو تقوے اور مقبولیت والے مؤمنون کی تربیت اور سعادتمندی کیلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر اوتار کر پورے اہتمام اور انتظام کے ساتھ جمایا۔ جیسا کہ کتب تواریخ اور حدیثون سے ثابت ہے۔ کہ جب دوسری

نیز بخاری شریف کے باب علم مین اور مشکوٰۃ شریف کے باب اشراط الساعۃ کی پہلی فصل مین ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ۔ قیل کیف اضاعتھا۔ قال اذا وسد الامر (ای جعل الامر) الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ۔ (ترجمہ) صحابی ابوہریرہ کہتے ہین۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب دین وامر اللہ کی امانت جو مسلمانون مین خدا کی سونپی ہوئی امانت ہے ضایع ہوجائیگی۔ تب اوس ظہور موعود اور قیامت کے مقرر کئے گئے وقت کے آنیکا انتظار کرو۔ اصحاب نے عرض کی۔ کہ کسطرح برباد وضایع ہوجائیگی امانت۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ جب دین الٰہی کا انتظام اوسکے نااہل۔ اور غیرون کے ہاتھ مین پڑجائے۔ تب قیامت کے آنیکے منتظر ہو۔ انتہی۔ نیز بخاری شریف کے باب علم مین مذکور ہے۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ لن تزال ھذہ الامۃ قائمۃ علی امر اللہ لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔ (ترجمہ) یعنے فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ "میری یہ امت ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہیگی۔ اونکی مخالفت کرنیوالے اونکو نقصان نہین پہونچا سکینگے۔ اوسوقت تک کہ آوے خدا کا امر۔" انتہی۔ یعنے امت محمدی کی مدت مقررہ کے پوری ہونے۔ اور خدا کے نئے دین کے آنے تک اس امت کے مخالف اور دشمن ہرگز کسیطرح کی ضرر رسانی اور نقصان اسکو پہونچانے نہین سکینگے۔ اور اوس مدت تک وہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہینگے۔ اور اپنے دشمنون

فصل مین مذکور ہے۔ عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ ص الا
یات بعد المأتین (ترجمہ) حضرت ابی قتادہ کہتے ہین۔ کہ فرمایا رسول
اللہ ص نے آیات اور علامتین اور اختلاف اور فتنہ و فساد کا برپا ہونا۔
دین محمدی مین جو موعود اسلام کا ظہور نزدیک ہونیکی علامتین ہین آن
حضرت کی وفات دوسو برس گذرنیکے بعد شروع ہونگین شیعون کی
احادیث مین اونکے علماء مین سے مجلسی بحار الانوار کی تیرھوین جلد مین
فرماتے ہین۔ کہ سنہ ہجری نبوی کے دوسو ساٹھ سال تک عترت پیغمبر
مین سے ائمہ ہدی علیہم السلام دین اسلام کے رواج دینے اور جمانے
و انتظام کرنے اور پھیلانے کی کوشش مین سرگرم تھے۔ اور اسی کتاب کے
پندرھوین باب مین۔ امام حسن عسکری کے قول سے مذکور ہے۔
کہ فرمایا۔ سنہ ہجری کے دوسو ساٹھوین سال مین مومنین شیعہ
مین اختلاف پڑجائیگا۔ اور جو طرف بکھر جائینگے اور پراگندہ حال ہوجائینگے
چنانچہ اسی زمانہ سے لیکر مسلمانون کے دلون مین سے ایمان کا نور گھٹتا
اور دشمنی اور اختلاف کی اندھیری کے دھوئین نے ظلم اور بے انصافی
کی گھٹاٹوپ تاریکی کے ساتھ اسلامی جہان کو گھیر لیا۔ اور یہ ظلم و تعدی
اور بے انصافی۔ اور اختلاف و دشمنی کی علامتین۔ دانشمندون کیلئے
قیامت کا زمانہ نزدیک ہونیکی بڑی نشانیان ہین۔ اور بے رحمی و ظلم
کو مٹاکر عدل و انصاف کے نور سے تمام عالم کو نورانی فرمانیوالے
بزرگ کے ظاہر ہونیکی علامتین ہین۔

سچائی کی روشنی محمدی امت کے لوگون کے دلون کی بلندی سے مٹ
جائیگی۔ تب اس امت مین کے مختلف فرقون مین سے فقط ایکفرقہ حق پر
قائم رہ کر۔ اس امت کا مقرر کیا ہوا وقت پورا ہونے تک۔ اپنے دشمنون
پر حق کے غلبہ سے غالب ہوتا رہیگا۔ جب وہ وقت مقرر پورا ہو جائیگا
تب خدائے تعالیٰ کا نیا دین اور نیا ظہور پھر دوسری بار ظاہر ہوگا۔ اور
سب امتون کی قیامت برپا ہو جائیگی پھر اسی باب مین لکھا ہے۔ کتاب
کشف الغمہ کی ۳۷ وین حدیث مین جو علی ابن عیسی سے روایت کی گئی ہے
اور اوسنے قیس ابن جابر سے۔ اور اوسنے اپنے باپ سے۔ اور اوسکے باپ نے
اپنے باپ قیس بن جابر کے دادا سے حکایت کی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ
نے۔ میرے بعد خلفا آئینگے۔ اور خلفا کے بعد بادشاہ اور ظالم امراء آئینگے
پھر اونکے بعد مہدیؑ ظاہر ہوئینگے۔ اور دنیا کو ایسے وقت مین عدل اور
دادخواہی سے بھرپور کرینگے۔ جبکہ وہ ظلم اور بے انصافی سے معمور رہیگی
اور تاویل آیات کے باب مین لکھا ہے۔ کہ آیہ مبارکہ۔ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ مین "وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ" کی تاویل
وتفسیر یہ ہے کہ حق تعالیٰ جلشانہ اپنے نور کو حضرت مہدی کے ظہور
فرمانیکے زمانہ مین پورا کریگا۔ یعنے حضرت مہدی کو دنیا کے سب موجودہ
دنیون پر غالب کریگا۔ چنانچہ صاحبان فہم و درایت یعنے سمجھ اور بچار
والے لوگ جانتے ہین۔ کہ یہ سب واقعات سنہ ۲۶۰ دوسو ساٹھ ہجری
کے بعد سے لیکر ایک ہزار برس کی مدت مین گذر چکے ہین۔ اور جو جو

پر غالب آئینگے۔ امر اللہ یعنے شریعۃ اللہ اور خدا کا سچا دین۔ اور دین حق یا خدا کے سچے دین کی پیروی کرنیوالی امت کا اپنی مقررہ مدت پوری ہونے تک اپنے مخالف دشمنون پر غالب آنا۔ آپ ہی بنفسہ خدا کے سچے دین کی بڑی علامت ہے۔ مگر اوس امت کا ٹیم پورا ہونے اور نیا ظہور اور نئی امت ایجاد ہونیکے بعد ہرگز وہ اپنے مخالفون پر اور دشمنون پر غالب نہین آسکیگی۔ یہ بھی اوس امت کا ٹیم پورا ہونیکی نشانی ہے صحیح مسلم مین۔ اور مسلم شریف کے باب جامع المناقب کی پہلی فصل مین لکھا ہوا ہے۔ عن معاویۃ رض۔ قال سمعت عن النبی ص لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرھم من خالفھم حتی یأتی امر اللہ۔ (ترجمہ) روایت ہے معاویہ رض سے۔ جو کہتے ہین سنا ہے مین نے حضرت نبی کریم ص سے کہ فرمایا (جب میری امت تفرقہ مین پڑکر خدا کے ایک دین کے بہت سے ٹکڑے بناکر فرقہ فرقہ بنجائیگی تو اون مختلف فرقون مین سے) "میری امت مین کا ایک فرقہ خدا کے نئے امر و دین اور نئے ظہور کے آنے تک ہمیشہ حق (کی سچائی) پر قائم رہیگا۔ اور اپنے دشمنون پر غالب ہوتا آئیگا۔ انتہے۔

اسی حدیث کو مجلسی نے تیرھوین جلد بحار الانوار کے چھٹے باب مین ذکر کیا ہے۔ "میری امت مین کا ایکفرقہ ہمیشہ غالب ہوتا رہیگا۔ اوسوقت تک کہ عیسیٰ بن مریم آجائے۔" ان حدیثون سے یہ بات کھلی طور پر واضح و عیان دیکھنے مین آتی ہے۔ کہ جب خدا کے پاک دین اسلام کے

اس حدیث کو سنت جماعت کے علماء مین سے سید عبدالوہاب شعرانی رح نے ۶۵ ویں مبحث مین اپنی کتاب الیواقیت والجواہر کے اور علمائے شیعہ مین سے مرحوم مجلسی نے بحار الانوار کی جلد غیبت مین بیان فرمایا ہے نیز مشکوٰۃ شریف کے باب قرب الساعۃ کی دوسری فصل مین سعد ابن وقاص رض نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے۔ اِنِّی لَاَرْجُوْا اَنْ لَا تَعْجِزَ اُمَّتِیْ عِنْدَ رَبِّھَا وَاَنْ یُؤَخِّرَھُمْ نِصْفَ یَوْمٍ۔ قِیْلَ لِسَعْدٍ وَکَمْ نِصْفُ یَوْمٍ قَالَ خَمْسُ مِائَۃِ سَنَۃٍ۔ رَوَاہُ ابو داؤد۔ (ترجمہ) مین امید رکھتا ہون کہ میری امت عاجز نہ رہے اپنے خدا کے پاس اگرچہ تاخیر و مہلت دے خدا ونکو آدھے دن کی۔ لوگون نے سعد رض (راوی حدیث) کو پوچھا کہ آدھے دن کی مقدار کتنی ہے۔ تو کہا پانسو برس۔ اس حدیث کو ابو داؤد محدث صحاح نے بھی روایت کیا ہے۔ انتہی۔ اور اسی حدیث کو بحار الانوار کی تیرھوین جلد کے ۶ ویں باب مین مجلسی مرحوم نے بھی ذکر کیا ہے کہ خدائے تعالےٰ پر مشکل نہین ہے جمع کرنا (یعنے اکٹھا کرنا) اس امت کا ایک دن یا آدھے مین پھر فرمایا۔ کہ ایک دن تمھارے پروردگار کے پاس گنتی کے ایکہزار برس ہوتے ہین۔ انتہی۔ اصحاب کبار آنحضرت صلعم نے آپ سے دریافت کرکے اس امر مہم کا فیصلہ بھی کرلیا ہے۔ کہ ہزار برس مذکور بالا کی مدت کس زمانہ سے شروع ہوگی؟ کیا آنحضرت کی ہجرت کے بعد سے یا وفات

وعدہ کہ خدا نے قرآن مین دئے تھے سب سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین پورے ہوچکے۔ اِس بیان سے ارباب انش وہوش سمجھ سکتے ہین کہ دین محمدی خدا کے پاس چڑھ جانیکی مدت۔ اور دوسری سب نشانی اور علامتون کے ظاہر ہونیکی میعاد پوری ہوچکی ہے۔ نیز حضرت محمدؐ کی امت کا مقرر کیا ہوا ٹیم بھی پورا ہوچکا۔

روایت ہے۔ کہ جب وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ (ہرایک امت کیلئے ایک مقرر ٹیم ہے۔ جب اونکا ٹیم پورا ہوتا ہے۔ اوسکے پورے ہونے مین وہ ایک گھنٹہ گھٹانے اور بڑھانے نہین سکتے) کی آیت قرآنی اوتری۔ تو اصحاب کبارؓ نے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضرت کی (محمدی) امت کیلئے بھی (اگلی امتون کے جیسا) کوئی مقرر کیا ہوا وقت اور ٹیم ہے۔ اور اوس مقرر کئے ہوے وقت کی میعاد و مدت کب پوری ہوئیگی۔ تو اونکے جواب مین آنحضرت نے اپنی زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرمایا۔ إِنْ صَلُحَتْ أُمَّتِي فَلَهَا يَوْمٌ وَإِنْ فَسَدَتْ فَلَهَا نِصْفُ يَوْمٍ۔ وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ۔ (ترجمہ) اگر میری امت نیک رفتار ہوگی تو اونکے لئے ایک دن (کا ٹیم) مقرر ہے۔ اور اگر بری چال چلن والی ہوگی تو آدھا دن (ٹیم) اوسکے لئے معین ہے۔ اور بیشک ایکدن تمھارے پروردگار کے پاس تمھاری گنتی کے ایکہزار برس کا ہوتا ہے۔ انتہی۔

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (ترجمہ) اور جلدی کرکے مانگتے ہین وہ
اوس ٹیم کو (اے محمدؐ) تجھ سے جسمین عذاب ہے اونکیلئے۔ اگر ایک ٹیم نہوتا
تو آپہونچتا اونکو عذاب۔ اور بیشک (وہ عذاب) اچانک اونپر آن پڑیگا
اور وہ نہین سمجھینگے۔" پھر سورہ حج ۲۲ ویین پارہ کے بارھوین
رکوع مین۔ اوس مذکور بالا مقرر فرمائے ہوے "ایکدن" کے وقت
کی تفسیر اور درازی مدت کا بیان آپ ہی جلشانہ فرماتا ہے قولہ
تعالیٰ۔ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ
وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (ترجمہ)
"اور جلدی کرکے مانگتے ہین وہ لوگ تجھ سے (اوس مقرر کئے ہوے
ٹیم کو جسمین اونکیلئے) عذاب (ہے) ہرگز خدائے تعالےٰ خلاف نہین
کریگا اپنا وعدہ۔ اور ایکدن خدا کے پاس تمھاری (دنیا کی) گنتی کے ایکہزار
برس کا ہے۔ انتہیٰ۔ ان آیات اور حدیثون سے جو سنی اور شیعہ مذہب
کے علما کے پاس صحیح اور مستند مانی گئی ہین واضح طور پر معلوم ہوچکا۔
کہ ہمارے محمدی امت والے بھائیون کی مدت (دنیا کے) ایکہزار برس
کی ہے۔ اور دین اسلام کے پھیلنے۔ اور اپنی اصلی حالت پر جمنے اور برقرار
رہنے کی مدت۔ دوسو ساٹھ ۲۶۰ برس کی ہے جب ہم ان دونون مدتون
کو ملاکر جمع کرین۔ تو حاصل ایک ہزار دوسو ساٹھ ۱۲۶۰ سال ہوتے ہین
اور یہ مدت حضرت مہدی کے ظہور فرمانیکیلئے مقرر کی گئی ہے
جسکو گذر کر آج امسال سنہ ۱۳۲۴ ہجری تک چوسٹھ ۶۴ برس

کے پیچھے۔ یا زمانہ بعثت سے اس ہزار سال کو حساب کرنا چاہیئے بعثت نبوی تو دین کے جمنے جمانے کا زمانہ ہے۔ اس تاریخ سے امت کی بربادی کیونکر شمار کی جاسکتی ہے۔ ہجرت اور وفات کا زمانہ بھی دین کی ترقی کا وقت ہے۔ تنزل کس طرح لیا جائے۔ پس آنحضرت نے خود ہی ارشاد فرماکر اس عقدہ کو حل کر دیا ہے۔ کہ الآیات بعد المائتین چنانچہ پچھلے صفحوں میں اس حدیث کا بیان عرض کر دیا گیا ہے۔ خلاصہ مطلب یہ کہ یدبر الامر والی آیت جو سورۂ سجدہ میں ہے۔ اس بات پر اشارہ فرمائی ہے کہ زمانہ ترقی امت کا سنہ ۲۱۰ ہجری تک تھا اور تنزل کی مدت کی ابتدا ہزار سال کا مقرر شروع اسی تاریخ وسنہ لیا چاہیئے۔ اور سنہ ایکہزار دوسو ساٹھ ۱۲۶۰ ہجری میں امت کا مقرر ٹیم پورا ہوگیا۔ اور حضرت موعود امام مہدی و روح اللہ نے اپنا جمال بے پردہ ظاہر فرمایا سورۂ سبا ۲۲ ویں پارہ کے آٹھویں رکوع میں اللہ تعالےٰ جلشانہ فرماتا ہے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ۔ (ترجمہ) اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو کہہ اے محمد کہ تمہارے لئے ایکدن کی مدت مقرر ہے جسمیں سے ایک گھنٹہ تم گھٹانے اور بڑھانے نہیں سکو گے۔" پھر سورۂ عنکبوت ۲۱ ویں پارہ کے ۱۶ ویں رکوع میں فرماتا ہے وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم

ہین جس شخص مین یہ سب خوبیان پائی جاوین - اوسی کو مؤمن اور ایمان
والا کہتے ہین - اور جیسا کہ آگے بیان ہوچکا - انسان روح ایمان کے ہونے
سے زندہ کہا جاتا ہے - اور گویا اوسکی زندگی کی نشانیان یہ خدائی بخششین
اور ایمانی نعمتین ہین جس شخص مین یہ آثار اور علامتین نہ پائی جائین
وہ محض مردہ ہے - بلکہ صاحبان نظر جب انسان کے زندگی کی ان علامتون
کو ایک ایک کرکے گھٹتے ہوے دیکھتے ہین - تو اوسکی بربادی کا وقت
نزدیک ہونیکو سمجھکر نئی زندگی حاصل کرنیکیلئے بیتاب ہوتڑپتے ہین -
اب اس حدیث سے ناظرین اپنی موجودہ دین کی زندگی یا تباہی جانچ
لے سکتے ہین - اور اس بات کو بھی سمجھ لے سکتے ہین - کہ جسطرح آدمی
کی عمر کی ترقی کے مقرر حصہ ہین (جیسا کہ نطفہ سے لیکر جوانی تک) اور ان مقرر
حصون کیلئے مقرر علامتین ہین - اسیطرح دین الٰہی کی اثر سی امت مین قوت اور ترقی کی نشانیان
ظاہر ہوتی ہین اور کمزوری و زوال کے آثار - بعینہ آدمی کیطرح - اوسپر موت کا
عالم طاری ہوجانے تک کیلئے بھی مقرر حصہ اور قرن ہین - اور ہر ایک
حصہ اور قرن مین جبکہ اون علامتون مین سے ایک علامت گھٹ
جاتی ہے - تو اوس نشانی کے مقام پر قایم رہنے اور اوسکے آخری
دم تک اوسکے نام اور وجود کو برقرار رکھنے کیواسطے ہر ایک صدی -
مین ایک ایک حکیم اور ایک ایک بزرگ خدائے تعالیٰ کیطرف سے
مقرر ہوکر آتا ہے - جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین مذکور ہے - کہ فرمایا حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَبْعَثُ

ہوتے ہین چنانچہ سنہ ہجری ایکہزار دوسو ساٹھ ۱۲۶۰ مین ماہ جمادی الاوّل کی پانچوین تاریخ جمعرات کے دن سوا آٹھ بجے شب کو حضرت سید علی محمد "باب" جو حضرت ختمی مآب کی اولاد اور عترت پاک مین سے تھے اور حسب و نسب کی صحّت کے ساتھ لوگون مین مین مشہور و معروف تھے ظہور کی میقات اور وقت مقرّر مین ایک دقیقہ بھی کم و بیش ہونے نہ پایا کہ حضرت مہدی موعود کے نام سے ظاہر ہو چکے۔ اور اپنے ظہور سے تمام عالم کو روشن کر دیا۔

دوسری ایک مشہور عام حدیث ہے جسکو اہل اسلام کے خواص و عوام سب کوئی جانتے ہین۔ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ "مین نے جبرئیل علیہ السّلام سے پوچھا۔ کہ آیا میرے انتقال کے بعد بھی تم دنیا مین اوتروگے؟ جبرئیل نے عرض کی۔ ہان آپ کے بعد بھی دس مرتبہ خدا کے حکم سے اوترونگا۔ اور دس چیزونکو دنیا مین سے اوٹھا لیجاؤنگا۔ پہلے بار (اوترونگا تو) وفا کو لیجاؤنگا۔ دوسری بار مروّت و حیا۔ کو تیسری بار صدق و سچائی کو لیجاؤنگا۔ چوتھی بار امانت کو لیجاؤنگا۔ پانچوین بار پیار و محبّت کو لیجاؤنگا۔ چھٹے بار حقوق شناسی کو لیجاؤنگا۔ ساتوین بار عدل و انصاف کو لیجاؤنگا۔ آٹھوین بار علم کو لیجاؤنگا۔ نوین بار ایمان کو لیجاونگا۔ پھر دسوین بار قرآن کو لیجاؤنگا۔" اس بات کو سب کوئی جانتے ہین۔ کہ مذکور بالا صفاتین مؤمن کے روحانی اوصاف ہین۔ اور یہ خدائی دین کی نشانیان

کی مدت سنہ ۲۶۰ ہجری دو سو ساٹھ سال کے بعد۔ ایکہزار برس شروع ہوے۔ اور سنہ ۱۲۶۰ ہجری ایکہزار دسو ساٹھ سال مین محمدی امت کا مقرر کیا ہوا ٹیم پورا ہو چکا اور حضرت مہدی بحکم الٰہی خدا کی نئی قدرت اور نئے پاور کے ساتھ اس اچل تمام شدہ دین کو اور امت کو پھر نئے سرے سے دوبارہ زندہ کرنے اور روح حیات بخشنے کیلئے ظاہر ہو چکے۔ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِیْلًا یعنے یہ خدائی قانون قدرت اور سنت الٰہی ہے۔ جو ہمیشہ سے اسی طرح چلی آئی اور چلی آتی ہے اور خدا کا قانون قدرت اور اوسکی الٰہی سُنّت ہرگز نہین بدلتی۔ اور اسمین ہیر پھیر ہرگز نہین پایا جائیگا۔ "شب پرہ گر نور آفتاب نخواہد ٭ رونق بازار آفتاب نکاہد"

نیز میعاد ظہور الٰہی کی بابت مین۔ ابی لبید مخزومی کی روایت کی ہوئی حدیث ہے۔ جو شیعہ مذہب کے علماء کے پاس نہایت معتبر اور مشہور ہے۔ اور جسکو ملا محسن فیض نے۔ تفسیر صافی مین سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر مین لکھا ہے۔ نیز مرحوم مجلسی نے جلد غیبت مین۔ کتاب بحار الانوار کے اسی بیان کو ذکر کیا ہے۔ وَمِنَ الْحَدِیْثِ مَا رَوَاهُ الْعَیَّاشِیُّ عَنْ اَبِیْ لَبِیْدِ الْمَخْزُوْمِیِّ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا اَبَا لَبِیْدٍ اِنَّهٗ یَمْلِكُ مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ اِثْنَیْ عَشَرَ یَقْتُلُ بَعْدَ الثَّامِنِ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ۔ تُصِیْبُ اَحَدَهُمُ الذَّمْحَةُ فَتَذْبَحُهٗ هُمْ فِئَةٌ قَصِیْرَةٌ اَعْمَارُهُمْ خَبِیْثَةٌ سِیْرَتُهُمْ مِنْهُمُ الْفُوَیْسِقُ

لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

(ترجمہ) بتحقیق کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سو برس کے پورے ہونے پر اس امت کیلئے۔ اونکے دین کو تجدید اور مرمّت کرنیوالا اپنا ایک خاص بندہ بھیجیگا" انتہی۔ قرآن شریف کے بیان معجز تبیان سے اِس امت (محمدی) کی مقررہ میقات اور میعاد ہماری گنتی کے ایلہزار سال کی ہوتی ہے۔ اور حدیث شریف کے رو سے حضرت رسول کی وفات کے بعد بحکم خدائے تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کا دس بار دنیا مین اوترکر۔ خدا کے حکم سے۔ دین محمدی کی دس علامتون کا اوٹھالیجانا۔ اور اون۔ دس چیزون کے اوٹھالیجانے سے آخر مین دین کے قالب کو بیجان اور بے روح محض مردہ بنا دینا۔ پھر ہر ایک صدی مین (یعنے ایک ایک سو برس مین) اون دس نشانیون مین سے ایک ایک نشانی کے اوٹھالیجانے اور گھٹ جانے سے۔ دین الٰہی کو آخر وقت تک سنبھالنے کیلئے ہر ایک صدی (سو برس) مین دس صدیون تک خدا کیطرف سے دس بزرگون کا آنا۔ اور سہارا دیتے رہنا۔ ان سب باتونسے ظاہر ہے۔ کہ دس بار دس سو برس ہوتے ہین۔ اور دس سو برس کے ایکہزار برس ہوتے ہین۔ اور قرآن کی اصطلاح مین (امت محمدی کیلئے مقرر کیا ہوا) ایکدن ہمارے شمارہ کے ایکہزار برس کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ توراتیہ و انجیل کی اصطلاح مین یہودی اور نصاریٰ کیلئے ایکدن ایک برس کا ہے۔ خلاصہ بیان۔ دین کے جمنے اور استقرار حاصل کرنے

بُرے ہین۔ اِن مین کا ایک بکواسی فاسق گمراہ ہے جسکا لقب ہادی ہے۔ اے ابالبید مجھکو حروف مقطعۂ قرآن مین بیحد و بے اندازہ علم اور سمجھ ہے۔ جب خداوند تبارک و تعالیٰ نے (الٓمٓ ذالک الکتاب) کو نازل فرمایا۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا۔ تا آنکہ حضرت کا نور [illegible] رہوا اور [illegible] ایک استوا ہوگیا۔ تاکہ تولّد فرمایا حضرت نے اور حضرت کے تولّد فرمانے کے دن (دنیا کی تاریخ یعنے آدم علیہ السلام کے ظہور فرمانیکے دن سے حضرت محمدؐ کے تولّد فرمانیکے دن تک) چھے ہزار ایکسو تین برس گذر چکے تھے۔ پھر فرمایا۔ کہ اس نکتہ کا خلاصہ بیان قرآن شریف کے حروف مقطعہ مین ہے۔ اگر اوس کو بلا تکرار تم گنتی کرو اور قرآن کے حروف مقطعہ مین سے کسی حرف کا زمانہ گذرنے نہین پائیگا مگر اینکہ اوسکے پورے ہونے پر بنی ہاشم مین کا کوئی ایک قائم ظاہر ہوگا یعنے قرآن کے حروف مقطعہ جو ہر ایک سورہ کی ابتدا مین آتے ہین ہر ایک ایک تاریخی حوالہ ہے۔ اور یہ اسلام کے دورہ مین بنی ہاشم کی نسل مین کے ایک ایک شخص کے قیام کرنے اور ظاہر ہونیکے طرف اشارہ ہے۔ پھر فرمایا۔ الف ایک ہے۔ اور لام تیس۔ اور میم چالیس اور صاد نوّے۔ اور ان کا جملہ ملا کر جمع کرنے سے ایکسو اکسٹھ کا عدد ملتا ہے اور حسین ابن علی کے ظہور کا آغاز (الٓمٓ اللہ لا الٰہ) کے حروف کی گنتی کا زمانہ پورا ہونیکے نزدیک مین واقع ہوا۔ جب اونکی میعاد پوری ہوچکی۔ تو (المٓصٓ) کے وقت کے قریب مین عباس کے اولاد مین

الملقب بالهادی والناطق والغاوی۔ یا ابا لبید ان لی فی
حروف القرآن المقطعة لعلما جما۔ ان الله انزل الم
ذالك الكتاب فقام محمد صلی الله علیه وسلم حتی ظهر
نوره وثبتت كلمته وولد يوم ولد۔ وقد مضی من الالف
السابع مائة سنة وثلاث سنين ثم قال وتبيانه في
كتاب الله في الحروف المقطعة اذا عددتها من غير
تكرار وليس من الحروف المقطعة حرف تنقضی ايامه الا
وقائم من بني هاشم يقوم عند انقضائه۔ ثم قال۔
الالف واحد۔ واللام ثلاثون۔ والميم اربعون۔ والصاد
تسعون۔ فذالك مائة واحد وستون۔ ثم كان بدو
خروج الحسين عليه السلام۔ الم الله لا اله فلما بلغت
مدته قام قائم ولد العباس عند المص ويقوم قائمنا
عند القضائهما بالمر فافهم ذالك وحد واكتمه۔ مختصر
ترجمہ حدیث کا یہ ہے۔ کہ عالم و مفسر عیاشی۔ ابی لبید مخزومی سے روایت
کرتے ہین۔ کہ فرمایا امام ابو جعفر علیہ السلام نے۔ کہ اے ابا لبید بیشک
عباس کے اولاد مین سے بارہ شخص ملک کے مالک ہوینگے۔ پھر
اون بارہ مین کے آٹھوین کے بعد چار شخص جہان سے مار ڈالے
(یعنے قبل کیے) جائینگے۔ اونمین سے ایک کو ذبحہ یعنے گلے کا درد عارض
ہوگیا۔ اور اوسکو ہلاک کردیگا۔ ان لوگونکی عمرین کوتاہ۔ اور رجال حلین

" - یوسف - " " " الٓر " = ۲۳۱ھ

" - رعد - " " " الٓمٓر " = ۲۷۱ھ

۱۲۶۷

ان سب حرفون کا جملہ ابجد کے حساب سے ایکہزار دوسو ستسٹھ ہوتا ہے مگر اس حساب کے رو سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہ حساب حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے اُس تاریخ سے لیا ہے جسمین رسول اکرم نے اپنی نبوت کی دعوت ظاہر فرمانیکے لئے قیام کیا تھا -

چنانچہ سب مورخین و اہل سیر کا اسبات پر اتفاق ہے - کہ آن حضرت ہجرت فرمانے سے سات برس پیشتر لوگون کو دین اسلام کیطرف برملا دعوت کرنا شروع کیا تھا - چنانچہ اس دعوت سے تین برس قبل اپنی نبوت اور بعثت کے امر کو پوشیدہ رکھتے تھے تو اس حساب سے ۱۲۶۷ سال - رسول اللہ کی برملا دعوت کے اعلان کرنیکی تاریخ سے ٹھیک آتے ہین - لیکن ہجرت نبوی کے سنہ سے حساب کرنیکے لئے جب اون سات برسونکو ہم نکال دیتے ہین تو ۱۲۶۰ سال پورے ہمکو ملتے ہین - اور یہ تاریخ - حضرت ذکر - لفظہ اولی سید علی محمد " باب " مہدی موعود اور قائم آل محمد کا شیراز مین ظاہر ہوکر پھر حج اکبر کے دن مکہ معظمہ مین اپنی دعوت کے اعلان و اظہار کرنے کے زمانہ سے نہایت مطابق ہوتی ہے مفضل بن عمر نے بھی حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرکے فرمایا ہے کہ وَفِي سَنَةِ السِّتِّينَ يَظْهَرُ أَمْرُهُ وَيَعْلُوا ذِكْرُهُ (۱۲۶۰)

کے قائم نے قیام کیا۔ اور جب قرآن کے سورون کی ابتدا کے حروف مقطعہ کی گنتی (الٓمٓ سے لیکر) الٓمٓر تک پہونچیگی اور ختم ہو جائیگی تب ہمارا قائم (یعنے حضرت مہدی علیہ السلام) ظاہر ہونگے۔ پس اس نکتہ کو سمجھکر گنتی کرو اور اس بات کو چھپا رکھو۔" انتہی۔ چنانچہ اس حدیث کے مطابق جب حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظاہر ہوکر ۱۱۴۱ ایکہتر برس گذر چکے۔ تو حضرت سید الشہداء علیہ التحیۃ والثنا ظاہر ہوئے اور شہیدی کا مرتبہ اونکو ملا۔ پھر جب ایکسو بیالیس ۱۴۲ برس حضرت رسول کو ظاہر ہوکر گذر چکے تو آل عباس مین کا قائم۔ عبداللہ سفاح کھڑا ہوا اسنے ہاشمیہ خلافت پر قیام کیا۔ اور اوسکے قیام کرنیسے امویہ کی خلافت کا دورہ تمام ہوگیا۔ چنانچہ امویہ کی خلافت فوراً زائل اور منقرض ہوگئی۔ پس حضرت امام ابوجعفر کے فرمانیکے مطابق اگر قرآن کی سورتون کی ابتدا کے حروف مقطعہ کو الٓمٓر ذالک الکتاب سے لیکر الٓمٓرٰ تک ابجد کے حساب سے گنتی کرین۔ تو ایکہزار دوسو ۱۲۶۷ ستہٹھ برس ہوتے ہین۔ مثلاً:

سورۂ - بقرہ - کی ابتدا کے حروف مقطعہ - الٓمٓ - کی عدد ۷۱ ہے

" - آل عمران - " " " " الٓمٓ " " = ۷۱ ہے

" - اعراف - " " " " المٓصٓ " = ۱۶۱ ہے

" - یونس - " " " " الٓرٰ " = ۲۳۱ ہے

" - ھود - " " " " الٓرٰ " = ۲۳۱ ہے

کی پانچوین تاریخ کو جمعرات پنجشنبہ کے دن یعنے جمعہ کی رات کے سوا آٹھ بجے کو ظہور ہوا اور فوراً اس دورہ کے پورے ہوتے ہی نیا دورہ شروع ہوگیا۔ اور حضرت باب مہدی موعود منتظر کے نام و مقام پر پوری علامتونکے ساتھ ظاہر ہوے۔ جنکے ظہور فرمانیکے سبب سے دین الٰہی پھر دوبارہ زندہ ہوگیا۔ **لائحہ**۔ اکثر لوگ ابجد کے حساب سے ناواقف ہین اسواسطے بقصد عام ہدایت یعنے سب کو معلوم ہونیکیلئے یہان لکھدیا جاتا ہے۔ ہر ایک حرف کی عدد جدا ہے۔ جنکے جوڑنے سے مطلب حاصل ہوسکتا ہے۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش
۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰
ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

یہودیون مین بھی ابجد کا حساب رائج ہے۔

اس فصل کا اختتام نیک ہونے کیلئے۔ کتاب نہج البلاغۃ مین سے ایک خطبۂ علویہ جسکو حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی

(ترجمہ) ساٹھوین برس مین آنحضرت (مہدی موعود قائم آل محمد) کا امر ظاہر ہوگا اور اونکے ظہور کی خبر پھیلیگی اور بلند ہوویگی - انتہی -

امام ہمام جلال الدین سیوطیؒ نے بھی اپنی کتاب اَلْکَشْفُ عَنْ مُجَاوِزَۃِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْاَلْفَ مین پوری طرح اس بات پر بحث کی ہے - اور امت مرحومہ کی رہنمائی فرمائی ہے وہ فرماتے ہین کہ حضرت خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عُمُرُ الدُّنْیَا سَبْعَۃُ اَیَّامٍ مِنْ اَیَّامِ الْاٰخِرَۃِ وَبُعِثْتُ فِیْ اٰخِرِ یَوْمِ السَّلَامِ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ

(ترجمہ) دنیا کی عمر آخرت کے دنون مین سے سات دن کی ہے - اور مین چھٹے دن کے آخری حصہ مین ظاہر ہوا ہون - اور قرآن مین خدا فرماتا ہے تحقیق ایکدن تمھارے خدا کے نزدیک تمھاری گنت کے ایکہزار برس کا ہے - انتہی - اس حدیث شریف کے بیان سے بھی اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت اس سات ہزار برس کے نبوت والے دورہ اور زمانہ کے خاتم ہین - اور اس سات ہزار برس کی مدت کے پورے ہوتے ہی دوسرا زمانہ اور دورہ شروع ہو جائیگا - اوس دورہ کا حال کلام الٰہی اور احادیث نبوی سے معلوم ہوتا ہے - کہ نبوت اور رسالت کا دورہ نہین ہے - بلکہ وہ ربوبیت والوہیت یعنے ولایت کا دورہ ہے - اور یہ سات ہزار برس کا دورہ آدم سے لیکر حضرت خاتم تک حضرت کے سنہ ۱۲۶۰ ہجری ایکہزار دو سو ساٹھ مین ماہ جمادی الاول

الْكِتَابِ۔ وَلَيْسَ الْكِتَابُ أَمَامَهُمْ فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ
إِلَّا اسْمُهُ۔ وَلَا يَعْرِفُونَ إِلَّا خَطَّهُ وَزَبُرَهُ وَمِنْ قَبْلُ مَا
مَثَّلُوا بِالصَّالِحِينَ كُلَّ مُثْلَةٍ وَسَمَّوْا صِدْقَهُمْ عَلَى اللّٰهِ
فِرْيَةً۔ وَجَعَلُوا فِي الْحَسَنَةِ عُقُوبَةَ السَّيِّئَةِ۔ وَإِنَّمَا
هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِطُولِ أَمَالِهِمْ وَتَغْيِيبِ آجَالِهِمْ حَتَّى
نَزَلَ بِهِمُ الْمَوْعُودُ الَّذِي تَرُدُّ عَنْهُ الْمَعْذِرَةُ
وَتَرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ۔ وَتَحُلُّ مَعَهُ الْقَارِعَةُ وَالنَّقِمَةُ۔

(ترجمہ) بیشک بیان حال یہ ہے کہ میرے بعد عنقریب تم پر ایسا
ایک زمانہ آئیگا۔ کہ جسمیں حق (سچائی) سب چیزون سے زیادہ
تر چھپی رہیگی۔ اور باطل (جھوٹ) سب چیزون سے بڑھکر ظاہر
وآشکار نمود ہوگا۔ اور خدا پر اور اوسکے حبیب رسول صلعم پر جھوٹ
ٹہنا اور جھوٹی (باتون کی) تہمتون کا لگانا۔ سب چیزونسے زیادہ تر
نہایت کثرت کے ساتھ برتا جائیگا۔ اوس زمانیکے لوگون کے پاس
جب (کلام اللہ) کتاب الٰہی ٹھیک ٹھیک پڑہی جائیگی۔ اور
اوسکے مراد ومعنے جیسا کہ لینا چاہیئے درست لئے جائینگے تو کتاب
الٰہی سے بڑھکر کوئی تجارت وبیپار اتنا مندہ اور کاسد نہین رہیگا
(یعنے جب قرآن شریف درستی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ اور اوسکے
معنے اور مراد ٹھیک ٹھیک برحسب تنزیل الٰہی بیان کئے جائینگے
تو اوسکا سننے والا اور ماننے والا نہایت ہی کم ہوگا) اور جب

طالب علیہ السلام نے نہایت بلاغت اور فصاحت کی زبان فرمایا ہے
اور جسکے مستند اور صحیح ہونیکو علمائے شیعہ امامیہ مذہب مین سے
السیّد الرضیؒ نے۔ اور علمائے سنّت وجماعت مین سے مصر قاہرہ
اور ممالک سلطانی کی اقلیم کے قاضی القضاۃ۔ مفتی دیار مصریہ شیخ
محمد عبدہٗ نے (جو اپنے زمانہ مین پیشوائے امت محمدی۔ اور
علم وفضل مین فرد لاثانی وبیمثل ہین) مانا ہے۔ اور اپنی کتابون مین بلکہ اوسی
کتاب مین اسکی صحت پر اپنی شہادت اور گواہی بھی لکھدی ہے۔
قال علیہ السلام۔ وَأَنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ لَيْسَ
فِيهِ شَيْءٌ أَخْفَى مِنَ الْحَقِّ۔ وَلَا أَظْهَرَ مِنَ الْبَاطِلِ۔ وَلَا
أَكْثَرَ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ وَلَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ
ذَالِكَ الزَّمَانِ سِلْعَةٌ أَبْوَرَ مِنَ الْكِتَابِ إِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ
وَلَا أَنْفَقَ مِنْهُ إِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ۔ وَلَا فِي الْبِلَادِ شَيْءٌ
أَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوفِ وَلَا أَعْرَفَ مِنَ الْمُنْكَرِ۔ فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ
حَمَلَتُهُ وَتَنَاسَاهُ حَفَظَتُهُ۔ فَالْكِتَابُ وَأَهْلُهُ يَوْمَئِذٍ
طَرِيدَانِ مَنْفِيَّانِ۔ وَصَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِي طَرِيقٍ
وَاحِدٍ لَا يُؤْوِيهِمَا مُؤْوٍ۔ فَالْكِتَابُ وَأَهْلُهُ فِي
ذَالِكَ الزَّمَانِ فِي النَّاسِ وَلَيْسَا فِيهِمْ وَمَعَهُمْ وَلَا يَتَّ
الضَّلَالَةُ لَا تُوَافِقُ الْهُدَى وَإِنِ اجْتَمَعَتَا۔ فَاجْتَمَعَ
الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ وَافْتَرَقُوا عَنِ الْجَمَاعَةِ۔ كَأَنَّهُمْ أَئِمَّةُ

(کتاب الٰہی کی مخالفت کرنیمین وہ اتنے جری اور گستاخ رہینگے) کہ
گویا وہ آپ ہی کتاب کے امام اور پیشوا ہین۔ اور کتاب اونکی امام اور
راہنما نہین ہے۔ تو (کلام اللہ) کتاب الٰہی کا فقط ایک نام ہی نام اونکے پاس
رہ جائیگا۔ اور اوسکے ظاہری الفاظ اور حرفون کو پڑھنے اور پہچاننے
کے سوا اور کچھ بھی نہین سمجھینگے (یعنی قرآن کو ظاہر مین دن رات وہ
پڑھا کرینگے۔ لیکن اوسکی اصلی مراد و مفہوم اور باطنی حقایق و لطایف
اور معانی سے بالکل نامراد و محروم رہینگے۔ جیسا کہ اِس زمانہ حال مین
نظر آتا ہے۔ کہ جب کوئی ایمان والا شخص قرآن شریف کی کسی
آیت کو پڑھکر اوسکی سچی تفسیر اور حقیقی مفہوم اور اصلی مراد لوگون
کیلئے بیان کرنے لگتا ہے۔ تو اپنی ناسمجھی اور محرومیت کے روسے
بڑی تپاک کے ساتھ لوگ اوسکو نہین مانتے بلکہ انکار کرکے اپنی کج
بینی اور بے بصیرتی کے باعث اوس سچے اور کھرے بیان کو گول
مول کھوٹا جھوٹا اور اولٹا ٹھہراتے ہین غرض آنحضرتؐ فرماتے ہین کہ)
اس سے پہلے۔ گذرے ہوئے زمانون مین بھی۔ صالحین اور خدا کے
بزرگون کو وہ ہر طرح کی تکلیف اور اذیت دیکر ستا چکے ہین۔
اور سچی باتون کو سراسر جھوٹ کہا اور خدا پر تہمت لگانے کا الزام
اونہون نے اون بزرگون پر دیا۔ اور اونکی نیکیون کے بدلے مین
برائی کرنیوالون کی سزا اونکیلئے اونہون نے ٹھہرائی اور مقرر کی
(یعنے مظاہر مقدسۂ الٰہی جو خدا کی محبت اور رحمت کی تجلی کے مظہر تھے

قرآن شریف اولٹ پلٹ۔ یعنے تراش کر تحریف مواضع کے ساتھ
پڑھا جائیگا۔ تو کوئی تجارت اوس سے زیادہ تر رائج نہین رہیگی (یعنے
جب قرآن برخلاف تنزیل الٰہی اولٹ پلٹ معنون کے ساتھ بیان
کیا جائیگا۔ تو سب کوئی اوسکے سننے اور ماننے کیلئے سب چیزون سے
بڑھکر خریدار بن نکلینگے) نیکی اوس زمانہ کے لوگون کے پاس سب
چیزون سے بڑہ کر متروک و مردود اور ناپسند رہیگی۔ اور بدی یا برائی
سب چیزون سے زیادہ تر معروف اور مرغوب و پسندیدہ سمجھی جائیگی
اسواسطے کہ قرآن کے اوٹھانیوالے قرآن کو پھینک دینگے۔ اور قرآن
کے حفظ کرنیوالے اوسکو بھول جائینگے۔ تو کتاب اور اہل کتاب (یعنے
قرآن اور قرآن کے ماننے والے) اوسدن دونون بھی مردود و مطرود
اور ھنکال دے جائینگے (کوئی اون دونون کو اپنے پاس آنے نہ دیگا)
لیکن وہ دونون آپسمین ملکر مصاحب اور رفیق بنکر ایک ہی (خدائی)
راستہ پر چلینگے۔ کوئی اون دونون کو نہ مانیگا۔ اور اونکو پناہ تک لینے
نہ دیگا۔ پس اوس زمانہ مین قرآن اور قرآن کے ماننے والے اگرچہ یہ دونون
لوگون کے درمیان مین رہتے ہونگے۔ لیکن درحقیقت لوگو نمین اور لوگون
کے ساتھ نہ ہونگے۔ کیونکہ گمراہی اور ہدایت اِن دونونکے درمیان مین
موافقت اور میل ہرگز نہین ہوتی۔ اگرچہ یہ دونون ایک جگہ اکھٹے
ملکر رہایش کرین۔ تو اختلاف اور تفرقہ اور جدائی پر سب جھگڑ
کر چکے۔ اور اتفاق و جماعت کی راہ سے متفرق ہوکر بکھر جائینگے۔

اور ترآنی ہے۔ انتہے۔ خلاصۃ القول۔

نہایت تحقیق اور جستجو سے ہمنے یہ بات سمجھہ لی ہے۔ کہ امروز فقط سات فرقہ اور سات دین کی پیروی کرنیوالے۔ دنیا کی آبادی مین وجود رکھتے اور بستے ہین۔ جنکا اعتقاد خدا کی وحدانیت ذات پر قایم ہے۔ اور اپنی دینی کتابون کو کلام الٰہی اور کلام آسمانی سمجھتے ہین اور بدون تغیر و تبدیل انادی و ابدی جانتے ہین۔ قرآن شریف مین بھی حق تعالیٰ انکی ذکر فرماتا ہے۔ سورہ حج۔ پارہ ۱۷۔ رکوع پارہ مین اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا۔ (محمدی) وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا (یہودی) وَالصَّابِئِیْنَ۔ (فتنیہ ستارہ پرست) وَالنَّصٰرٰی (عیسوی) وَالْمَجُوْسَ (فارسی ہندو اور بودھ دہرم والے) وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا (مکہ کے مشرک) اِنَّ اللّٰہَ یَفْصِلُ بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ۔ نیز سورہ مائدہ۔ ۶ پارہ ۹/۱۰ رکوع۔ سورہ بقرہ پہلا پارہ ½ رکوع۔ مین بھی انکے ایمان کا احوال لکھا ہے۔ اوّل زمانہ حال کے زرتشتی فارسی اور آریاورت کے اصلی آریا۔ جنکو قرآن مین خدائے تعالیٰ مجوس کے نام سے ذکر فرماتا ہے۔ یہ مونٹ کوکیشس کی پہلی آریا جماعت ہے جنھون نے ایران۔ آریانا۔ یا آریاورت مین اپنا مقام کیا تھا۔ یہ اس بات کے معتقد ہین کہ ہماری دینی کتاب نوشتۂ الہامی اور نامہ ابدی اور شریعت آسمانی ہے۔ دنیا مین اس کتاب کے سوا اور کوئی سچی کتاب نہین ہے۔ فقط یہ ایک جو کتاب ہے خدا کی سب کتابون

اور خلق اللہ کے حق مین اونکی بہتری و بہبودی اور عاقبت بخیر ہونیکی
غرض کے سوا کوئی دوسری مطلب اور نیّت نہین رکھتے تھے۔ اونکی
ایسی نیکی اور بڑے احسان کے بدلے مین۔ اونکے لئے وہ سزائین لوگون
نے مقرّر کین۔ جو بدمعاش اور بُرے لوگون کیلئے مقرّر تھین۔ اونکو جھٹلایا
اور ہر طرح کا دُکھ دیکر ستایا جیسا کہ فرعون اور اوسکی قوم نے موسیٰؑ
اور بنی اسرائیل سے۔ اور یہودیون نے عیسیٰؑ اور اونکی اُمّت سے۔
اور عیسویون نے اور عرب کے جاہلون نے حضرت خاتم الأنبیا علیہ
السّلام اور اونکی اُمّت کے ساتھ سلوک کیا۔ وہی حال (اے محمدؐ کی
اُمّت) ضرور بالضرور تمپر بھی گذریگا۔ اور گذری ہوئی اُمّتون کی سب
علامتین اور اونکی بُری خصلتین تم سے بھی ظاہر ہونگین۔ پھر فرماتے
ہین کہ) اگلی اُمّتین جو تم سے بیشتر ہلاک ہو چکی ہین اونکے ہلاک ہونے کا
سبب یہ تھا کہ وہ (لوگ) اپنے دین کو طول امل کے رو سے ہمیشہ
کیلئے قائم رہنے والا ابدی سمجھتے تھے۔ اور اپنی اوس اجل و مدّت
معیّن اور مقرّر کئے گئے تیم کو جو ہر ایک اُمّت کیواسطے خدا نے خاص
کرکے ٹھہرا رکھا ہے۔ اپنی غفلت اور فراموشی کے باعث بھولے ہوے
تھے۔ تا اینکہ (مظہر ذات و صفات الٰہی) اونکا وہ موعود اونپر اچانک
نازل اور ظاہر ہو گیا۔ جسکے آتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اور
پھر کسیکی عذر خواہی اور بہانہ جوئی قبول نہین کیجاتی۔ اور خدا کا قہر اور
عذاب اور ہلاکت کے بلا کی جانکاہ سختی اوسکے آتے ہی ساتھ ساتھ

کلام سمجھتے ہین۔ اور ہمیشہ کیلئے قائم رہنیوالا جانتے ہین۔ یہ لوگ معتقد ہین کہ اس کتاب کی شریعت کے سوا کوئی سچا دین دنیا مین نہین آیا۔ اور نہین آسکتا۔ اور کوئی نہین لاسکتا۔ ایک ظہور۔ آخر زمانہ باڈگا۔ مین اری متیے یا نام کا آنیوالا ہے۔ مگر جب وہ آئیگا تو اسی موجودہ شریعت کو پھیلائیگا۔ اور دنیا کی سب ملتون کو اس ایک دین اور ایک ملت مین لائیگا۔ بہر حال گوتم۔ کی شریعت مقدس تری پیڈ کا کی کتاب ہمیشہ قائم رہیگی۔ قرآن کی اصطلاح مین خدا تعالیٰ ان تینون کتاب والے آریا قوم کے دین والے فارسی۔ ہندو۔ اور بودھ دھرم کے لوگون کو مجوس کے نام سے بیان فرماتا ہے۔

چونتھا فرقہ صابئین یا فتشیہ کا ہے۔ یہ بھی درحقیقت اصلی آریا ورت مونٹ کو کیشس کے سلسلہ مین کا ہے۔ یہ لوگ حضرت ادریس (اخنوخ) کے بیٹے صاب کی امت ہین۔ زمانہ حال مین انکا مقام ملک افریقہ ہے۔ اور انکی عدد اتنی تھوڑی ہے کہ گنتی کرنے کے قابل نہین ہے حضرت رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پیشتر خانہ کعبہ اس فرقہ کا عبادت گاہ تھا۔ اور اس قوم نے بھی دوسری قومون کے جیسا خدا کے اصلی آئین سے پہلو تہی کرکے ستارہ پرستی اختیار کرلی تھی۔ کعبۃ اللہ مین انہون نے ستارون کی فرضی مورتین بناکر بٹھلائین تھین اور انہی کو وہ پوجتے تھے یہان۔ چاند کی مورت سب مورتون مین بڑی تھی۔ اسلئے مکہ کو۔ مہ کہ۔ چاند کا گھر کہتے تھے۔ یہ مذکور ستارہ

پہلے اوتاری گئی ہے۔ باقی دوسرے سب دین والون کی کتابین جھوٹی اور آدمیون کی بنائی ہوئی ہین۔ اور ہمارے خاتم پیغمبران زرتشت کے بعد کوئی شخص نئی شریعت اور نئے دین کے ساتھ نہین آئیگا بلکہ نہین آسکتا۔ اور وہ ظہور جسکے لئے ہم منتظر ہین اور جو اس آخری زمانے مین آنیوالا ہے۔ جب آئیگا تو اسی کتاب کی شریعت پر عمل کریگا۔ اور سب امتون کو اس زردشتی دین مین داخل کرکے ایک امت اور ایکدین والا نیائیگا۔ دوسرا فرقہ ہندوستان کے باشندہ (مجوسی دھرم والے) آریا قوم ہندو یا برہم نام کا ہے۔ یہ بھی اپنی کتاب دینی یعنے چارون ویدون کو مقدس و انادی اور ازلی جانتے ہین اور خدا کا آسمانی والہامی کلام سمجھتے ہین جسکو چار و ششٹھ ریشیون کے ذریعہ سے خدا نے عام ہدایت کیلئے اوتارا ہے۔ یہی کلام ہمیشہ قایم رہیگا۔ اور خدا کی خدائی بھر مین اس کتاب کے سوا اور کوئی کتاب سچی نہین ہے۔ یہی ہمیشہ نوع بشر کی تربیت کیلئے ابد تک قائم رہیگی اور بدلی نہین جائیگی اور جو اوتار اس کلجوگ کے زمانہ مین آئیگا۔ اسی کتاب الٰہی کی شریعت کو قایم رکھیگا۔ اور زنہار کوئی ایسا شخص نہین آئیگا۔ کہ نئی شریعت اور نئی کتاب اور نیا دین اپنے ہمراہ لاوے۔ تیسرا فرقہ آریہ کی شاخ مین کا نکلا ہوا۔ ہندو قوم کے دین کو خدائی فلاسفی سے ریفارم کرنیوالا بودھ دہرم (مجوسی الاصل یا برہمن بنیاد) بودھا کا ہے۔ یہ بھی اپنے دین کو دین الٰہی۔ اور اپنی دینی کتاب کو خدا کا انادی ازلی و ابدی

ابراھیم علیہ السلام نے جب نہر اُرون کے پار اوترکر (ندی سے عبور کرکے) گذر کیا اور اوس اقلیم کی زبان سے جدا ایک انوکھی نئی بولی مین گفتگو کی تو اونکی زبان کا نام (اوس پار سے عبور کرکے اِس پار اوترآنیوالی) عبرانی (زبان) اونہون نے رکھدیا۔ اِسی زمانہ اور مدت سے یہ سلسلہ آریاورت کے سلسلہ سے جدا ہوگیا ہے۔ اور ابراہیم کے دین کے سلسلہ اور نسل سے خدائی تین دین ظاہر ہوے۔ ایک موسیٰ کا دین۔ دوسرا عیسیٰ کا۔ تیسرا محمدؐ کا دین۔ یہودی بھی اپنے دین کو خدائی اور ابدی دین مانتے ہین۔ گو وہ (ماشیہ) مسیح کے آنیکے معتقد اور منتظر ہین جسکے انیکی خبر بوقت معیّن انکی کتاب مین موجود ہے لیکن یہودی اسوقت کو نہین جانتے۔ فقط بعض عیسوی لوگ اِس وقت کو جانکر ایمان لائے ہین۔ اونکو ایسے مسیح کے آنیکا انتظار نہین ہے۔ جو توریت کی پرانی شریعت کو چھوڑ کر نئی شریعت لاوے۔ بلکہ اونکا اعتقاد ہے مسیح جب آئیگا تو ظاہری بادشاہت کے ساتھ آئیگا۔ اور دنیا کی سب قوم اور امتون کو اپنی باشاہت کے زور سے موسیٰ کی اس موجودہ امت اور شریعت پر لائیگا۔ اور ایک قوم بنائیگا۔ یہودیون کی قوم کو رومن کی اطاعت سے نجات دیگا۔ چنانچہ عیسےٰ مسیح ابن مریم جو انیس ۱۹ سو سال کے آگے ظاہر ہوے تھے۔ اونکو اوسوقت بھی قوم یہود نے نہین مانا تھا بلکہ اِسوقت تک بھی نہین مانتے۔ اور انکو اپنا مسیح موعود نہین سمجھتے اسواسطے

پرستون کا عبادتخانہ تھا۔ مکہ گئہ پھر عربی محاورہ مین مخفف ہوا اور کم کم مکّہ ہوگیا۔ اجماع مؤرخین اس بات کو مانتے ہین۔ کہ صابئین کی شریعت اکثر باتون مین دین محمدی کی شریعت سے ملتی ہے۔ بلکہ بعضے ناواقف کار محدود النظر کوتاہ بین منکرونکا بیان ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے اپنے دین (اسلام) کی شریعت کو صابئین کے اصول پر کچھ تبدیل دیکر بنائی ہے۔ معاذاللہ۔ غرض جب حضرت سرور عالم صلعم مبعوث ہوئے تو خانۂ کعبہ سب مورتون سے خالی کرادیا گیا۔ اور شرک کی ناپاکیون سے بھی اوسکو پاک کردیا۔ فتشی یا صابئین کے دین کی پیروی کرنیوالون کے پاس اسوقت تک حضرت صاب ابن ادریس کے صحیفے جنکو وہ کلام آسمانی اور وحی الٰہی اور ابدی مانتے ہین موجود ہین۔ اس فرقہ کے لوگ صاب ابن ادریس (اپنے رہنما پیغمبر) کے بعد کسی نئے پیغمبر کے آنیکے۔ اور کسی نئی شریعت اور نئے دین کے نازل ہونیکے معتقد نہین ہین۔ اتنے زمانون سے آج تک اتنے بیشمار پیغمبرون مین سے کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاکر اپنے پرانے دین پر اونکا جم رہنا۔ آپ ہی اس بات کی سچائی پر گواہ ہے۔ پانچوان فرقہ یہودیون کا ہے۔ اگرچہ یہ فرقہ بھی آریائی اصلی نژاد کے سلسلہ مین مونٹ کیشس کی آسمانی روشنی کے پھیلانے کی ابتدائی حیثیت وکیفیت کے رو سے ایک ہی اصل وایجاد سے ملا ہوا ہے۔ مگر انکی شاخین جو ظاہر مین الگ الگ نام کے پیرایہ مین جدا ہوگئی ہین اس لحاظ سے یہ ایک جدا سلسلہ سمجھا جاتا ہے

حضرت نے خدا کے حکم سے اگلی (عیسوی) شریعت کے علاوہ ایک
نئی شریعت کے پیرایہ مین ایسے احکام الٰہی انکو تعلیم فرمائے جسکی زمانہ کو
ضرورت تھی اور جسمین اونکی دنیا اور آخرت کی بہتری و بہبودی تھی
اور اونکے خیالات نفسانی کو سراسر گمراہی ثابت کی - بعلاوہ حضرت
محمدؐ کے ظہور کے بعد - زمانۂ آخر مین - پھر مسیح کی آمد ثانی - اور پدر آسمانی
یعنے خدائے تعالیٰ کے ظہور فرمانیکی ہر دم اونکو انتظار و نگرانی ہے - مگر
اکثر لوگ اوس وقت معین سے جو اونکے ظہور فرمانے کیلئے کتاب
مقدس بائیبل مین تصریح کے ساتھ مذکور ہے بیخبر ہین - اور عیسوی
بھی اس بات کو مضبوط پکڑے بیٹھے ہین - کہ اونکے موعود فادر
اور سن پدر آسمانی اور مسیح پسر روحانی جب زمان آخر مین
ظاہر ہوئینگے - اسی انیس ۱۹ سو سال کے آگے کی شریعت اور نصرانی
یعنے مسیح کے پرانے دین قدیم کے ذریعہ سے تمام دنیا کے دین اور
مذہبون کو ایک کرینگے - اور اسی موجودہ کتاب انجیل کی منادی
سارے جہان مین پھیلا دی جائیگی اور ہرگز کوئی نیا دین اور نئی
شریعت اون دونون موعود منتظر بزرگون کے ہمراہ نہین ہوگی -
شما لوگون فرقہ محمدی ہے - یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی پیروی کرنیوالے امتی - اور یہ بھی اپنے سے پیشتر گذرے ہوئے
بزرگان امجاد کے ہزارون برس کی پرانی سنت اور قدیمی
چال پر چلکر - آج اون پرانی امتون کے مانند اپنے مقرر کئے ہوئے

کہ عیسیٰ مسیح نے ظاہر ہوتے ہی۔ اونکی موسوی شریعت کے بڑے رکنون کو یعنے۔ سنیچر "سبت" کی حرمت کو برباد کردیا۔ طلاق قربانی۔ اور ختنہ۔ کو تہیم کرکے بدل دیا۔ اگر عیسیٰ مسیح۔ موسیٰ کی پرانی شریعت پر چلتے۔ اور ان سب قدیمی سنتون اور چلن پر عمل کرتے۔ تو امت موسوی ضرور اونکو مانتے۔ اور موسیٰ کے شریعت کی بنیاد کا خراب کرنیوالا نہین سمجھتے پھر یہ لوگ زمان آخر مین بھی یہوہ صدقینو۔ سچے خدا۔ اور ماشیہ۔ مسیح کے آنیکے منتظر ہین۔ دانیال نے وقت معین کے ساتھ نبوت کی ہے۔ بلکہ کتاب عہد عتیق ان پیشینگوئیون سے بھری ہوئی ہے۔ چھٹا فرقہ عیسویون کا ہے۔ یہ بھی اونکے شریعت و دین کو دین الٰہی اور ابدی مانتے ہین۔ اور نئی شریعت اور نئی دین کے لانیوالے کو جیسی مسیح کے دین کا دشمن۔ اور دین کا بگاڑنیوالا۔ جھوٹا۔ اور مخالف حق کرکے دجال سمجھتے ہین۔ اگرچہ کتاب توریت اور انجیل مقدس کی پیش گوئی کی ہوئی خبرونسے۔ اونکے اگلے پرانے لوگ اسمٰعیل کی اولاد مین سے ایک مظہر مقدس الٰہی کے ظہور فرمانے کے منتظر تھے۔ مگر جب بحکم خدا وہ مظہر حقیقت کبریٰ عرب کی شکل مین محمدؐ کے نام سے ظاہر ہوا۔ اور نئی شریعت اور نئے دین کو آنحضرت صلعم کے ہمراہ اونہون نے دیکھا انکار کے رو سے حضرت کو خدائی دین کا بگاڑنیوالا سراسر جھوٹا۔ اور بزور شمشیر دین کا پھیلانیوالا کہا۔

ہدایت سمجھی گئی اور یہودی امّت کے لوگ گمراہ ٹھرائے گئے۔ اور یہودی بنی اسرائیل عیسٰے سے کیونکر راضی ہوتے۔ جبتک کہ حضرت عیسٰی اونکی موسوی شریعت اور ملّت کی پیروی نہ کرتے۔ عیسٰے مسیح علیہ السلام کی ہدایت بھی تو سچّی اور منجانب اللہ تھی۔ مگر جب حضرت خاتم الانبیاؐ اونکی دینی (مقدّس) کتابون کے وعدہ کے مطابق اوس امّت عیسٰیؑ کیلئے مقرر کئے ہوے ٹیم کے پورا ہوتے ہی ظاہر ہوے۔ تو فقط آنحضرت صلعم کی ہدایت سچّی اور منجانب اللہ تھی۔ اور نصرانی آنحضرت کے ظاہر ہوتے ہی گمراہ ٹھرائے گئے۔ جبتک آنحضرت صلعم اونکے دین اور ملّت عیسوی کی پیروی نہ کرتے۔ وہ لوگ حضرت سے کیونکر راضی ہوتے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہین۔ لَوْ کَانَ عِیْسٰے حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ۔ (ترجمہ) اگر عیسٰے مسیح جیتے رہتے اور میرے زمانہ (بعثت) مین موجود ہوتے۔ تو اونکو ضرور میرے شریعت اور دین کی پیروی کرنی پڑتی۔) یعنے شریعت الٰہی کا حال ہر ایک زمانہ مین ایکسان اور برابر ہے۔ کیونکہ ہر ایک شریعت اور ہدایت اوس زمانہ کے لوگون کی قابلیّت اور ترقّی شعور اور سمجھ کی حیثیت کے اندازہ پر نازل ہوا کرتی ہے۔ تو اِس دلیل سے اگر حضرت سرورِ عالم بھی بر فرض تقدیر عیسٰے مسیح کے زمانہ مین وجود رکھتے ہوتے تو عیسٰے مسیح کی شریعت اور تعلیم کی ہدایت کی پیروی اونکو کرنی پڑتی۔ اور اگر موسٰی بھی عیسٰے مسیح کے زمانہ مین وجود رکھتے ہوتے تو حضرت

ٹیم کو بھول کر۔ بخیال خود ایسے ظہور کے منتظر ہین جو علمائے ملّت
ٹی گھڑی ہوئی اس موجودہ محمدی شریعت کا تابع رہے۔ بلکہ ہر
ایک مذہب والا اپنے مذہب کی متابعت کرنیوالے کا انتظار
کرتا ہے۔ کہ فقط اس اعتقادی محمدی شریعت اور مجتہدون
کے مذہب کو تمام دنیا مین پھیلا کر اسیکے ذریعہ سے سب امّتون
کو ایک کرے۔ اونکے عقیدہ مین اِس بات نے مضبوط جڑ پکڑی
ہے۔ کہ ہمارا دین محمدی ابدی ہے۔ اور یہ موجودہ شریعت محمدی
ہمیشہ کیلئے دنیا مین قائم رہیگی۔ حق تعالےٰ جلّشانہ سورۂ بقرہ
پہلے پارہ کے ۱۴ رکوع مین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو خطاب
کرکے فرماتا ہے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى
تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى الخ۔ (ترجمہ)
اور ہرگز یہودی و نصرانی تجھ سے (اے محمدؐ) راضی نہین ہونگے
جبتک تو اونکے دین اور ملّت کی پیروی نہ کریگا۔ اونسے کہدے
(اے محمدؐ) کہ خدا کے پاس کی ہدایت (جسپر مین قایم ہون) یہی
سچّی ہدایت ہے۔ (جو آج کے استعداد اور قابلیّت کے
اندازہ پر خدا نے میرے ذریعہ سے اوتاری اور بھیجی ہے) مگر ہم
دیکھتے ہین۔ کہ خدا کی قدرتی چال دنیا کے لوگون کی چال کے
برخلاف ہے۔ جیساکہ جب موسوی امّت کے مقرّرہ ٹیم کے
پورے ہونے پر عیسیٰ مسیح ظاہر ہوے۔ فقط اونکی ہدایت سچّی

کی اگیارھوین اور بارھوین فصل مین پوری طرح مذکور ہے۔ مگر جب
حضرت محمدؐ ظاہر ہوے اونہون نے بھی نہین پہچانا۔ امت محمدی کا یہ
بھی اسی سنت الٰہی پر تورایت وانجیل اور قرآن مین لکھا ہوا ہے
دانیال کی آٹھوین فصل چودھوین آیت اور انجیل کی مکاشفات
یوحنا گیارھوین اور بارھوین فصل اور قرآن مین سورۂ سجدہ کی ابتدا
۲۱ پارہ ۱۳ رکوع۔ نیز سورۂ سبا ۲۲ پارہ ۸ رکوع۔ سورۂ عنکبوت
۲۱ پارہ ۱۶ رکوع۔ نیز سورۂ حج ۱۷ پارہ ۱۲ رکوع مین۔ مگر جب
اونکے موعود (حضرت مہدی "باب" اور حضرت روح اللہ جمال
مبارک بہاء اللہ) اون کتب مقدسہ الٰہی کے مقرر فرماے ہوے ٹیم پر
ظاہر ہوے۔ تو محمدیون نے بھی نہ مانا۔ اپنے ٹیم کے پورا ہونے کو نجانا۔
اور اپنے موعود کو بھی نہ پہچانا۔ جیساکہ خداے تعالےٰ اون یہود کے
جواب مین فرماتا ہے۔ جبکہ یہودی امت کے لوگ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے روبرو آنکر حضرت سے ٹیم کی بابت تکرار کرتے تھے اور
کہتے تھے کہ محال و ناممکن امر ہے۔ کہ ہمارے موسوی دین کے بعد کوئی
نیا دین۔ اور ہمارے حضرت موسیٰ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نئی شریعت
کے ساتھ ظاہر ہووے۔ سورۂ مؤمن ۲۴ پارہ ۷ رکوع مین اسکا بیان ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ جَآئَكُمْ يُوسُفُ
مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآئَكُمْ بِهِ حَتّٰى
إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا كَذٰلِكَ

مسیح کی ہدایت کا پیروی کرنا اوپر لازم ہوتا ہے۔ مثلاً دودہ پیتا بچہ
اگر بڑھاپے کے عمر اور زمانہ مین موجود ہو تو اوسکو ناگزیر و ناچار
بڑھاپے کی حالت کے اقتضا پر عمل کرنا ہوگا۔ اور اگر ایک شخص بوڈھا
دودہ پینے والے بچہ کے عمر اور زمانہ مین ہو تو اوسکو بھی لا علاج
بچہ بننے کی حیثیت احوال کے اندازہ اور مقتضیٰ پر چلنا لازم ہوگا۔
قرآن شریف کی اصطلاح مین۔ "طول امل" کے یہ معنے نکلتے ہین
کہ اگلی امّت کے لوگون نے۔ اپنے زمانہ کے دین اور ملّت کو انادی
وابدی ہمیشہ کیلئے قائم اور دائم رہنے والا سمجھا۔ "اسیاف" کے معنے
یون ہوتے ہین۔ کہ اونہون نے اپنی معیّن فرمائی ہوئی اجل اور مقرّر
کئے ہوے وقت اور ٹیم کو بھول کر اس بات کا اعتقاد کیا تھا۔ کہ ہمارے
پیغمبر اور پیشوا کے بعد کوئی نیا ظہور نئی شریعت اور نئے دین اور نئی کتاب
اور نئی ہدایت کے ساتھ نہین آئیگا۔ چنانچہ اسی بات مین اگلی زمانہ
کی کل امّتین گمراہ ہوگئین ہین۔ اگر ہر ایک زمانہ کی امّت کے لوگ
اپنے مقرّر فرمائے ہوے ٹیم کو جانتے۔ اور خدا کی ہدایت کو پہچانتے۔
تو اونکے لئے خدا کے ظہورات الٰہی کو ماننا ذرہ بھر بھی مشکل و دشوار
نہ ہوتا۔ یہودیون کا ٹیم عہد عتیق مین پانسو برس پیشتر سے لکھدیا
گیا ہے۔ دانیال کی فصل نوین۔ آیت ۲۴ سے اوس فصل کے
آخر تک اسکا ذکر موجود ہے۔ مگر یہودیون نے نہین پہچانا۔ نصارے
کا ٹیم دانیال کی فصل ۱۲ بارھوین۔ اور انجیل مین مکاشفات یوحنا

کوئی محکم برہان اور غالب آنیوالی دلیل ملنے کے بغیر۔ خدا اور اوسکے مؤمنون کے پاس (سب گناہون سے بڑھکر اس بات مین) بڑا گناہ ہے۔ (اور یہ گناہ یقیناً اوسکے قہر و غضب کے اوتارنیکا باعث ہے) اسیطرح خدا مہر کرتا ہے۔ ہر ایک تکبر کرنیوالے زبردست ظالم کے دل پر۔

لایحہ۔ علماے فن تاریخ کے پاس یہ بات معتبر اور مسلّم ہے کہ یہ موجودہ عالم علم و دانش کی حیثیت سے سات ہزار برس پہلے نادانی کی گھٹا ٹوپ اندھیری کے اندر تاریک تھا۔ چنانچہ حدیث اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الخلق فی ظلمۃ ثم رشّ علیہم من نورہٖ اس بیان کی مؤید ہے۔ یعنے خدا نے پیدا کیا خلق کو اندھیرے مین پھر چھڑکا اپنے نور مین سے (بتدریج ہر ایک زمانہ مین اپنے رسولون کے وسیلہ سے) تو خدا کے ذاتی علم و دانش کے روشنی کی تجلی کوہ قاف یا مونٹ کوکیش کی برگزیدہ قوم آریا۔ پر سب سے پہلے اس دنیا مین پڑی۔ اور یہ اختصاص فقط اوس خاص وقت اور خاص قوم مین۔ قانون قدرت کے رو سے ایسے خاص کمالات ذات الٰہی کے ظاہر کرنیکا استعداد اور مادہ۔ مکمل و آمادہ اس مقام اور قوم مین موجود ہونیکے باعث تھا حکماے فلسفۂ الٰہی جو حقایق اشیاء کے ثابت ہونیکو مانتے ہین۔ اور (حقائق الاشیاء ثابتۃ) کے مسئلہ کو جانتے ہین اس بات کے

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ اِلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ
فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ سُلْطَانٍ اَتٰهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ

(ترجمہ) اور تحقیق آیا یوسفؑ تمہارے پاس تمھاری (ہدایت) کیلئے
اِس سے پیشتر۔ برھان و بینات اور روشن (دلیلون کے ساتھ
پس ہمیشہ (اوسکی زندگی وحیات کی مدت تک) تم اوسکی لائی
ہوئی (کتاب اور نبوت اور) دلیلونکی بابت جنکو (بحکم خدا وہ)
تمھارے لئے لایا تھا شک کیا کرتے تھے۔ (اوسکو خدا کا سچا
پیغمبر نہین مانتے تھے) تا اینکہ وہ مرگیا (تو اوسکے مرنے کے بعد)
تمنے کہا۔ ہرگز نہین بھیجیگا خدا (اب) اِس (یوسفؑ) کے بعد
کوئی پیغمبر (نبی) اسیطرح گمراہ کرتا ہے خدا اوس (امت) کو جو
اسراف کرتی ہے۔ اور (اوسکے پیغمبر کی رسالت و نبوت مین)
شک لاتی ہے۔ (یعنے جبتک وہ پیغمبر جیتا ہے اوسکی پیغمبری مین
شک لاکر اوسکو نہین مانتے۔ اور جب مرجاتا ہے۔ تو اوسکے
مرنیکے بعد افراط و تفریط کرکے کہتے ہین کہ افسوس ہمنے نہین
پہچانکر اِس پیغمبر کو جھٹلایا تھا اور اوسکی نبوت کا انکار کیا تھا یہ
تو سچا منجانب اللہ بھیجا ہوا تھا۔ اب اسکے بعد خدا کسی نئے
پیغمبر کو نئی کتاب کے ساتھ نہین بھیجیگا۔ ایسے کام اور ایسی باتین کرنیوالے
وہ لوگ ہین۔ جو جھگڑتے ہین خدا کی نشانیون مین خدا کے پاس سے

اُس حرکت کو محسوس کرتے ہین۔ انسان کا عالم بھی ایک
عُلوی حقیقت والا عالم ہے۔ جسکا یہ سفلی عالم محض عکس اور نمونہ
ہے۔ تو اسیطرح اسپر بھی قانون قدرت جاری ہے۔ خلقت اور
ہستیِ عالم انسانی کے بعد علم و دانش الٰہی کے ظہور تجلی کا مادہ اوس
وقت مین فقط قوم آریا اور سرزمین کوہ قاف مونٹ کیشس
مین مستعد تھا اسواسطے وہان سے انسان کی حقیقت کے جوہر
وکمال کا جلوہ ظہور مین آیا۔ اور اونسے دوسرونکو راہنمائی ہوئی۔ اور
سبکے بھلے اور بُرے کو ایک قانون شریعت کے پیرایہ مین اونہون
نے معلوم کرایا۔ اور سب کی حقیقتون کے جوہرون کے ظہور کمالیت
کی مدت تک اونکو حوادث اور موانع کی رکاوٹ اور اولجھن سے
محفوظ اور امان مین رہنے کیلئے ایک آئین اور دستور العمل دیا جسکو
دینی اصطلاح مین شریعت اللہ کہتے ہین۔ خلاصہ کلام یہ ذات
پروردگار کے برگزیدہ خداے یزدان کے حکم سے اوس مطلع الانوار
پہاڑ کی بلندی پر سے اوترکر ہماری زمین اور دنیا کے حصہ کیطرف
آئے۔ یہ پہلا اوس حقیقت الحقایق اور محبوب یکتا کی محبت و ارادہ
کلیہ کا جوش اور ظہور ہے۔ اون بزرگون نے پہاڑ پر سے اوترکر
ایک جزئی قطعہ اشیای وسطی و ایشیای کوچک کا۔ بابلان
وکلدان۔ مصر اور میدیا عیلام یعنے ایران کا اپنی حاصل کی ہوئی
ایزدی دانش کے نور سے روشن کیا۔ مگر دین الٰہی کا سلسلہ

قائل ہین کہ حق تعالےٰ جلشانہ نے جو تمام اشیاء کا پیدا
کرنیوالا ہے۔ ہر ایک چیز کی حقیقت اور اوسکے جوہر ذاتی کے
ظہور کیلئے متعدد درجے اور ڈگریان مقرر فرما رکھی ہین۔ اور ہر ایک
چیز بلا عوارض اور موانع اگر اون ڈگریون اور مرتبون کو طی کرے
اور اپنے اوس مقرر فرمائے ہوے ذاتی کمال کے درجہ اور منتہی
ڈگری کو پہونچے۔ تو وہ حقیقت اور جوہریت ضرور اوس سے نمود
اور شہود مین آسکتی ہے۔ جیساکہ حکماے قدیم اور فلاسفہ
یروپ اس بات کے قائل ہین کہ۔ تمام عالم یعنے اس کرہ کی زمین
ولکاینک کے مادہ سے بھری ہوئی ہے۔ اس حد تک کہ کوئی مقام
اور جگہہ گندھک کی حرارت اور مادہ سے خالی نہین ہے۔ مگر بتدریج
وہ مادہ عوالم مالانہایہ کو طے کرتے ہوے جسطرف مادہ کی کشش
اور رجوع کو زیادہ تر محسوس پاتا ہے۔ اگر کسی دوسری (ضد والی)
مختلف چیز کے مادہ کی رکاوٹ درمیانمین آڑ و حائل نہووے
تو اوسطرف کو حتماً رجوع ہوجاتا ہے۔ اور جب ظاہر ہونیکا استعداد
پورا اوس مادہ مین پایا جاتا ہے۔ تو کوئی ایک جگہہ سے باہر نکل
پڑتا ہے۔ اور آتش باری کرنے لگتا ہے۔ تو اوس مادہ کے
رجوع کرتے وقت جو حرکت اور کشش کئے جانیکی حالت
نمود مین آتی ہے۔ اسکو ہم بھونچال یا زلزلہ کی حرکت کہتے ہین
خواہ وہ خفیف ہو۔ یا شدت کے ساتھ ہو چنانچہ سب کوئی

نزدیکی حاصل کرکے اونکے فیوضات صحبت و خدمت سے بہرہ
ور ہونے لگے۔ انکو اِس بات کا بھی مدّتون تک تردد تھا کہ شاید
ایسے زور آور قوی ہیکل لوگ ہمارے راج کو ہمسے چھین لینگے۔ لیکن
اُن بزرگون کو جو اِن لوگون کی باطنی صلاحیّت اور روحانی
ہدایت کے سوا اونکے مُلک و املاک اور ریاست و دولت
سے کچھ کام ہی نتھا تو رفع شبہہ اور ضرورت زمانی کے کار آمد
ایک قانون اونہون نے ایسا بنایا جسمین اہل ہند کی۔ بلکہ تمام
اہل جہان کی چار قسم پر تقسیم کی اور تمام دنیا کو ایک آدمی
کی شکل پر مثال دیکر۔ برہمن۔ کھتری۔ ویش۔ اور شودر کی نامونسے
نامزد کیا۔ اور چارون کو اونکے کام جدا جدا دکھلا دئے۔ اور ایسی
تفسیر کے روسے اپنا مقام و مرتبہ بھی اونہین معلوم کرایا۔ تا اہل
ہند اونکی استغنا اور بزرگ منشی کے ملاحظہ سے اور اونکی
لاپروائی کے ساتھ عام خیر خواہی کے سلوک کو دیکھکر اونسے
مطمئن اور آسودہ خاطر ہوجائین۔ کہ اونکو دنیوی سلطنت کا
خیال یہان پر نہین لایا۔ بلکہ وہ خود دنیا و آخرت دونون جہان
کے مالک و سلطان ہین۔ کیونکہ عقل کُل اور زمانہ کے انسان کامل
ہین۔ ایک بزرگ کا کلام ہے۔ کہ فرماتے ہین۔ "الٰہی آنا نرا کہ عقل
دادی چہ ندادی۔ و آنا را کہ عقل ندادی چہ دادی" غرض اہل ہندو
ستان نے اونکے کلام کو کلام الٰہی اور اونکے کلام الٰہی کو اپنی

بسبب قابلیت افانی و مکانی اور استعداد ظہور خلقی کے باعث
فقط سرزمین ایران - آریانا - یا - آریاورت مین - اور اراضی
مقدسہ حوالی شام و بیت المقدس مین تاسیس پایا - پھر
جب سرزمین ہندوستان مین - ذاتی مادہ کا استعداد اور تجلی
کے ظہور کی قابلیت محسوس ہوئی تو ایران آریاورت کے
سلسلہ سے - تمام اقلیم کی ہدایت اور رہنمائی کیلئے - وششٹھ
رشی خدا کے حکم سے بھیجے گئے - اونہون نے تبت و ماہیر
اور کوہ ہماکیہ کے راستہ سے پنجاب کی سرحد کے نزدیک سرسوتی
نام ندی کے کنارہ پر اپنا پڑاؤ ڈالا اور منزل کیا - علی اختلاف
الاقوال یہ چار بزرگ تھے یا سات شخص تھے - انکا رنگ و
روغن سرخ و سفید اور بھورا تھا اور نہایت گورے چٹے تھے
جیساکہ برف زار کے باشندون کا عموماً قدرتی رنگ ہوا
کرتا ہے - مگر ہندوستان کی ڈراویڈین یعنے تورانی قوم سیاہ
فام تیرہ گون رنگ کے لوگونکی نظر مین ایسے ناآشنا آن دیکھے
لوگون کا اچانک آجانا - اور انکا اس نعمت غیر مترقبہ آسمانی کے
پیرایہ مین اسجگہ پر نظر آنا نہایت ہی بڑا اعجاز اور خرق عادت
اور قدرتی کرشمہ تھا - اونکی زبان اہل ہند کی زبان سے جدا تھی
اونکی چال چلن انکی راہ و رفتار سے الگ اور علاحدہ تھی - پہلے
تو اونکو دیکھتے ہی ڈر گئے - مگر پھر کم کم اونکو بے ضرر پاکر اونسے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ سب شریعتونکا مکمّل یعنی تکمیل کرنیوالا
ہرایک قرن اور دورے کا ایک ایک خاتم ضرور ہوا کرتا ہے
جیساکہ عمر دنیا کی حدیث کے بیان مین ذکر کیا گیا۔ اب اوس
سیکل و دورہ کا ختم ہوچکا۔ اور دوسرا نیا دورہ شروع ہوگیا ہے
دورۂ نبوت کے بعد اب دورۂ ولایت کا نیا آغاز ہے جمال
مبارک بہاء اللہ کو منجانب اللہ اِس ظہور اعظم مین اتنی قدرت
اور تصرف و نفوذ اور غلبہ اوس ذات غیب الغیوب سے عطا کیا
گیا ہے۔ کہ کل عالم و عالمیان دنیا کی سب ملتون کو اور سب
مختلف دین اور مذہب والون کو ایک دین اور ایک ملّت
والا بنا رہے ہین۔ اِس ظہور اعظم پر ایمان لانیکے سوا کسی کو
چھٹکارا نہین ہے۔ هنالك الولاية لله الحق۔ اسمقام
مین ولایت (مالکیّت اور خداوندی) فقط اللہ کی سچّی ذات
پاک کیلئے خاص ہے۔ اسمقام کا بیان اگر موقع ملا تو آیندہ آخری
فصل مین عرض کیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق والمستعان وعلیہ التکلان

نتیجۂ بیان موت وحیات نوع انسانی یہ ہے۔ کہ حیات جسمانی کی نشانی ظاہر
حسوس اور اعضا کی حرکت وسکون سے متعلق ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ آدمی چلتا
پھرتا کہتا دیکھتا سُنتا سونگتا پکڑتا سانس لیتا ہے۔ تو کہتے ہین کہ یہ جیتا ہے۔ مگر جب آدمی
مرجاتا ہے اوسکے اعضا اور حسوس سب حرکت سے بازرہ جاتے ہین تو ہم اسکو مردہ کہتے

قایم ودایم مانا ہے۔ اونکا پتا ابھی تک انکو نہین ملا کہ وہ کہان کے تھے
مگر اتنا معلوم ہوا کہ کوہ ہمالیہ کی راہ سے آئے ہین۔ اسواسطے اونکو
آسمانی اور بن مان باپ کی قدرتی مخلوق سمجھنے لگے۔ البتہ وہ جو
جسمانی نہین تھے۔ اسواسطے جسمانی پیدا کرنیکے ذریعہ والے ظاہری
مان باپ کے حسب ونسب سے وہ آزاد تھے۔ چونکہ انکا پہلا
منزل ہندوستان مین آنکر پیپل یا برگد کے درخت کی سایہ
کے نیچے مین واقع ہوا تھا۔ اسواسطے اس درخت کو اہل ہند ایک
مقدس پیڑ سمجھکر اشراق فیض واستفاضہ اور منبع کرامات
وبزرگی سمجھنے لگے۔ اون عقل کل اور مظاہر علم الٰہی کا پہلا شاگرد
کہتے ہین ایک شخص تھا جسکا نام برہمن یا برہم رکھا گیا تھا
لیکن درحقیقت اس بات کا مراد ومفہوم عقل کی پیدایش ہے
جو سب سے پہلے وجود مین آئی تھی اس سلسلہ مین اوتارون کا ظہور
اور ہندو دھرم والے ریفارمر بزرگون بودھا وغیرہ کی جلوہ گری
شامل ہے۔ گو پوران کے معتقدونکی افسانہ گوئیان بہت ہین
مگر اونکی سب باتین۔ تفسیر وتاویل طلب ہین۔ گوتم ہند کے
اس اریا سلسلہ کا خاتم ہے۔ اور دوسرا آریاورت کے
آریا سلسلۂ ابراھیمی کے خاتم محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین
؎ شاخ گل ہر جا کہ میروید گل است۔ خاتم بمعنے اون کے
سچائی کی مہر اور ٹسٹمونی وثبوت کی گواہی اور شہادت

ترقی کرتا ہے۔ کل عالم کی یہ ہیکل امر اللہ بہی اسیطرح بدون چھوڑنے کسی پیغمبر اور کتاب کی تصدیق کے جو آمنت باللہ کا خلاصہ ہے ترقی کرتا آیا ہے۔ تا آج احسن تقویم دین بھائی کی حالت کو پہونچگیا ہے۔ غرض روحانی موت کا نمونہ جسمانی موت ہے۔ دیکھو جسم مردہ کس کام کا ہوتا ہے۔ اسیطرح جب دین کے آثار اور نشانیان نہین رہتین تو دین کے جسمانی ہیکل صوامع و معابد اور مندر و مساجد وغیرہ حسوس معطلہ سے انسان کیا کام لے سکتا ہے۔ جب عیسیٰ آئے دین موسی کے ہیاکل و معابد اور عبادتگاہ آباد تھے لیکن ایک متنفس دیندار نہین تھا۔ جب حضرت ختمی مرتبت مبعوث ہوئے عیسوی دین کے عبادت خانے ہر ایک ملک مین حتیٰ ملک عرب مین بکثرت تھے۔ مگر بجز تفرقہ اور بیدینی کے ایک شخص دیندار آنحضرت نے نہین پایا۔ اور جو خدا کی رحمت سے نزدیک تھے اسلام کی برکتون سے فایز ہوکر حضرت پر ایمان لائے۔ آج امت محمدؐ کی حالت بھی ویسہی ہوگئی ہے۔ آثار جسمانی اور مساجد کی صورتین بیحد و بیشمار موجود ہین مگر ایمانی روحانیت اور زندگی سے سب خالی ہین بلکہ آج حقیقت بینی کی نظرون مین بخوبی دیکھ پڑتا ہے۔ کہ قیامت کبریٰ کا عالم تمام جہان پر چھایا ہوا ہے۔ ساتون دین کی امتونکا آج خاتمہ ہے۔ سب کے ہان عبادتخانے جو دین کے جسم سے تعبیر کئے جاتے ہین بیشمار موجود اور روز افزون ترقی پر ہین لیکن سب کی ایمانی حالت برباد ہے۔ اور بدون استثنا سب اس حالت مین شریک اور ایک دوسرے کے مانند مردہ بنے ہوئے ہین اسواسطے قرآن شریف اور توریت و انجیل مین اور سب الہامی کتابون مین آجکے ظہور کو بڑی قیامت کبریٰ تمام عالم کی قیامت کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔ اور اس ظہور اعظم کو ظہور ربوبیت و الوہیت بسبب اسکی قدرت و عظمت کے کہا ہے۔ واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع والمآب

ہین۔ اور زندہ ہمیشہ مُردہ کو کفن و دفن کیا کرتے ہین۔ مردہ کسی مردہ کو نہین گاڑ سکتا۔ حیات روحانی کی علامت بھی جسمانی زندگی کے مانند ہے۔ انسان کی روحانی زندگی کی جان ایمان ہے اور ایمانی صفات اور اخلاق اوسکے حواس اور اعضا کا حکم رکھتے ہین۔ محبت۔ شفقت و فا۔ حیا۔ صدق۔ عدل۔ انصاف۔ کرم۔ علم۔ حلم۔ صبر۔ توکل۔ قناعت۔ تسلیم رضا۔ وغیر ذالک الی ماشاء اللہ۔ یہ سب انسان کے ایمانی حیات روحانی کے اعضا اور حواس ہین۔ جب خدا کے برگزیدہ موسیٰؑ آئے۔ یہودیون نے ایمانی زندگی حاصل کی اور ایمانی ماں باپ موسیٰ و یوشع کے ذریعہ کامل سے اعضا اور حواس حاصل [illegible] یہ لوگ دین کی قوت جوانی مین تھے سب پر غالب تھے۔ مگر بعد جب زوال و پیری آگئی انکی اجل نزدیک ہوگئی۔ اور جب عیسیٰؑ آئے۔ اونہون نے موسیٰ کی امت کو [illegible] کے روسے مُردہ پایا۔ چونکہ اُس امت کے پیرو سب بحیثیت ایمان مردہ تھے اور [illegible] زندہ۔ انہون نے اسکو کفن و دفن بامر الٰہی کردیا۔ اور نیا دین جاری کیا [illegible] جبھی بھی ترقی کے [illegible] مین کری [illegible] مفقود ہونیکے روسے [illegible] محمدؐ [illegible] اس مردہ کو آنحضرت نے کفن [illegible] عطا فرمائی۔ نبوت [illegible] ذریعہ [illegible] کے روحانی وجود [illegible] اور قوت [illegible] کے روسے اس کا [illegible] اور ایک دن اپنی [illegible] ہوگیا۔ اور حضرت باب جو ایک زندہ تھے [illegible] فنا یا۔ اور حضرت بہاء اللہ [illegible] عقل تک اسکو چڑھایا جیسا کہ انسان طفولیت کے عالم سے تا آخر سن فرتوت چھوڑ کر

ہین اور مارتے ہین۔ اور ہمارے طرف ہے سب کا لوٹنا اور پھر آنا
علاے شیعہ وسنّی نے اس بات پر اتفاق کیا ہے۔ اور اِس
آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے۔ کہ (اس ظہور الٰہی کی) ندا صخرۂ
بیت المقدّس کے نزدیک سے جو خدا کے عرش سے اندازاً سوا
سو اسو میل کے فاصلہ اور مسافت پر واقع ہے مرتفع کتاب
مقدّس بائیبل یعنے توریت وزبور وانجیل مین کوہ کرمل۔ اور
عکا کی کھاڑی یا ترائی مین خدا نے اِس ظہور اعظم روح اللہ
کے ظاہر ہونیکا وعدہ دیا ہے۔ علماء اسلام نے اِس مقام مقدّس
عکّا کو دنیا کی ناف اور مرکز اور قطب عالم مقرر فرمایا ہے جیسا
کہ چکی کے دو پاٹ ہوا کرتے ہین زمین وآسمان کو اونہون نے
دو پاٹ فرض کرکے۔ اوسکی چول۔ یا درمیانی کیل۔ اس مقام مقدّس
کو مقرّر کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس قطب اور مرکز سے جسطرف
کو پیمایش کرین۔ سب طرف کا ناپ ایکسان ومساوی رہیگا
اگرچہ کرۂ زمین کی بابت حکماے فلسفہ اور علماے فن جغرافیہ
کے پاس ایسی بہت سی مضبوط دلیلین موجود ہین جن سے
بخوبی پایا جاتا ہے۔ کہ کرۂ زمین کی دوری ونزدیکی بہ نسبت
اِس آسمان اور فضاے لاتینا ہے اکاس کے بسبب بیضاوی
الشکل ہونے کرۂ زمین کے ہر طرف سے ایکسان اور ہموار ہے
تو اِس رو سے دوری ونزدیکی سے مراد ظاہری دوری ونزدیکی

دُوسری فصل

حضرت موعود کے ظہور فرمانیکی جگہ کے بیانمین ہے

قرآن مجید کی آیتون کے نصوص اور قطعی دلیلون سے۔ اور شیعہ وسنّی فریقین کے علماء کے پاس کی مسلّم اور صحیح مانی گئی حدیثون سے۔ یہ امر بخوبی منکشف ہوچکا ہے۔ کہ سنّی وشیعہ دونون فریق کے عقیدہ بموجب حضرت مہدی یا قائم علیہ السلام کی ندا مکہ معظمہ سے بلند ہوگی۔ اور حضرت مسیح روح اللہ النازل من السّماء کے ظہور کی ندا بیت المقدّس کے حوالی واطراف سے یعنے مدینہ مقدسہ عکا سے مرتفع ہوگی۔ قرآن شریف۔ سورۂ۔ ق۔ ۲۶۔ پارہ۔ ۱۶ رکوع۔ مین حق تعالےٰ جلّ شانہ فرماتا ہے۔ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ۔ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ۔ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ (ترجمہ) اوسنیو اورسدن جو پکاریگا پکارنیوالا نزدیک کی جگہ سے۔ اوسدن سینگے سب اوس بڑے آواز کو سچائی کے ساتھ۔ یہی ہے نکلنے اور ظہور کرنے کا دن۔ ہم جلاتی

تفسیرون مین - اور بعضے چھاپون کے قرآن شریف کلام اللہ
کے حاشیون پر بھی اس برکت والے مقام کی نسبت اسی مراد
کو لکھدیا ہے - بلکہ دین اسلام کی دینی کتابون کی اسناد کے علاوہ
یہود و نصاریٰ کی دینی کتابون مین یعنے توریۃ و زبور اور صحف
نبیین اور انجیل وغیرہ مین ایک مقرر وقت و زمانہ مین اس
ظہور اعظم کے ظاہر ہونیکا وعدہ خدا نے اسی مقام کے حوالہ پر
دیا ہے - تو سب کتابون کے وعدون کے مطابق حضرت
جمال مبارک موعود - بہاء اللہ کا - اون سب کتابون کے مقرر
کئے ہوے وقت پر اس سرزمین پاک مین تشریف لانا - ظہور
فرمانا - اور قوم نصاریٰ - و یہودیون مین سے بیشمار لوگون کا
اونکے طرف اقبال و توجہ کرنا - اونپر ایمان لانا - اور اس زمین
پاک مین جسمین یہودیون کو اس سے پیشتر گھر بنا کر رہنے کی بالکل
ممانعت تھی اور اب اچھے عمدہ عمارتون اور باغات مین رہنا
نہایت گران قیمتون سے زمینین مول لیکر اپنے پرانے وطن کو
دوبارہ لوٹ کر آنا خدا کی سب الہامی کتابون کے وعدون
کے پورا ہونیکی مضبوط دلیل ہے - جیسا کہ قرآن شریف کے
سورۂ نساء - پارہ ۶ - رکوع ۲ - مین حق تعالے جل مجدہ و
کبریائہ فرماتا ہے - وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا

نہین لیجا سکتی۔ بلکہ فقط باطنی معنوی اور روحانی نزدیکی مراد لیجا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ پاک جگہہ سب مظاہر الٰہیہ کے ظہور فرمانیکا مقام ہے۔ اور اکثر اُن وجودات قدسی اور نورانی ہیکل والون کا چلنا پھرنا جنکو بقول عام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا بقول معتبر بیحد و بیشمار پیغمبر کہتے ہین۔ انہی پاک سرزمینون مین شرافت اور بزرگی اس اندازہ تک بیان کیجاتی ہے۔ کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف کہ معراج مین حاصل ہوا۔ اور خدا تعالےٰ کی ذات پاک کا دیدار جو آنحضرت نے پایا۔ بیشک اسی پاک سرزمین بیت المقدس مسجد اقصیٰ سے ملا ہے۔ جیسا کہ حق تعالےٰ جل عزہ وکبریا یہ ۱۵۔ وین پارہ کے ابتدا سورۂ بنی اسرائیل کی آغاز مین فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ (ترجمہ) پاک ہے وہ پروردگار جسنے سیر دلائی اپنے بندہ (محمدؐ) کو رات کی حالت مین مسجد حرام (مکہ معظمہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی جانب تک جسکے گرد و نواح آس پاس کو مبارک گردانا ہے۔ اور برکت دی ہے ہمنے۔ تا دکھلاوین اوس (محمدؐ) کو اپنی آیات اور نشانیان (جو زمان آخر سے متعلق ہین یعنے جو آج کے ظہور اعظم سے مربوط ہین) تحقیق کہ وہ اللہ پاک سننے والا ہے۔ اور بینا ہے) غرض سب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے۔ کیا اوس ایک شہر کو تم نے سُنا ہے۔ جسکے ایکطرف (کی دیوار) سمندر مین ہے۔ اور دوسرے جانب (کی دیوار) بیابان اور خشکی مین (لگی) ہے۔ اصحاب نے عرض کی۔ ہان۔ سُنا ہے ہم نے۔ تو فرمایا۔ کہ قیامت قایم نہوگی جبتک فتح نہ کرلین ستر ہزار بنی اسحاق والے اس شہر کو۔ پس جب وہ آئینگے اس شہر کے پاس تو پڑاؤ کرکے اوترینگے۔ اور جنگی ہتیارون کے ساتھ نہین لڑینگے۔ بلکہ ایک تیر بھی نہین پھینکینگے۔ فقط لا الہ الا اللہ واللہ اکبر (منھ سے) کہینگے۔ (اونکے کہتے ہی) اوس شہر کے ایکطرف کی دیوار گر جائیگی۔ پھر دوسرے بار کہینگے۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ تو اوسکے دوسرے طرف کی دیوار بھی گر جائیگی۔ پھر جب تیسرے بار کہینگے۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو راستہ اونکے لئے کھل جائیگا۔ اور داخل ہوجائینگے اوس شہر مین۔ اور (شہر کو) لوٹ لینگے۔ اور جو مال مین ملے ہوے مال کو آپسمین تقسیم کرینگے۔ تب اونکے کانون مین ایک بڑا آواز سُنائی دیگا۔ اس بات کو کہتے ہوے۔ کہ دجّال خروج کرچکا ہے۔ اس بات کو سنتے ہی۔ وہ سب چیزون کو وہین چھوڑ چھاڑ کر واپس ہونگے۔ روایت

(ترجمہ) اہل کتاب (یہود و نصارے) مین کا کوئی فرقہ اور قبیلہ
اوس (حضرت روح اللہ ظہور موعود) کی انتقال اور موت
سے بیشتر۔ اوسپر ایمان لائے بغیر باقی نہین رہیگا۔ اور قیامت کے
دن وہ اونپر گواہی دیگا۔ اس آیت کا مصداق بھی آج پورا
ظاہر ہوچکا ہے۔ اب اون حدیثون کا بیان آتا ہے جو قرآن
مجید کی آیتون کے معنے سے ملتی ہین۔ اور ظہور موعود کے
محل و مقام اور ٹھکانے پر کاملاً دلالت کرتی ہین۔ جیسا کہ مشکوٰۃ
شریف۔ کی فصل پہلی۔ باب ملاحم مین وارد ہے۔ عن ابی
ھریرۃ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ قال ھل سمعتم
بمدینۃ جانب منھا فی البحر۔ وجانب منھا فی البر۔
قالوا نعم۔ قال لا تقوم الساعۃ حتی یغزوھا سبعون
الفا من بنی اسحاق۔ فاذا جاءوھا نزلوا فلم یقاتلوا
بسلاح ولم یرموا بسھم۔ یقولون لا الہ الا اللہ۔
واللہ اکبر فیسقط احد جانبیھا۔ ثم یقولون الثانیۃ
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیسقط احد جانبیھا الاخری۔ ثم
یقولون الثالثۃ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر فیفرج
لھم فیدخلونھا۔ فیغنمون فبینھم یقتسمون
المغانم اذ جاءھم الصریخ یقال ان الدجال قد خرج
فیترکون کل شیء ویرجعون۔ رواہ مسلم

ٹھہرا رکھا تھا اسلئے کسی کا بس نہین چلا۔ اور کوئی بھی پتہ نہ کرسکا۔ بلکہ وہی اصلی نام عکّا۔ آج تک باقی ہے۔ طولمی نام کے بادشاہ نے جب اس ملک پر اپنا قبضہ کیا۔ تو اسکے اصلی نام کو بدل کر اپنے نام پر اسکو طولمی کہا۔ نصارے نے جب جنگ صلیبیون مین مسلمانون پر غالب آکر اسکو فتح کرلیا۔ تو اونہون نے بھی اسکا نام سلیفٹ جون ڈی ایکر رکھدیا۔ لیکن تاسیس پانے کی ابتدا سے امروز تک جس نام پر اسکی بناڈالی گئی تھی۔ اوسی نام (عکّا) پر یہ قائم و برقرار رہا۔ اور تواریخ کی کتابون مین اور دوسرے فن کے مجلدات مین بھی یہی نام (عکا) پے در پے چلا آیا ہے۔ اس ظہور اعظم کی تشریف آوری سے پیشتر یہان جنگی اسلحہ اور ہتیارون سے جنگ ہوا کرتا تھا۔ مگر حدیث شریف کی مصداق کے رو سے جب سے حضرت موعود بہاء اللہ اپنے اصحاب کے ساتھ یہان تشریف لائے ہین۔ آپنے فقط روحانی اور باطنی جنگ کرکے اللہ تعالے کی ذات پاک کے مبارک نام کی برکت سے اسکو فتح فرمایا ہے۔ اور تیسری تکبیر مین اسکی روک ٹوک کرنیوالی چار دیواری مضبوط سیدہ کو گرادیا ہے۔ عارف ربّانی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین عکّا کی فتح و فیروزی کی حال و صحیح حدیثون سے نکال کر لکھا ہے۔ اور سید عبدالوہاب شعرانی

کیا ہے اس حدیث کو مسلمؒ نے - اور لکھا ہے اپنی حدیث
کی کتاب صحیح مسلم مین) تمام سیریا اور فلسطین کے
قطعہ مین - عکا - کے سوا ایسا کوئی شہر نہین ہے کہ جسکی
دیوارین تین طرف سے سمندر مین ہوون - اور جسکے ایکطرف
کی دیوار خشکی اور بیابان سے لگی ہو - اور جسکے قلعہ کی دیوارین
بھی نہایت ہی مضبوط اور مستحکم ہون - عکا - ایک مشہور
شہر ہے - ہزارون مرتبہ اس شہر پر مختلف اقوام کا حملہ
ہو چکا ہے - اور سوائے دینی اور مذہبی جنگ اور خونریزیون
کے - گذری صدیون مین انیسوین صدی عیسوی کے درمیانی
حصہ تک بیشمار بادشاہون نے اسپر چڑھائی کی ہے - یہان اتنی
لڑائی اور خونریزی اور جنگ اونہون نے آپسمین کی کہ جسکی
تفصیل تواریخ کی کتابونمین مفصل طور پر مذکور ہے - اور اس
مختصر مین اوس بیان کی گنجایش نہین ہے - پھر بہت سے حریفون
نے عکا - کے اصلی نام کو مٹا کر اپنی حسب دلخواہ قدرت و قوت
و سلطنت کی زور آزمائی دکھلا کر نیا نام رکھنے کا ارادہ بھی کیا
مگر اس نام کا ذکر جو ظہور موعود کے ظاہر ہونیکے مقرر کئے ہوے
ٹھکانے کیلئے تھا اور اکثر دینی کتابون مین پیش گوئی کے طور
پر مذکور ہو چکا تھا - اور حق تعالیٰ جلشانہ نے اپنے قدرتی نظام کے
روسے ایک مقرر ٹیم جو اپنے ظہور اعظم کے ظاہر فرمانیکیلئے

ٹھہرا رکھا تھا اسلئے کسی کا بس نہین چلا۔ اور کوئی بھی پہنچ نہ کرسکا۔ بلکہ وہی اصلی نام عکا۔ آج تک باقی ہے۔ طولمی نام کے بادشاہ نے جب اس ملک پر اپنا قبضہ کیا۔ تو اسکے اصلی نام کو بدل کر اپنے نام پر اسکو طولمی کہا۔ نصارے نے جب جنگ صلیبیون مین مسلمانون پر غالب آکر اسکو فتح کرلیا۔ تو اونہون نے بھی اسکا نام سینٹ جون ڈی ایکر رکھدیا۔ لیکن تاسیس پانے کی ابتدا سے امروز تک جس نام پر اسکی بناڈالی گئی تھی۔ اوسی نام (عکا) پر یہ قائم و برقرار رہا۔ اور تواریخ کی کتابون مین اور دوسرے فن کے مجلدات مین بھی یہی نام (عکا) پے در پے چلا آیا ہے۔ اس ظہور اعظم کی تشریف آوری سے پیشتر یہان جنگی اسلحہ اور ہتیارون سے جنگ ہوا کرتا تھا۔ مگر حدیث شریف کی مصداق کے رو سے جب سے حضرت موعود بہاء اللہ اپنے اصحاب کے ساتھ یہان تشریف لائے ہین۔ آپنے فقط روحانی اور باطنی جنگ کرکے اللہ تعالے کی ذات پاک کے مبارک نام کی برکت سے اسکو فتح فرمایا ہے۔ اور سیسہ کی تکیہ مین اسکی روک ٹوک کرنیوالی چار دیواری مضبوط سیدہ کو گرادیا ہے۔ عارف ربانی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین عکا کی فتح و فیروزی کی حال کو صحیح حدیثون سے نکال کر لکھا ہے۔ اور سید عبدالوہاب شعرانی

ہے اس حدیث کو مسلمؒ نے۔ اور لکھا ہے اپنی حدیث
کی کتاب صحیح مسلم مین) تمام سیریا اور فلسطین کے
قطعہ مین۔ عکا۔ کے سوا ایسا کوئی شہر نہین ہے کہ جسکی
دیوارین تین طرف سے سمندر مین ہوون۔ اور جسکے ایکطرف
کی دیوار خشکی اور بیابان سے لگی ہو۔ اور جسکے قلعہ کی دیوارین
بھی نہایت ہی مضبوط اور مستحکم ہون۔ عکا۔ ایک مشہور
شہر ہے۔ ہزارون مرتبہ اس شہر پر مختلف اقوام کا حملہ
ہوچکا ہے۔ اور سوائے دینی اور مذہبی جنگ اور خونریزیون
کے۔ گذری صدیون مین انیسوین[19] صدی عیسوی کے درمیانی
حصہ تک بیشمار بادشاہون نے اسپر چڑھائی کی ہے۔ یہان اتنی
لڑائی اور خونریزی اور جنگ اونہون نے آپسمین کی کہ جسکی
تفصیل تواریخ کی کتابونمین مفصل طور پر مذکور ہے۔ اور اس
مختصر مین اوس بیان کی گنجایش نہین ہے۔ پھر بہت سے حریفون
نے عکا۔ کے اصلی نام کو مٹاکر اپنی حسب دلخواہ قدرت و قوت
و سلطنت کی زور آزمائی دکھلاکر نیا نام رکھنے کا ارادہ بھی کیا
مگر اس نام کا ذکر جو ظہور موعود کے ظاہر ہونیکے مقرر کئے ہوے
ٹھکانے کیلئے تھا اور اکثر دینی کتابون مین پیش گوئی کے طور
پر مذکور ہوچکا تھا۔ اور حق تعالیٰ جلشانہ نے اپنے قدرتی نظام کے
رو سے ایک مقرر ٹیم جو اپنے ظہور اعظم کے ظاہر فرمانیکیلئے

(کی نسل) کے مسلمانون کی ہمراہی مین۔ خداے تعالیٰ اُسکو
اتنی صلاحیت اور توانائی دیگا کہ ایک رات مین۔ رومیہ
والے ایک شہر کو تکبیر کے ساتھ فتح کر لیگا۔ عکّا کے بیابان
یا چراگاہ کے درمیان مین نہایت بڑی خونریزی کی جگہ پر
خدا کا مہمانخانہ (کھینچنے مین آئیگا) تاریخ کی کتابون سے یہ بات
نہایت واضح ہے۔ کہ ایسی روحانی فتحمندی۔ اور رحمانی شانون
کے ظہور کے ساتھ کسی زمانہ مین آج تک کوئی شہر اسطرح
سے فتح نہین ہوا۔ اور عکّا جیسی جگہ پر جو مدّتون سے لاکھون
آدمیون کے مرنے کٹنے اور خون بہائے جانیکا مشہور مقام
ہے۔ اور آج تک بڑے قید خانہ کی جگہ ہے۔ فقط جمال
مبارک حضرت بہاء اللہ اور اونکے اصحاب کی تشریف فرمائی کے
بعد ہی یہ سب آسمانی وعدہ پورے ہو چکے ہین۔ مشکوٰۃ شریف
کے آخر مین۔ دوسری فصل یمن اور شام کے باب مین
مذکور ہے۔ عَنْ زَیْدِ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰی لِلشَّامِ۔ قُلْنَا لِاَیِّ ذَالِکَ۔ قَالَ
مَلَائِکَۃُ الرَّحْمٰنِ بَاسِطٌ عَلَیْھَا اَجْنِحَتَھَا۔ رواہ احمد
والترمذی۔ ترجمہ۔ صحابی زید ابن ثابت نے حضرت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے۔ مبارکبادی کا مژدہ ہے شام کیلئے

نے اس کتاب کے مشکل بیانات کی شرح وتفسیر اپنی کتاب الیواقیت والجواہر مین خلاصہ طور پر لکھی ہے۔ جیسا کہ انکی اس کتاب (الیواقیت والجواہر) کے دوسرے جز کے ۶۵۔ وین بحث بیان اشراط الساعۃ قیامت کی نشانیون کے بیان۔ اور حضرت مہدی کے ظہور کی ذکر مین مذکور ہے اور وہ بیان یہ ہے۔ لَهُ مَلَكٌ يُسَدِّدُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَرَاهُ يَحْمِلُ الْكَلَّ وَيُعِيْنُ الضَّعِيْفَ وَيُسَاعِدُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ يَفْعَلُ مَا يَقُوْلُ وَيَقُوْلُ مَا يَفْعَلُ وَيَعْلَمُ مَا يَشْهَدُ يُصْلِحُهُ اللّٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ بِفَاتِحِ الْمَدِيْنَةِ الرُّوْمِيَّةِ بِالتَّلْبِيْرِ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ بَنِيْ اِسْحٰقَ يَشْهَدُ الْمَلْحَمَةَ الْعُظْمٰى مَاْدُبَةَ اللّٰهِ بِمَرْجِ عَكَّا الخ۔ (ترجمہ) حضرت مہدی کیواسطے ایک شدید القوی خاص فرشتہ مقرر ہے جو انکی ساتھ رہتا ہے۔ اور اونکی حمایت اور مدد کرتا ہے۔ اسطرح پر کہ حضرت کو نظر نہین آتا۔ وہ سب تکلیفون کو سہتا اور اوٹھا لیتا ہے۔ اور ہر ایک ضعیف ناتوان کی دلجوئی اور اعانت کرتا ہے۔ اور خدائے تعالے کی راہ مین اوسکیطرف سے آنیوالی مصیبتون کی حالت مین مساعدت اور ہمراہی کرتا ہے۔ وہ جو کہتا ہے سو کرتا ہے۔ اور کرتا ہے سو کہتا ہے اور جو دیکھتا ہے اوسیکو جانتا ہے۔ ستر ہزار بنی اسحاق

الْمُنْعِمَاتِ وَلَمْ يُفْتَحْ لَهُمُ السُّدَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابُوْدَاؤُدَ۔ حضرت ثوبان نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے میری جنت کی حوض عدن سے عمّان بلقاء یعنے شام کے بندرگاہ عکّا دریا کے کنارہ تک ہے۔ اوسکا پانی سفیدی مین دودھ سے زیادہ تر [redacted] آسمان کے ستارون کی گنتی کے قدر بیشمار ہین۔ جو کوئی ایک گھونٹ پانی اوسمین کا پیئے گا۔ پینے کے بعد ہرگز پیاسا نہوگا۔ سب لوگون سے پہلے ایسے لوگ اس حوض پر پہونچینگے اور پلائے جائینگے۔ جو اپنے وطن سے ہجرت کرکے بیوطن ہونیوالے ہین۔ اور فقیر ہین۔ اونکے سر کے بال پریشان۔ اور اونکے کپڑے میلے کچیلے ہین۔ جنہون نے دولتمند اور راحت والی عورتون سے نکاح نہین کیا۔ (اور تنگی و تکلیف کی زندگی بسر کرنے کے سوا خوش گذرانی اور راحت کا منہ کبھی نہین دیکھا ہے) اور جنکے لئے (آزادی کے) دروازے کھولے نہین گئے امام احمد۔ اور ترمذی۔ اور داؤد (تینون بزرگون) نے اس حدیث کو اپنی صحاح (حدیث کی کتابون) مین لکھا ہے۔ چنانچہ یہ حالت حضرت مہدی کے اصحاب کی ہے۔ انہون نے فی سبیل اللہ اور فی سبیل اللہ اپنے وطن سے بیوطن ہوکر جلاوطنی اختیار

ہمنے پوچھا حضرتؐ سے کہ کسلئے۔ تو فرمایا خدائے تعالےٰ کی رحمت
کے فرشتے اپنے پروں کو اوسپر بچھائے اور پھیلائے ہوئے
ہین۔ امام احمد اور ترمذی دونون نے اپنی صحیحین مین اس
حدیث کو بیان فرمایا ہے۔ اور اسی باب کی تیسری فصل مین مذکور
ہے۔ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ رَأَیْتُ عَمُودًا مِنَ النُّوْرِ خَرَجَ تَحْتَ رَأْسِیْ سَاطِعًا حَتّٰی
اِسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رواہ البیھقی فی دلایل النبوۃ۔ ترجمہ۔ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین
کہ فرمایا آنحضرتؐ نے دیکھا مین نے ایک نور کی ستون کو جو
چمکتی ہوئی میرے سرہانے سے نکلی یہانتک کہ (ملک) شام
مین جاکر ٹھہر گئی۔ اور قرار پکڑی۔ امام بیہقی نے اپنی حدیثونکی
کتاب دلایل النبوۃ مین اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ باب
الحوض والشفاعۃ کی دوسری فصل۔ مشکوٰۃ شریف
مین مذکور ہے۔ عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ حَوْضِیْ مِنَ الْعَدَنِ اِلٰی عَمَّانَ الْبَلْقَاءِ (اَیْ مَدِیْنَۃِ الشَّامِ)
مَاؤُہٗ اَشَدُّ بَیَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَکْوَابُہٗ
عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَآءِ۔ مَنْ شَرِبَ مِنْہُ شَرْبَۃً لَمْ یَظْمَأْ
بَعْدَھَا اَبَدًا۔ اَوَّلُ النَّاسِ وُرُوْدًا فُقَرَاءُ الْمُھَاجِرِیْنَ
الشُّعْثُ رُءُوْسًا الدُّنْسُ ثِیَابًا الَّذِیْنَ لَا یَنْکِحُوْنَ

کا وعدہ پورا ہوا۔

شیعہ مذہب کی حدیثون مین کتاب بحار الأنوار۔ ۱۳۔ جلد۔ ۶۔ باب بیان نصوص حدیث۔ ۲۵ ویں حدیث مین کتاب کشف الغمہ سے نقل کرکے لکھا ہے "کہ بعد از خروج مہدی از اہل بیت طہارت۔ و نزول برست و عدالت ہفت سال دعوت و ہدایت۔ آنگاہ بہ بیت المقدس نزول میفرماید" ترجمہ۔ حضرت مہدی اہل بیت پاک مین سے ظاہر ہوکر۔ برکت و عدالت کے اوترنے۔ اور سات برس تک (اپنی) دعوت اور ہدایت کو پوری کرنیکے بعد۔ پھر سرزمین بیت المقدس کو تشریف لائینگے) نیز اسی۔ ۶۔ باب مین کتاب کشف الغمہ کے ۲۲ ویں باب مین سے یہ حدیث نقل کرکے لکھی ہے "مہدی امام صالح است و رجال آنحضرت چون مدینہ از خبث پاک شود و منادی ندا نماید۔ و دران روز عرب کم باشد۔ آنگاہ آن رجال وارد بیت المقدس خواہند شد کہ امام آنہا مہدی است" ترجمہ۔ حضرت مہدی امام صالح اور نیکمرد ہین۔ اور آنحضرت کی یاری کرنیوالے اونکے اصحاب جب مدینہ ناپاکی سے پاک ہوجائیگا۔ اور خدا کا منادی ندا کرکے پکاریگا۔ اور اوس روز عرب کم رہینگے۔ تب حضرت کے اصحاب بیت المقدس مین داخل ہوئینگے۔ جنکا پیشوا

کی ہے۔ اور نہایت فقر اور پریشانی کی حالت مین دولتین۔
روم۔ وایران کے حکم سے ملک شام کے دریا کنارہ پر عکّا
شہر کے قید خانہ مین لاکر وہ بند کردے گئے۔ اور عکّا کو پہونچنے
کے بعد تا ایک مدت اونکو روزانہ خوراک تک نہین دی
جاتی تھی۔ بلکہ قید خانہ سے قدم باہر نکالنے کا حکم ہی بالکل نتھا
جیسا کہ حضرت جمال مبارک بہاء اللہ عزّ ذکرہ الأعلیٰ اس
مادّہ مین بطور پیشین گوئی کے فرماتے ہین۔ قولہ جلّت
قدرتہ۔ سَوْفَ تَشُقُّ یَدُ الْبَیْضَاءِ جَیْبَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ
الدَّهْمَاءِ۔ وَیَفْتَحُ اللّٰهُ لِمَدِیْنَتِهِ بَابًا رَتَاجًا۔ یَوْمَئِذٍ
یَدْخُلُ النَّاسُ فِیْهَا اَفْوَاجًا۔ ترجمہ۔ اوس پاک پروردگار
غالب اور بڑی توانائی والے کا کلام یہ ہے۔ عنقریب
اوس پروردگار پاک کا نورانی ہاتھ اس کالی گھٹا چھائی
ہوئی دلدہ بھری رات کے گریبان کو چاک کردیگا اور حق
تعالےٰ جلشانہ اپنے شہر کیلئے بڑا پھاٹک کھول دیگا۔ اوس
دن لوگ اوس شہر (عکّا) مین فوج فوج داخل
ہونگے۔ ان کلمات مبارکہ کے نازل ہونیکے بعد تھوڑے
ہی دنون مین قید بندی اوٹھا دی گئی۔ اور شہر پر سے چوکی
پہرہ بھی اوٹھا دیا گیا۔ اور شہر کا دروازہ کھول دیا گیا
حَتّٰی کَانَ وَعْدُ رَبِّكَ مَفْعُوْلًا۔ تا اینکہ حق تعالیٰ شانہ

تو اونہون نے پرانے فارسی نام کو بدلکر اپنا اسلامی نام دَارُالسَّلام
اسپر رکھدیا۔ دَارُ۔ یعنی گھر۔ اور سلام۔ خدا کا نام ہے۔ بمعنی مؤمنون
کے دلون کو سلامتی اور تسلّی و اطمینان دینیوالا۔ تو دارالسلام کے
معنی۔ تسلی و اطمینان اور سلامتی بخشنیوالے خدا کا گھر ہوتی ہین توریت موسی علیہ السلام
کی کتاب مین سلامتی تسلی و اطمینان بخشنیوالے پروردگار کے ظہور فرمانے
کی خبر ہر جگہ مذکور ہے۔ اور بصرہ سے مظہر ظہور الٰہی کے آنیکی خبر
بھی اشعیاء پیغمبر نے پیشگوئی کے طور پر بیان کی ہے۔ بصرہ اور
بغداد دونون شہر ایک ہی قطعہ اور مملکت مین واقع ہین دونون
بھی ایران کی سرحد سے لگے ہوے ہین حضرت بہاء اللہ اور اونکی
خدمت مین اپنے وطن سے ہجرت کرکے ہمراہی کرنیوالے اصحاب
جب پادشاہ ایران کے حکم سے بغداد کو آئے۔ تو حضرت نے آسمانی
الہامی کتابون کے پیشگوئی اور وعدونکے مطابق اس مقام
پر تشریف لاکر اپنی پیروی کرنیوالے اصحاب کے روبرو اپنے آسمانی
ظہور الٰہی کے دعوے کو ظاہر فرمایا۔ حضرت بہاء اللہ نے نجیب
پاشا کے مشہور باغ مین بارہ دن تک اپنے شاگردون کے
ساتھ قیام کیا۔ ترکی افسرون نے سلطان روم کے حکم کے
مطابق نہایت عزّت و احترام کے ساتھ پھر یہان سے
حضرت بہاء اللہ کو اور اونکے اصحاب اور متعلّقین کو استانبول
کیجانب کوچ دیا۔ خلفاء بنی عباس کے زمانہ مین جب

مہدی ہے) اس بات سے پوری طور پر واضح اور منکشف
ہوگیا کہ حضرت مہدی کے اصحاب جو ملک شام کی مبارک
سرزمین مین داخل ہونیوالے ہین - وہ ایران اور شہر فارس
(شیراز) کے باشندہ ہونگے - قرآن شریف کے - ۱۱ - پارہ
سورۂ یونس - ۷ رکوع مین حق تعالے جلّ مجدہ فرماتا ہے
وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ - ترجمہ - خدا بلاتا ہے دارالسلام کیجانب
اور جسے چاہے اوسے سیدھے اور محکم راستہ کیطرف ہدایت
کرتا ہے) نیز - ۸ پارہ سورۂ انعام - ۱ - رکوع مین ارشاد فرماتا ہے
لَھُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَھُوَ وَلِیُّھُمْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ
ترجمہ - اونکیلئے دارالسلام ہے - اپنے پروردگار کے پاس
اور اونکے نیک کامون کے بدلے مین جو وہ کرتے تھے حق
تعالی اونکا مالک اور پیارا دوست ہے) جاننا چاہیئے - کہ
دارالسلام - بغداد شریف کا نام ہے - یہ شہر نوشیروان
بادشاہ کے زمانے مین اوسکی عدالت کے تخت کا مقام
تھا - اور اسی باعث سے اوسنے اپنی عدالت و انصاف
کے لحاظ پر اُس زمانہ کی مروّج فارسی زبان مین اسکا نام
"باغ داد" (یعنے عدالت کا باغ) رکھا تھا - جب اسلامی
بادشاہت مین خلفاء بنی عباس کا راج یہان قایم ہوگیا

اور عمیق خندق ہے۔ سمندر کی ایکجانب عکا شہر ہے۔ اور دوسری جانب مین شہر حیفا آباد ہے۔ ان دونون شہرون کے درمیان سمندر ایک ہلالی شکل کے حوض کی ہیئت پر نمودار ہے۔ گویا ایک منڈل یا کمان کی شکل بنی ہوئی دیکھ پڑتی ہے۔ اس کمان یعنے قوس کے شمالی کونے پر عکا۔ اور جنوبی کونے پر حیفا اور کرمل واقع ہے۔ عبرانی لغت مین کرمل بمعنی پہاڑ۔ اور ایل بمعنے خدا۔ یعنے خدا کا پہاڑ۔ کثرت استعمال سے کرم ایل کو لوگون نے کرمیل یا کرمل بنا دیا ہے۔ (ایل بمعنے خدا۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صلیب پر سے ایلی ایلی لما شبقتنی۔ یعنے "اے میرے خدا اے میرے خدا تونے کیون مجھے چھوڑ دیا" فرمایا تھا۔) اس خدا کے پہاڑ مین حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام دونون بزرگوار پیغمبرون کے مقام ابتک موجود ہین۔ جنکی شہرت تمام دنیا مین ہے اور خلق اللہ کیلئے بڑی زیارت گاہین بنی ہوئی ہین حضرت بہاء اللہ کے تشریف لانے سے پیشتر یہان بالکل آبادی نہین تھی بلکہ توریت و زبور اور صحف نبیین کی پیشگوئیون کے مطابق برسون سے یہ ملک غضب الٰہی مین گرفتار اور ایک کھنڈیر ویران بیابان تھا۔ اور عکا بھی آب و ہوا مین اتنا بُرا تھا۔ کہ اگر کوئی پرندہ شہر کے ایک کنارہ سے دوسرے

بغداد کو دارالسّلام کے نام سے نامزد کیا تھا۔ تب کئی دنوں تک
یہان پر خوشی کی جشنین بھی برپا کیگئی تھین۔ اور اوسدن سے
آجتک عام اہل اسلام کے درمیان مین یہی نام مشہور ہے
اور اس نام کا مأخذ یعنے یہ نام قرآن شریف کلام الٰہی سے
نکلا ہے الغرض آسمانی کتابون کا اور پیغمبرونکی نبوّت اور
پیشگوئی کا کوئی وعدہ اِس پاک سرزمین کے متعلّق ایسا نہین
ہے جو خدا تعالیٰ نے عام خلق اللہ پر اپنی حجّت کو کامل کرنیکیلئے
سبکو پورا نہ کیا ہو۔ عکّا۔ ایک ایسا مبارک شہر اور متبرک مقام ہے
کہ یہان شہر کے شمالی مشرق کے کنارہ پر قلعہ کی دیوار سے
لگکر نبی اللہ صلعم کی قبر ہے۔ یہ شہر قلعہ کی چار دیواری
کے اندر معمور ہے۔ اسکا فقط مشرقی حصہ تھوڑا سا خشکی اور
پہاڑون کی ترائی سے لگا ہوا ہے۔ باقی بڑا حصہ (یعنی قلعہ کی
مشرقی دیوار) سمندر کے اندر واقع ہے۔ اِسکے مغرب
کیطرف نیلی رنگ کا سمندر "میڈیٹرانین" "بحر ابیض"
(یعنے سفید سمندر) موجین مارتا ہے بلکہ قلعہ کی شمالی دیوار
اور مشرقی دیوار کے جزئی حصّہ کے سوا سب دیوارین پانی
کے اندر ہین۔ اور سمندر کا پانی ہر طرف گھیرا ہوا ہے۔
فقط مشرقی دیوار کے حصّہ مین شہر کا بڑا پھاٹک اور دروازہ
ہے۔ اور شمالی دیوار سے لگکر ایک بڑی بھاری گہری

عکاؔ شہر کی بزرگی کی بابت بہت سی مشہور حدیثین پیشگوئی کے طور پر حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے روایت کیگئی ہین۔ اونمین سے دو چار مشہور حدیثون کو اِسمقام پر لکھتا ہون جیساکہ بزرگان دین اسلام نے اپنی دینی کتابونمین اِن حدیثونکو بیان فرمایا ہے۔ اونہون نے پوری اسناد کے ساتھ انکو روایت نہین کیا۔ مگر اِن حدیثون کا مضمون دوسری صحیح حدیثون سے جب ملتا اور مطابق نکلتا ہے تو ہم اسواسطے انکی صحت مین شک نہین لاسکتے وہ احادیث یہ ہین۔

(۱) حدّثنا عبد العزیز ابن عبد السلام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال۔ اِنّ عکّاء مدینۃٌ بالشّام قد اختصّھا اللہ برحمتہ۔

(۲) وقال ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اِنّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ اِنّ افضل السواحل عسقلان۔ وانّ عکّاء افضل من عسقلان۔ وفضل عکّاء علی عسقلان وعلی جمیع السواحل کفضل محمّد علی جمیع الانبیاء۔ الا اخبرکم بمدینۃ بین جبلین فی الشام فی وسط المرج یقال لھا عکّاء۔ الا وانّ من دخلھا راغبا فیھا وفی زیارتھا غفر اللہ لہ ما تقدّم من

کنارہ تک اڑکر گذرنا چاہتا تھا تو اوس دوسرے کنارہ
تک پہونچنے نہین پاتا تھا بلکہ راستہ ہی مین گرمر کر ختم ہو
جاتا تھا۔ مگر اب عکا کی حالت کچھ اور ہی بنگئی ہے۔ اور حضرت
بہاء اللہ کے قدمون کی برکت اور شرف سے سب
بیابان گلزارِ فردوس و رضوان کا قطعہ بنا ہوا ہے بیابان
مین اب طرح طرح کے اتنے قدرتی پھول اوگتے اور موسم
بہار مین جلوہ دیتے ہین کہ قدرت خدا کو دیکھکر اوسکے بیرنگ
ہاتھون کی رنگین نگارش مین شخص صاحب نظر محو حیرت اور
تفکر مین رہ جاتا ہے۔ "زبور" مین کا مذکور شہر حصار دار یہی
ہے جسکو داؤد نے آنکھون کی بینائی زایل ہوجانے کے بعد
یاد کیا تھا۔ اب دو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ حیفا کے بندرگاہ
سے ریل گاڑی کی ایک شاخ حجاز ریلوے لین مین ملادی گئی ہے
اسی مقام سے بخارا و روس و ایران اور روم و مصر اور انگلستان
افریقہ رومیلیا اور گریک وغیرہ ملکون کے حجاج مکہ معظمہ
کو جایا کرینگے۔ کیونکہ حیفا اور عکا دونون شہرون کے درمیان
دریا کا قدرتی ہلالی منڈل یا حوض جہازون کی امنیت کے لئے
نہایت عمدہ لنگرگاہ ہے۔ اور ان سب قدرتی کرشمون کا
ظہور حضرت بہاء اللہ کی تشریف آوری کے بعد ہی اس پاک
سرزمین مین ظاہر ہوا ہے۔

اور شہروان سے بزرگی مین برتر اور افضل ہے۔ اور عکا عسقلان سے بھی بڑہ کر بزرگی مین برتر و افضل ہے۔ اور عکا کی بزرگی عسقلان پر اور دریا کے کنارہ پر بسنے والے سب بندرگاہ اور شہرون کے اوپر اتنی ہے۔ جتنی کہ سب پیغمبرون پر مجھکو بزرگی حاصل ہے۔ سنو۔ مین تمکو آگاہ کر دیتا ہون ایک شہر ہے جو دو پہاڑون کے درمیان چراگاہ بیابان کے اندر ملک شام مین بسا ہوا ہے۔ اور عکا کے نام سے پکارا جاتا ہے جو کوئی اوس شہر کی بزرگی کے مرتبہ کو جانکر اوسکی زیارت کرنیکیلئے نیت کرکے اوسمین داخل ہوئیگا۔ تو اوسکے اگلے پچھلے سب گناہ تمکو اللہ تعالے بخشدیگا۔ اور جو کوئی اوس شہر (عکا) مین داخل ہوکر اوس شہر کی زیارت کئے بغیر باہر نکلیگا تو خبردار۔ اوسکے ایسے نکلنے مین خدائے تعالی ہرگز برکت نہین رکھیگا۔ اور اوسکے ایسے نکلنے کو مبارک نہین کریگا۔ سنو وہان (عکا کے پاس) ایک چشمہ ہے۔ جسکا نام عین البقر ہے جو کوئی اوس چشمہ مین سے ایک گھونٹ پانی پی لیگا۔ خدائے تعالے اوسکے دل کو اپنے نور سے بھرپور کر دے گا۔ اور روز قیامت کے بڑے عذاب سے اوسکو بچائیگا)۔

(۲) حضرت انس ابن مالک صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین۔ کہ فرمایا حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ

ذَنْبِهِ وَمَاتَأَخَّرَ وَمَنْ خَرَجَ مِنْهَا غَيْرَ زَائِرٍ اَلَا لَمْ يُبَارِكِ اللّٰهُ لَهُ فِي خُرُوْجِهِ۔ اَلَا وَاِنَّ فِيْهَا عَيْنًا يُقَالُ لَهَا حَيْنُ الْبَقَرِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا شَرْبَةً لَمْ يَمُتْ اَللّٰهُ قَلْبَهُ نُوْرًا وَ وَاَمِنَهُ مِنَ الْعَذَابِ اَلْاَكْبَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(۳) عن انس ابن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ اِنَّ فِي السَّوَاحِلِ مَدِيْنَةً مُعَلَّقَةً تَحْتَ سَاقِ الْعَرْشِ يُقَالُ لَهَا عَكَّاءُ مَنْ بَاتَ فِيْهَا مُرَابِطًا اِحْتِسَابًا لِلّٰهِ تَعَالٰى كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثَوَابَ الصَّابِرِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرَّاكِعِيْنَ وَالسَّاجِدِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

(۴) وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَنَّةِ مُلُوْكًا وَسَادَاتٍ۔ وَفُقَرَاءُ عَكَّاءَ مُلُوْكُ الْجَنَّةِ وَسَادَاتُهَا وَاَنَّ شَهْرًا فِيْ عَكَّاءَ اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ سَنَةٍ فِيْ غَيْرِهَا

ترجمہ (۱) ۔ روایت کی ہے عبد العزیز ابن عبد السلام نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ ملک شام مین ایک شہر ہے عکاء نام کا جسکو حق تعالیٰ جلشانہ نے اپنی خاص رحمت کے ساتھ بزرگی بخشی ہے

(۲) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ دریا کے کنارہ پر بسے ہوے شہرون مین عسقلان۔ نام کا بندر اور شہر سب بندرگاہ

وَفِی جَفْرِ ابْنُ مَجْلَۃَ - اَنَّ مَرْجَ عَکَّا مَأْدُبَۃُ اللّٰہِ - ترجمہ
ابن مجلہ کی جفر مین لکھا ہے - کہ بیشک عکّا کا بیابان اور
چراگاہ کا میدان - خدا کے مہمان خانہ کا مقام ہے) اور حضرت
[illegible] عربی رح نے اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ اِعلم
اَنَّ ھٰذِہِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃِ اَرْضُ مِیْعَادٍ - اَیْ تَقُوْمُ
فِیْھَا الْقِیَامَۃُ الْکُبْرٰی وَھِیَ الْبُقْعَۃُ الْبَیْضَاءِ - وَاَنَّ
الْمَلْحَمَۃَ الْکُبْرٰی بِمَرْجِ عَکَّا - وَتُصْبِحُ کُلُّ شِبْرٍ مِنْھَا
بِدِیْنَارٍ - ترجمہ - جان تو - کہ بیشک یہ سرزمین پاک ایک
خاص کام اور ایک خاص ٹیم اور وقت معیّن کیلئے مقرر
کی گئی ہوئی زمین ہے - یعنے اس زمین مین بڑی قیامت اور
تمام عالم کی حشر برپا ہوئیگی - یہ ایک بڑا نورانی پاک
مقام ہے - اسجگہ یعنے عکّا کی چراگاہ کے میدان مین
ایک بڑا واقعہ خونریزی کا ہوئیگا - پھر (ایک وقت
ایسا آئیگا کہ) اسجگہ پر ایک بالشت بھر زمین کی قیمت
ایک دینار اشرفی تک ہوجائیگی -) ظہور مظہر الٰہی کے
زمانہ مین خراسان سے سیاہ نشانون کا نکلنا بھی حضرت
مہدی کے ظاہر ہونیکی علامت ہے - چنانچہ احادیث
صحیحہ مین اِسکا ذکر ہے - اور دوسری علامتین بھی مذکور
ہین - جنکا احوال اس کتاب کے آخری حصہ مین قیامت

واصحابہ اجمعین نے۔ بتحقیق کہ دریا کے کنارہ پر بسی ہوئی
آبادیون مین ایک شہر اور سبز رگاہ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے
عرش کے پایہ کے نیچے لٹکایا ہوا ہے۔ اور عکّا کے نام سے
پکارا جاتا ہے۔ جو کوئی للہ نیت سے سچّا عقیدہ رکھکر ایک
رات اوسمین گذاریگا۔ حق تعالےٰ جلّشانہ قیامت کے
دن تک صبر کرنیوالونکا۔ راتون کو قیام کرکے شب بیدار رہنے
والون کا۔ اور رکوع و سجود مین دایم عبادت کرنیوالونکا
ثواب اوسکے حق مین لکھیگا۔)

(۴) نیز فرمایا ہے حضرت خاتم النّبیین صلے اللہ علیہ
وسلّم نے۔ کہ سنو اور آگاہ ہو جاؤ۔ بتحقیق کہ جنّت مین بادشاہ
و امیر اور سردار بہت سے ہین اور عکّا کے فقیر جنّت
کے بادشاہ اور سردار و امیر ہین۔ اور عکّا مین ایک مہینہ
بھر کا رہنا۔ دوسرے (مقدّس) شہرون مین ایکہزار برس
کے رہنے سے افضل ہے۔)

مختار الصحاح۔ اور محیط المحیط۔ لغت کی دونون کتابون
مین لفظ عکّ کے بیان مین لکھا ہے۔ وفی الحدیث عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَنَّہٗ قَالَ۔ طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰی عَکَّۃَ۔ ترجمہ۔
اور حضرت رسول خدا کی حدیث مین ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے
مبارک ہے وہ شخص جسنے عکّا شہر کو دیکھا ہے)

فصل تیسری

موعود دین محمدی کا نام و نشان اور سچے ظہور کی سچی علامتین -

دین اسلام کے مختلف مذہب والون مین سے سُنی اور شیعہ مذہب والون کا متفقاً یہ عام عقیدہ ہے - کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہین - اسواسطے آنحضرت کے بعد کوئی نئی شریعت والا - نیا پیغمبر نہین آئے گا - مگر پھر سُنی مذہب والے کہتے ہین - کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ روح اللہ آسمان سے اوترین گے - اور دنیا کے مختلف مذہب والون کو یعنے سب اگلے امتیون کو ایک دین اسلام مین لائینگے - اور شیعہ مذہب والے کہتے ہین - کہ حضرت قائم آل محمد - محمد ابن حسن عسکری جو ایکہزار برس کے آگے سرّ من رائے کے سرداب مین گم ہوگئے ہین - اور ابھی تک جابلصا اور جابلقا کے شہرونمین زندہ موجود ہین ظاہر ہون گے - اور پھر رجعت حسینی ہوگی (امام حسین کی سلطنت قائم ہوجائیگی) اور سب مختلف امتون کو ایک دین الٰہی مین لائینگے مگر جہانتک تحقیق کی نظر سے جستجو کی جاتی ہے - ان دونون مذہب والون کے عقائد کی بنا کہان سے ہوئی ہے - اور دین الٰہی کی ایسی ضروری باتمین ان دونون مختلف عقیدہ والون کو کہان سے ملین ہین - کیا قرآن شریف مین جسکو خدا نے آخری فیصلہ کے رو سے فصل الخطاب کا لقب دیا ہے - اور جسمین کسی چیز کو فروگذاشت نہین کی - بلکہ اوسنے ہر تر و خشک کا بیان اور

اور قیامت کی نشانیون کے بیان مین لکھا جائے گا ۔ ربّنا
لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من
لدنک رحمۃ انّک انت الوھّاب ۔

بس نہم چون زیرکان را این بس است ❖ حرف دو گفتم اگر دردہ است

قد تمّ الفصل الثانی ویتلوہ الثّالث

ومن اللہ المستعان علی حسن الخاتمۃ

پھیلی ہوئی ہے۔ ہر ایک۔ اپنے دوسرے بھائی کی خرابی و ہلاکت کے درپے ہوتا ہے۔ اور اسکی تکفیر کرنے کو بڑا ثواب اور عبادت سمجھتا ہے۔

اب اگر موعود دین محمدی صلعم خدا کی طرف سے آجائے۔ تو کس فرقہ اور مذہب والیکا بن کر آئے؟ چنانچہ مسلم ہے کہ وہ جس مذہب مین کی پیش گوئیون کی مطابقت مین ظاہر ہووے۔ دوسرے مذہب کے لوگ ضرور اوس کی تردید کرینگے۔ اور اپنے اسناد اور آثار و اخبار کے برخلاف دیکھ کر اوسکو زنہار نہین مانینگے۔

مگر اینکہ وہ موعود فقط قرآن شریف کی پیش گوئیون کے مطابق ظاہر ہووے اور لوگون کے مذہبی عقائد کے برخلاف ظہور فرماوے۔ کیونکہ مذاہب متفرقہ کی آپس مختلف تفسیرون کی مطابقت البتہ ناممکن ہے۔ مگر قرآن کے اصلی ترجمہ اور سیدھے سادہ معنون کے مطابق ظاہر ہونا بخوبی ممکن بلکہ حکم ضروری ہے کیونکہ قرآن شریف کے سیدھے سادہ معنون سے جسکو ہر ایک عامی و عالم انسان سمجھ سکے چارونا چار مانے بغیر ہرگز انکار کرنیکی کسی کو مجال نہین ہوسکتی۔ جنکا قرآن پر ایمان ہے۔ بیشک اُنکے لئے قرآن کا بیان کافی ہدایت کا فرمان ہے پھر ایک دوسرا مرحلہ درپیش ہے۔ جو سب مرحلون سے مشکل اور نہایت دشوار ہے۔ اور جو کہ اس امت مرحومہ (محمدی) کی نظرون کے سامنے گویا کوہ ہمالیا بلکہ اُس سے بھی بڑھکر ایک بڑی آڑ ہوکر سدسکندر کیطرح حایل اور پردہ بنا ہوا ہے۔ یعنے سب کے عقیدون مین یہ بات جمی ہوئی ہے۔ کہ ہمارے پیغمبر خاتم ہین سب پیغمبرون کے۔ اونکے بعد کوئی ظہور نئی شریعت لیکر ظاہر نہین ہوگا۔ حال آنکہ حضرت سرور کائنات کے خاتم النبیین ہونے

سب چیزون کی تفصیل اس کتاب مجید اور فرقان حمید مین پوری طرح سے لکھدی ہے۔ مہدی۔ یا قائم۔ یا عیسے یا رجعت حسین وغیرہ جیسے نامون کا ذکر کسی سورہ اور آیت مین بھی ہوا ہے؟۔ ہر چند تمام قرآن کو ہمنے چھانا چھانی کی۔ مگر ایسا نام یا اشارہ جو ان نامون کیطرف دلالت کرے ہرگز نہین پایا۔ پھر ان عقائد کا ماخذ کیا ہے؟ اور کہان سے ان دونون مذہب کی پیروی کرنیوالون کے اسکا پتا حاصل کیا ہے؟۔ بغور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ ان دونون فریق کا سہارا ایسی چند حدیثون پر ہے۔ جنکا کوئی پتا قرآن مین نہین ملتا۔ پھر بہت سی ایسی روائتین بھی ہر ایک فریق کے پاس معتمد اور سچی مانی گئی ہین۔ کہ جنکی مطابقت کا وقوع مین آنا قانون قدرت کے رو سے محال اور بعض ناممکن بات ہے۔ پھر ان دونون مذہب والون کے درمیان اس ایک ہی مادہ مین اس حد کا جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی مسلّم حدیث کو اپسمین نہین مانتے۔ شیعہ سُنی کی حدیث کو صحیح نہین مانتا اور سُنی شیعہ کی حدیثون کو تسلیم نہین کرتا۔ اور ان دونون مذہبون کے علاوہ دین محمدی مین اور بھی مختلف فرقے اور بیشمار مذہب والے ہین جنکا بناؤ ایکدوسرے سے ہرگز نہین ہوتا۔ ہر ایک کے نزدیک الگ الگ حدیثین وستاویز بنائی ہوئی موجود ہین۔ چنانچہ انہی حدیثون کے رو سے سب کوئی اپنی حسب منشا ایک جدا اور مختلف نام و نشان والے موعود کے ظاہر ہونیکے انتظار مین بیٹھے ہوئے ہین۔ ہر ایک اپنے دعوی کو سچا۔ اور دوسرونکے دعوی کو سراسر جھوٹا کہہ رہا ہے۔ بلکہ اس اندازہ تک دشمنی اپسمین

ترجمہ۔ نہین جانتا اسکے معنے مگر (فقط) اللہ۔ اور (جو لوگ) علم مین راسخ ومضبوط ہین (وہ) کہتے ہین کہ ایمان لائے ہم اس پر (یہہ) سب ہمارے خدا کے پاس سے ہے۔ اور نصیحت نہین پاتے (اس آیت سے) مگر عقل والے (لوگ)۔ پھر دوسری جگہہ سورۂ اعراف۔ پارہ ۸ رکوع ۵ مین حق تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے۔ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ ۚ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ الخ الآیۃ۔ ترجمہ) نہین انتظار کرتے وہ بجز اوسکے حقیقی اور سچے معنی کے۔ جس روز آئینگے اوسکے (یعنے قرآن کے) سچے معنے تو کہینگے وہ لوگ جو بھول گئے تھے اوسکو پہلے سے۔ تحقیق آئے تھے ہمارے پروردگار کے سب پیغمبر سچائی اور حق کے ساتھ۔ پھر سورۂ یونس۔ پارہ ۱۱۔ رکوع ۲ مین حق تعالیٰ فرماتا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۔ وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ترجمہ) بلکہ جھٹلایا اونہون نے اس (امر) کو جسپر نہین گھیرا اونکی سمجھہ اور علم نے۔ اور جس کے حقیقی معنے اونکے پاس نہین آئے۔ اسیطرح اونسے پہلے کے لوگون نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس دیکھہ (اون جھٹلانیوالے) ظالمون کی عاقبت کیسی ہوئی۔ اور اونمین سے بعضے اوسپر ایمان لاتے ہین۔ اور بعضے اوسپر ایمان نہین لاتے۔ اور تیرا پروردگار فساد کرنے والون کو خوب جانتا ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ ذات پاک غیب الغیوب حضرت حقتعالیٰ جلشانہ کی یہ پرانی چال

مین اور حدیث لا نبی بعدی کی سچائی مین ذرہ بھر شک نہین ہے۔ جس ظہور کے ظاہر ہونیکا انتظار عام محمدی امت والون کو ہے۔ وہ نبوت کے دورہ کا ظہور نہین ہے۔ اور ہرگز آنحضرت کے مقرر فرمائے ہوے محمدی نبوت کی مدت اور دورہ یا زمانہ کا ظہور بھی نہین ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین فرق لاسکے۔ باینکہ اس موعود کا دعوی اور ظہور کلام نبوی کے برخلاف تصور کیا جائے۔ الغرض یہ بیان ایک جداگانہ فصل مین عند الفرصت عرض کیا جائیگا۔

بالجملہ ان دونون فریق شیعہ اور سنی مذہب والون کے عقاید سے یہ بات بخوبی دیکھنے مین آتی ہے۔ کہ ان دونون فرقون کو دو مترادف اور پے در پے ظہورات الہی کے ظاہر ہونے کا انتظار ہے۔ جنکو سنی اپنی مذہبی اصطلاح مین ظہور مہدی۔ وظہور روح اللہ کہتے ہین۔ اور شیعہ ظہور قائم آل محمد۔ اور رجعت حسینی سے۔ نامزد کرتے ہین۔ اور ان دونون فریق کی بالاتفاق اعتقادی بات ہے۔ کہ یہ ظہورات الہی قیامت کبری کی علامتون مین سے ہین۔

اور قرآن شریف مین جتنی آیتین قیامت کبری کے آثار اور علامتون کی بابت وارد ہوئی ہین بالاتفاق دونو فریق کے علماء انکو آیات متشابہات کہتے ہین۔ اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ آیات متشابہات کے معنون کو خدا کی ذات مطلق کے سوا کوئی نہین جانتا۔ بلکہ نہین جان سکتا۔ جیسا کہ حق سبحانہ تعالی اپنے کلام پاک کے سورہ آل عمران۔ پارہ ۳۔ رکوع ۳/۴ مین فرماتا ہے۔ مَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ

کرنے والے فریقین کے متمسک اور معتقد یہ احادیث کا بیان لکھ کر کلام ربانی
اور قرآن مجید سبحانی کے اصطلاحی آیتون کا ذکر کیا جائیگا۔
خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیر ہا۔

لایحہ ایران کی مملکت سے ظہور ظاہر ہونیکے بیان مین اور حضرت مہدی موعود کے اوصاف مین

کتاب مشکوٰۃ شریف کے باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء فصل پہلی مین لکھا ہے۔
عن ابی ھریرۃ قال کنا جلوسا عند النبی صلعم اذ نزلت علیہ سورۃ
الجمعۃ فلما نزلت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم قال قلت
من ھؤلاء یا رسول اللہ فلم یراجعہ حتی سأل ثلثا وفینا سلمان الفارسی قال فوضع
یدہ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ
رجال من ھؤلاء متفق علیہ (ترجمہ) ابوہریرہ صحابی نبی سے
روایت ہے کہ کہا۔ ہم نبی اکرم کے حضور مین بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ نازل
ہوئی سورۂ جمعہ پس جبکہ اوتری یہ آیت واٰخرین منھم الخ۔ یعنے اور اون (امیون)
مین کے دوسرے جو آنیوالے ہین اور ہنوز اس جماعت امی (عرب) سے نہین
آملے ہین، اصحاب نے عرض کی کہ کون ہین وہ آنیوالے یارسول اللہ۔ کہا راوی
نے کہ سلمان فارسی ہمارے درمیان مین تھے کہا (پھر راوی نے کہا) پس
حضرت نبی صلعم نے اپنا دست مبارک سلمان (فارسی) کے مونڈھے پر
رکھکر فرمایا۔ کہ اگر ایمان آسمان مین ثریا کے قریب ہوگا۔ ہر آئینہ ان لوگون

ہے۔ کہ ہر ایک امت کیلئے اونکی روحانی ترقی اور تربیت کیواسطے اونکے مقرر اور معین زمانہ دیے ہوئے وقت اور زمانہ مین اپنی ذات اور صفات اور اسماء وکمالات کی جامعیت کے مظاہر مقدسہ کو غیب کے خزانہ سے شہود کے میدان مین ظاہر فرماتا ہے۔ اور یہ بھی اوسکی قدیمی سنت ہے۔ کہ آنے والے زمانہ کے ظہور کی مدت اور کیفیت کو گذرے ہوئے زمانہ کی آسمانی کتاب مین پوری طور پر بیان فرمادیا کرتا ہے۔ مگر ظہور کے ظاہر ہونیکے ٹیم اور معین وقت کے آنے تک اوسپر مہر لگا رکھتا ہے۔ اور ہر چند اوس بیان کے معنون کو جو آئندہ زمانہ سے متعلق ہین۔ اوس زمانہ کے علما اوس کے آنیسے پہلے اپنی سمجھ کے اندازہ پر تراش لیا کرتے ہین۔ مگر اپنے بیان کے آخر مین۔ واللہ اعلم بالصواب اسلیئے ضرور لکھدیا کرتے ہین۔ کہ ہم اس بیان کے معنے سے ناواقف ہین۔ تو اس سے بخوبی پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحون مین دو تین آیتون کا بیان ہوچکا ہے۔ لوگون کو اون آیتون کے معنی سے بعلاوہ علما کی تفسیر و تاویل کے اونکی سچی روئیداد اور کیفیت اور مصداق و حقیقت کے ظاہر ہونیکا انتظار رہتا ہے۔ اور جب مظہر ظہور آپ ظاہر ہوتا ہے تو اسکو اور اسکے بیان فرمائے ہوئے معنون کو اپنے شخصی تراشی ہوئے معنون کے برخلاف پاکر اپنے گھڑے ہوئے معنون کو سچے۔ اور اون مظاہر مقدسہ کے سچے معنون کو تراشے ہوئے معنے سمجھکر بے تامل انکار و اعراض کرنے لگتے ہین۔ اور اعتراض کر بیٹھتے ہین۔ مثلاً وتعساً لھم ولأفھامھم

اب اس مقام پر دونون بڑے مذہبون شیعہ و سنت جماعت کی پیروی

کہ جسطرح سامان فارسی رضؓ نے آنحضرت صلعم پر ایمان لانے مین پیشقدمی اور سبقت کی ہے۔ اسیطرح حضرت موعود کے ظہور پر یعنے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور فرمانیکے وقت بھی ایران کے باشندے اونپر ایمان لانے مین دوسری سب اقوام اور امتون سے پہلے پیشقدمی کے ساتھ سبقت کرین گے۔ اور دین محمدیؐ کے دورہ کے اکثر علما اور عرفا صاحب ولایت وکشف وکرامت نے ان احادیث کے مطالب اور حقیقی معنون کو سمجھکر اپنی تصانیف اور تالیف کی ہوئی کتابون مین ذکر کیا ہے۔ کہ ظہور موعود حضرت مہدی وحضرت روح اللہ کا ایران اور بیت المقدس کی پاک سرزمینون سے ظاہر ہوویگا۔ منجملہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب **فصوص الحکم** کے شرح مین جسکو شیخ داؤد ابن محمود قیصری نے لکھا ہے۔ المسمی بہ **خصوص الکلام** شرح **فصوص الحکم** مطبوعہ بمبئی میرزا محمد شیرازی ملک الکتاب سنہ ۱۳۱۰ ہجری **فص شیثی** کے شرح مین جسکو صفحہ ۶۰ + ۶۱ + ۶۲ مین ولایت اور ثبوت و رسالت کی تشریح مین بیان کیا ہے۔ قال رحمۃ اللہ علیہ۔ انّ خاتم الأولیاء متبوع فی الولایۃ۔ ولا ینبغی ان یتوھّم انّ المراد بخاتم الاولیاء۔ المھدیّ فان الشیخ صرّح بانّہ عیسیٰ علیہ السّلام وھو یظھر من العجم۔ والمھدی من اولاد النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم وعلی ھذا ھو من العرب

(الی قولہ قدس اللہ سرّہ فی صفحہ ۶۲) الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ مطلقًا وختم یختم اللہ بہ الولایۃ

مین کے (ایرانی باشندہ بیشک) اوسکو حاصل کرلینگے۔ روایت کی یہ بخاری
و مسلم نے) اور اسی کتاب کے مذکور بالا باب کی۔ دوسری فصل مین لکھا ہے
عن ابی ھریرۃ قال ان رسول اللہ ص تلی ھذہ الایۃ وان
تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔ قالوا یا
رسول اللہ من ھؤلاء الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدلوا بنا ثم
لا یکونوا امثالنا۔ فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال ھذا
وقومہ ولو کان الدین عند الثریا لتناولہ رجال من
الفرس رواہ الترمذی ترجمہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا
تحقیق پیغمبر خداؐ نے یہ آیت تلاوت کی (جو قرآن شریف سورۂ محمدؐ کے آخر مین
مذکور ہے قولہ تعالیٰ) اور اگر تم روگردان ہوجاؤگے تو خدا بدل لاویگا
دوسری ایک قوم تمہارے سوا جو نہ ہونیگے پھر تمہاری طرح۔ (یعنے تمہاری
قوم مین سے نہین بلکہ ایک دوسری قوم مین سے بدل لاویگا) اصحاب
نے عرض کی کہ وہ کونسے لوگ ہین یارسول اللہ جن کو بیان کیا ہے خدا تعالیٰ نے
کہ اگر ہم روگردان ہوجائین تو قائم کریگا اونکو ہمارے بدلیمین پھر وہ ہمارے
مانند نہین ہونگے۔ پس حضرت نے سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مارا اور
فرمایا یہ (شخص) اور اسکی قوم۔ اور اگر ہو دیگا دین آسمان مین پالیوینگے
اوسکو ایران کے لوگ۔ روایت کیا ہے اسکو ترمذی صاحب حدیث
نے اپنی صحیح مین۔) غرض ان احادیث کے فحوا سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل ایران کے طرف اشارہ فرماتے ہین

یعنے مہر کردے گا۔ اور سیل لگا دے گا) لیکن ولایت مطلقہ کے ختم (یا مہر) کرنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین۔ پس وہ (حضرت عیسیٰ) نبوت مطلقہ اور ولایت مطلقہ والے ہین۔ اس امت (محمدی) کے زمانہ مین۔ پس اوترینگے وہ اس امت محمدی کے زمان آخر مین۔ وارث اور خاتم بنکر جنکے بعد پھر کوئی ولی ظاہر نہین ہوئیگا۔ اور مین نے دیکھا ہے اس علامت کو ایمن۔ جسکو کہ خدا نے اپنے سب بندون کی نظر وسے چھپا رکھا ہے۔ اور ملک ایران کے شہر فارس۔ (یعنے شیراز) مین اس بات کو خدا نے مجھپر کشف کرکے کھولدیا۔ تا اینکہ مین نے خاتم الاایت کو اوس شہر سے (نکلتے ہوئے) دیکھا۔ نیز صاحب شرح قدس سرہ نے صفحہ ۷۸ مین فرمایا ہے کہ حضرت مصنف محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے اپنی کتاب مسمیٰ بہ عنقاء مغرب مین فرمایا ہے کہ خاتم (جسکے سب کوئی منتظر ہین) ملک عجم سے ظاہر ہوگا نہ (ملک) عرب سے۔ انتہی۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اپنے زمانہ کے بزرگ اور کامل تھے۔ اونکو اہل طریقت و معرفت اور اہل شریعت و حقیقت ہمیشہ کملین اولیا۔ اور اقطاب کے زمرہ مین شمار کرتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ اونکو کشف کے روسے یہ بات معلوم ہوگئی ہے۔ اور آئندہ حالات کا مکاشفہ اونہون نے اپنے آئینہ دل مین دیکھ لیا ہے۔ اونکے بیان کا خلاصہ اس فص شیثی مین یون لکھا ہے۔ نیز شارح نے تحقیق کے روسے اسطرح بیان کیا ہے۔ کہ حق تعالےٰ جلشانہ کی ولایت کے دو عالم ہین ایک عالم تقیید ہے جو محدود اور عام ہے۔ اور دوسرا عالم اطلاق بلا تقیید ہے جو غیر محدود اور خاص ہے

المحمدیۃ - فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فھو عیسیٰ
علیہ السلام فھو الولی النبی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان
ھذہ الامۃ - فینزل فی آخر الزمان وارثا خاتما للاولی بعدہ
ورأیت العلامۃ التی قد اخفاھا الحق فیہ عن عیون عبادہ
وکشفھا لی بمدینۃ فارس حتی رأیت خاتم الولایۃ
منہ - وقال ایضا قدس سرہ صفحہ ۷۸ قال فی عنقاء
المغرب = ای الخاتم من العجم لا من العرب (ترجمہ) فرمایا
رحمۃ اللہ علیہ صاحب شرح نے - کہ خاتم الاولیاء ولایت کے مقام میں سب کا
متبوع ہے (یعنے سب کا پیشوا ہے - اولیاء اور پیغمبر آدم سے لیکر خاتم تک
سب اوسکی متابعت کرین گے) اور یہ گمان نہ کیا چاہیے کہ خاتم الاولیاء
سے مراد حضرت مہدی ہین - کیونکہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ
نے اس بات کی تصریح کردی ہے اور خلاصہ طور پر لکھدیا ہے - کہ خاتم الاولیا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہین - اور وہ عجم (یعنے ایران) کے ملک سے ظاہر
ہونگے - اور حضرت مہدی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین سے ظہور فرمائینگے
اور اس بنا پر (کہ وہ آنحضرت کے اولاد مین سے ہین) وہ عرب (اور بنی ہاشم
کی نسل مین سے) ہین تا اینکہ قدس اللہ سرہ ۶۲ ویں صفحہ مین کتاب مذکور
کے فرماتے ہین) کہ ختم دو طرح کا ہے - ایک تو وہ ہے جس سے ولایت مطلقہ
کو حقتعالیٰ جلشانہ ختم کردے گا - اور دوسرا ختم وہ ہے جس سے ولایت
محمدی کو خدا تعالے ختم کریگا - (عربی زبان مین مہر یا سیل کو ختم کہتے ہین)

ہوئے زمانہ آخر مین - اور یہ خاتم حضرتؐ کی اولاد یعنے حضرت علی ابن ابیطالب اور فاطمۂ زہرا علیہما السلام کی نسل مین سے (حضرت مہدی منتظر) ہووینگے - انکے ظہور کو بسبب بنی ہاشم ہونیکے وہ عرب (کی قوم والا) لکھتے ہین - دوسرا خاتم ولایت مطلقہ الٰہی کا خاتم ہے - کیونکہ خدائتعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے - کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی کَمَثَلِ اٰدَمَ یعنے عیسیٰ کی مثال بھی آدم علیہ السلام کیطرح ہے نئے دورہ کے آغاز مین - پس از ختم دورۂ محمدیؐ یعنے نبوت مقیّدہ اور ولایت مقیّدہ کے دورہ کے ختم ہوجانیکے بعد - حقیقت محمدیؐ کا دورہ (جو مقام ولایت مطلقہ اور نبوت مطلقہ الٰہیہ ہے) جب شروع ہوجائیگا - تو اس دورہ کے آدم باصطلاح قوم) عیسیٰؑ یعنے روح اللہ النازل من السماء ہونگے جنکے ظہور فرمانیسے حقیقت محمدیؐ کا نیا دورہ آغاز ہوگا - چنانچہ محقق اور مسلّم ہے کہ یہ دورہ امت محمدیہ کو ترقی دلانیکا دورہ ہے جو عالم تقیید و تحدید سے انکو عالم اطلاق کے جانب عروج دینے والا ہے - اس مقام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تقییدی اور ولایت تقییدی امت مرحومہ محمدیؐ کی شفاعت کرتی ہے - آنحضرتؐ فرماتے ہین کہ مردون کے درمیان سب سے پہلے مین قبر سے اوٹھون گا - پھر عیسیٰؑ اور پھر سب پیغمبر اور انکی امت کے سب لوگ مگر میری امت دوسری سب امتیون سے پہلے اوٹھیگی - حضرت عیسیٰ بھی تقریباً اسی مضمون کا بیان انجیل مین فرماتے ہین جس سے پایا جاتا ہے - کہ اسطرح پر مردونکا قبرون سے اوٹھنا روحانی اور معنوی بعث و حشر ہے - کیونکہ ان ارواح

کیونکہ ولایت اپنی اصلیت مین خدائتعالی کی صفت مطلق ہے - اور جب انبیاء اور اولیآء کے ساتھ نسبت پیدا کر لیتی ہے - تو مقیّد و محدود بن جاتی ہے مقیّد کا قیام اور نمود مطلق سے ہے - اور مطلق کے ظہور کا مقام مقیّد ہے - پس انبیاء اور اولیآء کی ولایت اوس ولایت مطلقہ کے جزء مین سے ہے جیسا کہ سب پیغمبرون کی نبوت اوس نبوّت مطلقہ حضرت سرور کائنات کی جزء ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روسے کہ پیغمبر آخر الزمان اور سب پیغمبرون کے خاتم ہین ولایت مطلقہ کے مظہر - اور نبوّت خاصّہ مطلقہ رکھتے ہین - بر خلاف حال آدم علیہ السلام جو اس دورہ کے آغاز مین ظاہر ہوے ہین اونکی ولایت اور نبوّت - حضرت خاتم الانبیآء علیہ افضل التحیہ والثناء کے ظہور کی زمانہ کی اقتضا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوّت اور ولایت مطلقہ کی جزء تھی - پس حضرت نبی اکرم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت محترمہ نے آنحضرت سے ان دونون مقامات کے ظہور دینے کی ہدایت حاصل کی ہے -

نیز آنحضرت ص کے طفیل سے بعضون نے اس نبوت مقیّدہ اور ولایت مقیّدہ کے دورہ کی تکمیل فرمائی ہے - جیسا کہ ہزارون ہزار علماء کرام اور اولیآء با احترام آنحضرت صلعم کی امّت کے درمیان مین ظاہر ہو چکے ہین جنکے مقامات اوس نبوّت اور ولایت مقیّدہ کے درجہ مین اگلے پیغمبرون سے کچھ کم نہین تھے - اس بنا پر حضرت محی الدّین ابن عربی قدس سرہ - ان دونون مقامون پر نظر کرتے ہوے - دو خاتم کے ظہور کی ضرورت سمجھتے ہین - ایک تو ولایت محمدی کے خاتم کا آنا امّت محمدی کے مقرر کیے

نزد الله تعالیٰ له طائفة خباءهم الله فی مکنون غیبه
اطلعهم شهوداً علی الحقائق وما هو امر الله
غلیه فی عباده وهم علی اقدام رجالٍ من الصحابة
الذین صدقوا ما عاهدوا الله علیه وهم من الاعاجم
لیس فیهم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیة
لهم حافظ من غیر جنسهم ما عصی الله قطّ هوا
خصّ الوزراء - (الی ان قال ح) ویقتلون کلهم
الا واحداً منهم فی مرج عکا فی المأدبة الالهیة
التی جعلها الله تعالیٰ مائدة للسباع والطیور وهوام

ترجمہ اور تحقیق کہ آچکا تمہارے لئے اوسکا زمانہ - اور مین گمان
کرتا ہون کہ تم اب اسی کے وقت مین ہو - (یعنے حضرت مہدی علیہ السلام
کے ظہور کے زمانہ سے تمہارا حال کا موجود زمانہ بہت ہی نزدیک ہے
اور دور نہین ہے) تا اینکہ فرمایا رحمۃ اللہ علیہ نے - پس حضرت
مہدی کے وقت کے شہید ہونیوالے سب شہیدون سے بہتر ہین
اور انکے زمانیکے خدا کی امانت کو سنبھالنے والے ایسے ہین - جو سب
امتیون سے زیادہ افضل ہین - فرمایا حضرت شیخ محی الدین ابن عربی
قدس سرہ نے - اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت (مہدی) علیہ السلام
کیلئے ایسی قوم مین سے اصحاب اور وزیر اختیار کئے ہین - جنکو کہ
اپنے غیب کے خزانہ مین چھپا رکھے ہین - اور جنکو کشف اور شہود کے

لبث وحشر ہے۔ کیونکہ ان ارواح مجردہ مظاہر توحید ربانی کو زنہار مرنا
نہین ہے بلکہ وہ حیات ابدی رکھتے ہین۔ پس اونکے لئے اس معنے کے رو
سے قبر وسے اٹھنا بھی نہین ہے۔ بلکہ اونکا اوٹھنا بفحوائے آیۂ مبارک
یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلَآئِکَۃُ صَفًّا وغیر آیتون کے مضمون
سے روحانی طرحکا قیام ہے۔ غرض ایسے ظہور ختمیت عظمیٰ کو حضرت
شیخ اپنی اصطلاح مین خاص حضرت عیسیٰ کا کام سمجھتے ہین۔ اور ملک
ایران سے اونکے ظہور فرمانیکو بیان کرتے ہین۔ اور ان سب امورات
تاسیس اور انتظام کو اونھی کے یعنے حضرت روح اللہ کے ظہور پر
موقوف جانتے ہین۔ ویز حضرت محدث فاضل امام ہمام سید عبدالوہاب
شعرانی قدس سرہ نے جنکا کوئی کلام احادیث صحیح نبوی سے خالی نہین ہے
حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ کے فتوحات مکیہ
نام کی کتاب کے بیانات منعلق و دقیق کی شرح اور حدیثون سے تطبیق
دینے مین الیواقیت والجواہر نام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اس
کتاب کے دوسرے جزیا دوسرے حصہ مین ۶۵ وین فصل یا مبحث
دمطبع ثانی مطبع ازہریہ مصر سنہ ۱۳۰۷ھ) صفحہ ۱۴۶ مین حضرت مہدی کے
اصحاب کی بابت وہ فرماتے ہین۔ وقد جائکم زمانہ واطنکم
اوانہ (الی ان قال رحمۃ اللہ علیہ) فشہداؤہ خیر الشہداء
وامناؤہ خیر الأمناء۔ قال الشیخ محی الدین وقد استو

(ترجمہ) لہ جسدن قیام کریگی روح اور فرشتے صف باندھے ہوے۔

کیلئے خدا نے ایکسان دسترخوان بچھایا ہے اور فیض روحانی کا مائدہ
یا دسترخوان بلا استثنا سب کیلئے مہیا و آمادہ ہے۔ انتہی۔ نیز
اسی کتاب کے اسی باب مین دو چار سطر آگے پیچھے حضرت شعرانی
موصوف فرماتے ہین۔ یخرج علی فترۃ من الدین یدع
اللہ بہ ما لا یزع بالقرآن یمسی الرجل جاھلاً وحیانا
وبخیلاً۔ فیصبح عالماً شجاعاً کریماً۔ الی ان قال رح
یشھد الملحمۃ العظمیٰ مأدبۃ اللہ یرجع عدلاً۔
یبید الظلم واھلہ۔ یقیم الدین۔ وینفخ الروح فی
الاسلام یعز اللہ بہ الاسلام بعد ذلہ۔ ویحییہ
بعد موتہ ترجمہ جب خدائی دین سست ہوجائیگا تب (حضرت
مہدیؑ) ظہور کرین گے حضرت مہدی کے وسیلہ سے خدائے تعالیٰ
گمراہی اور جہالت کو اس حد تک روکے گا اور باز رکھیگا۔ جو ہرگز
قرآن کے ذریعہ سے نہین روکی۔ اس درجہ تک کہ جو شخص رات کو نادان
اور ڈرنے والا۔ اور بخیل شوم ہوگا۔ صبح ہوتے ہی عالم اور نڈر اور سخی
بن جائیگا۔ (یعنے آنحضرت پر ایمان لانیکے باعث سے اوسکے گذشتہ
شب کے نادانی کی حالت تبدیل پاکر وہ عالم و دانشمند ہوجائیگا
اور اوسکا ڈر نکل کر وہ پورا نڈر اور صاحب جرأت بن جائیگا۔ اوسکی شومی
اور بخیلی چلی جائیگی اور وہ صاحب سخاوت اور کرم ہوجائیگا (اس حدیث
شریف کا بیان نہایت ہی مطابق ہے قرآن شریف کی اس آیت کریمہ

روسے آگاہ کر رکھا ہے سب چیزون کی حقیقتون پر۔ اور خدائیتعالی
کے اوس امر پر جو نازل ہوتا ہے حضرت مہدی پر خدا کے بندونکی بہتری
کیلئے (یعنے خدا حضرت کے اصحاب کو مدرسون کے ظاہری علم کی تحصیل کیا کے
بغیر دین کے حقیقی معنون سے آگاہ فرماوے گا۔ اتقوا اللہ یعنی
اللہ تقوی اور پرہیزگاری اختیار کرو اور خدا سے ڈرو تو خدا اپنے پاس
کے علم لدنی مین سے تمکو سکھلائیگا۔ قران کی اس آیت کریمہ کے مضمون
کے روسے حضرت کے اصحاب کا علم خدا کا باطنی علم ہوگا۔ جس سے اہل ظاہر
بسبب ناسمجھی کے انکار کرینگے۔) اور وہ اصحاب۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے اون مشہور مرد میت والے اصحاب کے قدم پر قدم دھرینگے۔ جنہون نے
خدا کے ساتھ باندھے ہوے عہد اور اقرار کو وفا کیا ہے۔ اور وہ ایران کے
باشندہ ہونگے۔ اومین بالکل کوئی عرب کی قوم والا نہوگا۔ مگر وہ عربی زبان کے
بغیر نہین بولینگے۔ اونکا سنبھالنے والا انکا ہمزبان ایسا شخص ہے جو اونکی جنس
مین کا نہین ہے۔ اور جس نے کسی طرح کا گناہ ہرگز نہین کیا ہے۔ اور
یہ بزرگ حضرت مہدی کے سب وزیرون مین خصوصیت رکھنے والا چھوتا
خاص وزیر ہے۔ تا اینکہ قدس سرہ فرماتے ہین۔ اور انکے سب وزیر
قتل کیے جائینگے۔ مگر اُن مین کا ایک وزیر۔ جو عکا کی ترائی چراگاہ مین
آپہونچیگا۔ جس مقام کو خدائے تعالی نے ایک خوان نعمت اور مہمان خانہ
سب درندون اور پرندون اور کیڑے مکوڑون کیلئے مقرر فرما رکھا ہے
یعنے یہان پر ہر طرح کے کم زور اور طاقتور اور چھوٹے بڑے آدمیون

صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین فنا ہوگی دنیا یہانتک کہ مالک ہوگا عرب کا
میری اہلبیت مین سے ایک شخص موافق ہوگا اسکا نام میرے نام سے۔
نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت مین ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر باقی نہ رہیگا دنیا سے مگر ایکدن تو دراز کریگا
اللہ اُس روز کو یہانتک کہ بھیجیگا اللہ اُسمین ایک مرد کو میرے نسب
مین سے یا میری اہل بیت مین سے۔ مطابق ہوگا اُسکا نام میرے نام سے
اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے بھر دیگا وہ ساری روئے زمین
کو عدل اور داد سے جیسی بھری رہیگی وہ ظلم اور بے انصافی سے۔ انتہی
وعن ام سلمۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول المھدی من عترتی من اولاد فاطمۃ رواہ ابوداؤد
ترجمہ اور ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ کہا اُسنے سُنا ہے مین نے کہ رسول
خدا فرماتے تھے مہدی میری عترت مین سے۔ اولاد فاطمہؓ کمین سے ہے نقل کی
یہ ابوداؤد نے۔ وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم المھدی منی اجلی الجبھۃ اقنی الانف
یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا یملک
سبع سنین رواہ ابوداؤد۔ **ترجمہ** اور روایت ہے ابی سعید
خدریؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مہدی میری
اولاد مین سے ہے۔ روشن اور کشادہ پیشانی۔ بلند بینی والا بھر دے گا
زمین کو عدل و داد سے جیسا کہ وہ بھر گئی ہوگی ظلم و ستم سے مالک رہیگا زمین کا

سے جو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا یعنے وہ لوگ جو حضرت مہدیؑ پر ایمان لاتی ہین ایسے ممتاز ہین جنکے گناہون کو حقتعالےٰ نیکیون کے ساتھ بدل دیگا۔ اور خدا تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔ پھر فرماتے ہین کہ آنحضرتؐ کی چراگاہ مین جہان پر خدا کے آسمانی نعمتونکا دستارخوان بچھایا ہوا ہی تشریف لائینگے۔ اور بڑے ہنگامہ اور فتنون کو دیکھینگے۔ ظلم کو اور ظالمون کو برباد کردینگے۔ اور دین کو قائم اور برپا کرینگے۔ اور اسلام مین نئی روح پھونکینگے۔ اور حق تعالےٰ جلشانہ اسلام کو اسکے ذلیل ہوجانیکے بعد آنحضرتؐ کے ہاتھونسے عزت بخشیگا۔ نیز اسلام کو اسکے مرجانے کے پیچھے آنحضرتؐ کے ذریعہ سے زندہ کریگا۔ انتہیٰ۔ مشکوٰۃ شریف کی چوتھی جلد باب اشراط الساعۃ (کتاب الفتن کی) دوسری فصل مین مذکور ہے۔ وعن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیْءُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ رواہ الترمذی وابوداؤد وفی روایۃٍ لہ قَالَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْہِ رَجُلًا مِّنِّیْ اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِیْءُ اِسْمُہٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْ یَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔ ترجمہ اور روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا

اور روایت ہے ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جسوقت دیکھو تم کالی سیاہ نشانون کو نکلتے ہوے خراسان کی جانب سے
پس حاضر ہو وانمین اور چلو ان نشانون کیطرف اسلئے کہ اسمین اللہ کا خلیفہ
مہدی ہے۔ نقل کی یہ احمد اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین۔ اسی
حدیث کو مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار الانوار کی تیرھوین جلد چھپی باب
نصوص کے بیانمین چھبیسوین ۲۶ حدیث مین لکھا ہے۔ کہ رسول خدا نے
فرمایا۔ جب سیاہ نشانونکو خراسان سے۔ (جو ملک ایران کا ایک صوبہ ہے)
نکلتے دیکھو اُن نشانون کیطرف چلو اگرچہ (نہین) برف پر گھٹنون اور
ہاتھونکو ٹیک کر رینگنا پڑے کیونکہ بیشک اُن نشانون کے درمیانمین خدا
کا خلیفہ مہدی ہے۔ چنانچہ حضرت باب الباب ملا حسین بشروئی
اس حدیث کی مصداق پر مشاہیر علما کی ایک جماعت اور مومنین کی بہت
جمعیت کے ساتھ کالی نشانون کو لئے ہوے آیۂ قرآنی۔ اِلیٰ اَمْرِ اللّٰہِ
فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ (آگیا خدا کا دین اب جلدی مت کرو۔) کا نعرہ مارتے ہوے
خراسان سے جو نکلے تو مازندران کو جا پہونچے۔ اور یہ سب پیش گوئیان
حضرت مہدی کے ظہور فرمانے کے ایام اور عین وقت مین پوری طور پر
ظاہر ہو چکین جسکی پوری کیفیت دنیا کی تواریخ عرب و عجم ترکی و فرانس
اور روس و جرمن اور اردو انگریزی وغیرہم مین مفصلاً مذکور ہے۔
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ۔ کی آیتِ قرآنی کے بیان کو شیعہ مذہب کے
حدیث کی کتاب کافی مین لکھا ہے۔ اَلشَّمْسُ رَسُوْلُ اللّٰہِ

سات برس نقل کی یہ ابو داؤد نے ایضاً اسی کتاب اور باب کی تیسری فصل مین مذکور ہے عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰلأیات بعد المأتین رواہ ابن ماجۃ ترجمہ روایت ہے ابو قتادہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نشانیان بعد دوسو برس کے ہون گین نقل کی یہ ابن ماجہؓ نے یعنے ہجرت نبوی صلعم کے دوسو برس بعد قیامت کی نشانیون کا ظاہر ہونا شروع ہوجائیگا۔ تو سنہ ہجری ایک ہزار ۱۲۰۰ دوسو سال کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام کے ظاہر ہونیکا وقت ہے۔ اور دجال کے خروج کا۔ اور عیسیٰؑ کے نزول کا۔ اور پے در پے نشانیون کے ظاہر ہونیکا۔ آفتاب کے مغرب سے طلوع کرنے۔ دابۃ الارض کے نکلنے۔ اور یاجوج و ماجوج کے ظاہر ہونے وغیرہ نشانیون کے آشکار ہونے کا وقت ہے۔ (یہ بیان ہے مظہر حق شرح مشکوٰۃ شریف کا) چنانچہ ایک ہزار ۱۲۶۰ دوسو ساٹھ ہجری نبوی مین حضرت باب سید علی محمد المہدی نے ظہور کیا۔ اور ان سب نشانیون کا ظاہر ہونا بھی اسی سال کے آغاز سے شروع ہوگیا۔ وکان وعد ربک مفعولاً۔ خدائ تعالیٰ کا سچا وعدہ ان سب باتون کا پورا کرنے والا ہے۔ وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِذَا رَأَیْتُمُ الرَّایَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَائَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا فَاِنَّ فِیْهَا خَلِیْفَةَ اللّٰهِ الْمَهْدِیَّ رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ۔ ترجمہ

آنحضرت نے اے علی۔ تحقیق کہ میرے لئے فقط ایکبار ظاہر ہونا ہے اور تجھکو دو بار ظہور کرنا ہے۔ ایکبار تو محمدؐ کے آگے (یعنے علیہمؑ) اور بار دیگر حسینؑ کے بعد (یعنے حسین علی) علیہمؑ حضرت باب مہدی موعود کا نام ہے۔ اور حسینؑ حضرت بہاءاللہ کا مادری اسم مبارک ہے) فی البحار۔ اِذَا رُفِعَتْ رَایَۃُ الْقَائِمِ لَعَنَھَا اَھْلُ الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ حدیث شیعہ کی کتاب بحار میں مذکور ہے۔ کہ جب بلند ہوگا قائم (آل محمدؐ حضرت مہدی موعود کا نشان تو مشرق اور مغرب کے رہنے والے سب اُسپر لعنت کرینگے۔ فی حدیث زُرَارَۃ۔ یُقْتَلُ فِیْھَا ثَمَانُوْنَ رَجُلًا مِنْ وُلْدِ فُلَانٍ کُلُّھُمْ یَصْلُحُ لِلْخِلَافَۃِ فَقُلْتُ مَنْ یَقْتُلُھُمْ قَالَ اَوْلَادُ الْعَجَمِ۔ زرارہ کی حدیث میں (جو بغداد یا ایران کا نام ہے) مذکور ہے کہ اسمیں اسّی آدمی فلانے شخص کی اولاد میں کے قتل کئے جائینگے جنمیں کے سب لوگ خلافت کے لایق ہونگے راوی کہتا ہے۔ سوال کیا میں نے (یعنے راوی حدیث نے) کہ کون اونکو قتل کریگا۔ فرمایا عجم کی اولاد (یعنے ایرانی لوگ انکو مار ڈالینگے) حضرت شیخ ابن حجر الہیثمیؒ محدث اہل سنت و جماعت کتاب حدیث صواعق محرقہ میں منجملہ اُن حدیثوں کے جو تفسیر آیہ مبارکہ وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ کی بابت۔ (جو امت محمدی کے موعود امام مہدی اور روح اللہ کے ظہور کی بشارت میں نازل ہوئی ہے اور) بیان فرمائی ہیں لکھتے ہیں۔ (روی الحاکم فی صحیحہ۔ یَحُلُّ بِاُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بَلَاءٌ شَدِیْدٌ مِنْ سُلْطَانِھِمْ لَمْ یُسْمَعْ بَلَاءٌ اَشَدُّ مِنْہُ حَتّٰی

وَالْقَمَرُ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یعنے آفتاب رسول اللہ ہین اور چاند امیرالمومنین ہین۔ یعنے چاند اور سورج قیامت کے دن دونون ملجائینگے جو قرآن شریف مین خدا نے فرمایا ہے۔ اُسکی مفہوم و مراد کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین۔ کہ سورج بمعنے محمدؐ ہے اور چاند بمعنے علی ہے یہ دونون نام قیامت کیدن ظہور مہدیؑ کے زمانہ مین ایک نام مین ملجائینگے۔ چنانچہ حضرت باب مہدی مشہور کا نام علی محمد تھا تو آپ اندونون مبارک ناموں کے جامع تھے۔ کتاب فوائد المخلصین شیعہ مین لکھا ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اِنَّ اسْمَہٗ اِسْمِیْ وَاَنَا اُحْتِ رَجُلِہٖ۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے۔ حضرت مہدی کا نام علی کا نام ہے اور مین اُسکے ماموں کی نیچے یعنے میرا نام علی کی۔ ی۔ کے بعد ہے یعنے علیمحمد ہے اور کتاب حدیث کشف الغمہ شیعہ مین لکھا ہے ھُوَ ذُوْ لَاءِ اِسْمَیْنِ اَلْاَعْلَیْنِ۔ وہ دو اونچے نام والا ہے۔ اور کتاب حدیث مشارق الانوار شیعہ مین لکھا ہے۔ قال اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام اَنَا الْجَانِبُ وَالْجَنْبُ مُحَمَّدٌ۔ فرمایا حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام نے میرا نام ایکطرف ہے اور میرے نام کے دوسرے جانب محمدؐ کا نام ہے۔ یعنے علیمحمد۔ اور حدیث شیعہ کی کتاب کشف الحقایق مین مرقوم ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہٗ۔ قال یا علی اَنَّ لِیْ کَرَّۃً وَلَکَ کَرَّتَیْنِ۔ کَرَّۃٌ قَبْلَ مُحَمَّدٍ وَکَرَّۃٌ بَعْدَ حُسَیْنٍ۔ حضرت رسول خدا سے نقل ہے کہ فرمایا

مہدی ہمارے مین سے ہماری اہل بیت مین کا ہے۔) فخریہ۔ روسے ہے۔
یہ نکہ حضرت فرماتے ہین جیسا کہ شریعت دین محمدی کے جاری کرنیکا فخر و امتیاز
ہم اہل بیت کے لقب والون کو حاصل ہے۔ اسیطرح اس دین کے ختم کرنے اور
نئی حذائی شریعت کی بنیاد ڈالنے کا فخر بھی ہم اہلبیت کے لقب والون ہی کیواسطے
باقی رہیگا۔ مگر اس نکتہ کو وہ شخص سمجھ سکتا ہے جسکو شارعیت یعنے نئی شریعت
جاری کرنیکے اونچے مقام و مرتبہ سے آگاہی ہو۔ اور جسکو اس اونچی رفعت والی
قدرت اور سکتی و قوت اور طاقت ربانی کی معرفت حاصل ہو۔ حضرت
ملا علی القاری ائمہ حدیث حنفی مذہب اوصاف حضرت مہدی کی کتاب
حدیث مین فرماتے ہین۔ ومنہا کما اخرجہ الطبرانی فی الاوسط
من طریق عمر بن علی عن علی بن ابیطالب اللہ قال النبی علیہ السلام
أمنا المہدی ام من غیرنا یا رسول اللہ قال بل منا بنا یختم
اللہ الدین کما فتح بنا وبنا یستنقذون من الشرک وبنا
یؤلف اللہ بین قلوبہم بعد عداوۃ الفتنۃ کما الف بین
قلوبہم بعد عداوۃ الشرک۔ ترجمہ۔ حضرت علی رضی نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ آیا مہدی ہم مین سے ظاہر ہوگا۔
یا ہماری اہل بیت کے سوا کسی غیر قوم کے لوگون مین سے۔
تو حضرت پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ مہدی البتہ ہم مین سے ظاہر ہوگا۔
جیسا کہ دین اسلام ہم سے شروع ہوا ہے اسیطرح ہم ہی سے ختم بھی ہو
جائیگا۔ (یعنے حضرت مہدی خاتم ہین آنحضرت کی نبوت خاصہ کے اور

لَا یَجِدُ الرَّجُلُ مَلْجَاءً فَیَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلًا مِنْ عِتْرَتِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَمْلَاءُ بِہِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جَوْرًا۔ **ترجمہ** حاکم نے اپنے صحیح مین نقل کیا ہے۔ کہ وارد ہوئیگی میری اُمت پر آخر زمانہ مین ایک سخت بلا اونکے بادشاہ کیطرف سے۔ کہ ہرگز نہین سُنی گئی اِس بلا سے سخت تر بلا (اگلے زمانو نمین) یہانتک کہ آدمی پناہ لینے کیلئے جگہ نہین پائیگا۔ پس بھیجیگا خدائے تعالیٰ ایک شخص میری عترت اور اہل بیت مین سے اور بھر دیگا خدا اُسکے ذریعہ سے دنیا مین عدل وانصاف کو جیساکہ وہ بھری ہوگی ظلم اور بے انصافی سے۔ اور طبرانی نے روایت کی ہے۔ اَلْمَھْدِیُّ مِنَّا اَھْلَ الْبَیْتِ یُصْلِحُہُ اللّٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ کَمَا فُتِحَ بِنَا۔ **ترجمہ** حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مہدی ہمارے مین سے اور ہماری اہل بیت مین کا ہے دین اسلام اسکے ظہور کرنے سے ختم ہوجائیگا جیساکہ ہمارے آنے سے دین کا آغاز ہوا تھا۔ انتہی۔ نیز حضرت شیخ حسن عدوی مشارق الانوار (کتاب حدیث اہل سُنت وجماعت) مین بھی اسی حدیث مذکورہ بالا کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین۔ اور بعضے نسخو نمین کتاب صواعق کے طبرانی کی حدیث مذکور بالا کو حاکم کی روایت کی ہوئی پہلی حدیث کے آگے لکھا ہے چنانچہ علم عربی مین جزئی بھر رکھنے والا شخص ان حدیثون کے مضمون کو دیکھکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان حدیثونکو اس ترتیب پر ذکر کرنا کہ المھدی منا اھل البیت

پس علماء اوسنے رنجیدہ اور کشیدہ (یعنے رکاوٹ مین) رہینگے - اسواسطے
کہ وہ اپنے خیال سے یون گمان کرینگے کہ خدا تعالی نے کوئی مجتہد باقی نہین
رکہا ہے جو انکے پیشوا اور ائمہ فقہ کے بعد ظاہر ہووے کتاب (حدیث)
صواعق مین لکہا ہے عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لَیُدْرِکَنَّ الْمَسِیْحُ اَقْوَامًا اَنَّھُمْ لَمِثْلُکُمْ اَوْ خَیْرٌ ثَلَاثًا وَلَنْ
یُّخْزِیَ اللّٰہُ اُمَّۃً اَنَا اَوَّلُھَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُھَا - یعنے فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ ضرور پاوینگین مسیح کو
ایسی قومین جو تمہارے جیسی ہونگین یا تم سے بہتر - تم سے بہتر
تم سے بہتر) - ہوونگین - تین بار فرمایا - اور خدا تعالی رسوا نہین کریگا
اوس امت کو جنکے اول مین مین رہون - اور جنکے آخر مین مسیح رہین -
حضرات شیعہ مذہب کا عام عقیدہ یہ ہے - کہ اونکا بارھوان امام جو امام
حسن عسکری علیہ السلام گیارھوین امام کا فرزند ہے - وہی قائم آل محمد ہے -
اور وہ اپنے ظہور کرنیکے وقت تک ایک موہوم شہر مین جسکو وہ باعتقاد
خود دنیا مین موجود سمجہتے ہین زندہ ہے - مگر اب فن جغرافیہ کے علماء
کی کمال کوشش اور تحقیق سے یہ امر بخوبی منکشف ہوگیا ہے کہ ایسی
کوئی بستی آبادی یا ایسا کوئی شہر صفحہ دنیا پر موجود نہین ہے - علاوہ
ازین ایکہزار دوسو سال تک نوع بشر کیلئے زندہ رہنا بھی قانون
قدرت کے رو سے بالکل محال ہے - حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اکثر حدیثون مین اپنی امت کی عمر کا اندازہ ساٹھ سے ستر برس تک

آنحضرت کی اولاد و عترت اور اہل بیت پاک مین سے ظاہر ہونگے۔) اور لوگ ہمارے ہی ذریعہ سے نجات پائینگے شرک کے خطرون سے۔ اور الفت ڈالیگا اللہ تعالیٰ اونکے دلونمین ہمارے وسیلہ سے فتنہ اور بنکامہ کی دشمنی کے بعد جیسا کہ الفت ڈالی خدا نے۔ اونکے دلونمین شرک کی عداوت کے بعد۔ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے۔ (یعنے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور مین جو البتہ ہماری اہل بیت مین سے ہون گے۔ مذہبی مخالفت کے جھگڑے اور عداوتین رفع ہوجائین گی جیسا کہ بت پرستی کی مخالفتین اور جھگڑے آغاز اسلام مین ہم اہل بیت کے لقب والون کے وسیلہ سے زائل ہوگئے۔ انتہی۔ حدیث کی اس عبارت سے بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت مہدی کا ظہور۔ امت محمدیہ کے دورہ کا ختم۔ اور نئی شریعت کے جاری کرنے کا آغاز ہے۔ تاکہ متفرق ملت و مذہب والون کے دلون مین تالیف اور ملاپ بخشے۔ اور سب امت کے لوگون کو ایک کردے۔ امام عبدالوہاب شعرانی جیسے بزرگ جنپر ان حدیثون کا ثابت ہونا جو ایسی باتون مین آنحضرت صلعم نے فرمائی ہین نہایت صحت اور مضبوطی کے ساتھ منکشف ہوچکا ہے۔ اپنی تصنیف کی ہوئی کتاب "الیواقیت والجواہر" مین حضرت سرور کائنات صلعم کے جوہر کلام کو واضح بیان کرتے ہین۔ قال قدس سرہ یُخَالِفُ فِی غَالِبِ اَحْکَامِہٖ مَذَاہِبَ الْعُلَمَاءِ فَیَنْقَبِضُوْنَ مِنْہُ لِظَنِّہِمْ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَا بَقِیَ یُحْدِثُ بَعْدَ اَئِمَّتِہِمْ مُجْتَہِدًا۔ ترجمہ۔ حضرت مہدی علیہ السلام کی اپنے اکثر احکام مین علماء کے مذہبون سے مخالفت رہیگی۔

کہ جب بار دویم رجعت کریگے اونکی طرف لوٹ آوے گا۔ تو عین جوانی کی عمر مین وہ بھرپور رہے گا۔ پس ہر ایک شخص انپر ایمان لانے مین دیری کرے گا۔ اور اپنے ایمان پر ثابت قدم نہین رہے گا۔ بجز اوس مؤمن کے جس کے خدائی تعالیٰ شانہ۔ ابتدائی خلقت عالم سے پہلے عالم ذر یا عالم میثاق مین اس بات کا عہد و اقرار لے چکا ہے نیز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ نہایت سخت اور بڑی بلا تو یہ ہے کہ۔ تمہارا قائم (مہدی آخرالزمان) عین شباب اور جوانی کی عمر مین ظہور کرے گا۔ اور لوگ سمجھتے ہین کہ وہ بڑی عمر والا (ایکہزار برس کا) بوڈھا ہے جو اپنے بوڈھاپے کی حالت مین ظاہر ہوگا۔ ایضاً مجلسی علیہ الرحمہ نے اسی کتاب بحار الأنوار مین کیفیت ظہور کے باب مین ابو بصیر سے روایت کرکے لکھا ہے۔ کہ اوسنے کہا۔ مین اور ابو بصیر اور علی بن عبد العزیز ابی عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت مین مشرف ہوئے فقلت له انت صاحبنا فقال انی لصاحبکم ثم اخذ جلدة عضده ومدها فقال انا شیخ کبیر و صاحبکم شاب حدث۔ ترجمہ۔ پس کہا مین نے حضرت سے۔ کہ کیا آپ ہمارے صاحب (یعنے مہدی صاحب الزمان) ہین۔ پس فرمایا ضرور مین تمہارا صاحب ہون۔ پھر اپنے مبارک بازو کی چمڑی پکڑ کر کھینچی اور کہا۔ مین بوڈھا اور بڑا (معمر بڑی عمر والا) ہون۔ اور تمہارا صاحب (یعنے حضرت قائم) تو ایک نوعمر نوجوان ہوگا۔ نیز اسی کتاب مین ابی بصیر سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت ابی عبد اللہ نے کہ۔ لیس صاحب هذا الأمر من حاز الربعین۔ ترجمہ۔ وہ شخص اس امر کا مالک

معین فرمایا ہے۔ اور مذہب شیعہ کی صحیح و مسلم حدیثون کے ملاحظہ سے بھی اونکا تقلیدی اعتقاد اونکی کتابون کے برخلاف نظر آتا ہے۔ چنانچہ ہم بعضے حدیثون کو اونکی سند کے ساتھ یہان ذکر کرتے ہین۔ سنت و جماعت والون کا عقیدہ اس بابت مین یہ ہے کہ حضرت مہدی عترت نبوی کے سلسلہ سے پیدا ہونگے اور وہ شیعہ کے اعتقادات کی صریح مخالفت کرتے ہین۔

منجملہ شیعہ مذہب کی کتابون مین سے ایسی دو چار حدیثون کو ہم یہان ذکر کرتے ہین۔ جو اس بات پر دلالت کرتی ہین۔ کہ حضرت مہدی قایم آل محمد اُنکی عین شباب اور جوانی کی عمر مین ظہور کرینگے۔ امید قوی ہے کہ سچے انتظار والون کو بیانات مبارکہ سے پوری ہدایت حاصل ہوجاے۔ مرحوم مجلسی نے بحار الانوار کی مجلد غیبت مین ظہور حضرت قائم آل محمد کی کیفیت مین ذکر کیا ہے۔ کہ ابی بصیر نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ انہ لو خرج القائم لقد انکرہ الناس یرجع الیھم شابا موفقا فلا یلبث علیہ الا کل مؤمن اخذ اللہ میثاقہ فی الذر الاول وقال ایضا علیہ السلام ومن اعظم البلیۃ ان یخرج الیھم صاحبھم شابا وھم یحسبونہ شیخا کبیرا۔ ترجمہ۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جب مہدی قایم ظہور کریگا۔ لوگ اوسکو نہین مانینگے اور انکار کرینگے۔ اسواسطے کہ

جو اسی قرن مین پیدا ہوا ہے - بھلا کیونکر یہ ہمارا قائم اور صاحب امر ہو سکتا ہے - غرض احادیث کے مضمون سے بخوبی واضح ہے - کہ لوگون کا عقیدہ صریحًا جھوٹا ہے - اور قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہے -

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے صفات مین کتاب الکافی مین اوصافِ قائم کے باب مین لکھا ہے - اور اس حدیث کو شیخ کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث لوح فاطمہ سے جو (کلمات قدسیہ الٰہیہ نسبت بحضرت فاطمہ) جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بنابر اعتقاد ائمہ شیعہ روایت کی گئی ہے نقل کر کے بیان فرمایا ہے حدیث یہ ہے - عَلَيْهِ كَمَالُ مُوسٰى وَبَهَاءُ عِيسٰى وَصَبْرُ اَيُّوْبَ فَيَذِلُّ اَوْلِيَاؤُهٗ فِيْ زَمَانِهٖ تَتَهَادٰى رُؤُسُهُمْ كَمَا تَتَهَادٰى رُؤُسُ التُّرْكِ وَالدَّيْلَمِ فَيُقْتَلُوْنَ وَيُحْرَقُوْنَ وَيَكُوْنُوْنَ خَائِفِيْنَ مَرْعُوْبِيْنَ وَجِلِيْنَ تَصْبُغُ الْاَرْضُ بِدِمَائِهِمْ وَيَفْشُو الْوَيْلُ وَالرَّنَّةُ فِيْ نِسَائِهِمْ اُولٰئِكَ اَوْلِيَائِيْ حَقًّا بِهِمْ اَدْفَعُ كُلَّ فِتْنَةٍ حِنْدِسٍ وَبِهِمْ اَكْشِفُ الزَّلَازِلَ وَاَدْفَعُ الْاٰصَارَ وَالْاَغْلَالَ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ - ترجمہ - حضرت قائم کا وجود مبارک موصوف ہے حضرت موسیٰ کے کمال سے اور حضرت عیسیٰ کی نورانیت و جمال سے - اور حضرت ایوب کی صبر و شکیبائی سے آنحضرت کے

اور صاحب الامر نہین ہو سکتا جسکی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو یا چالیس برس تک پہونچی ہو - نیز کافی معتبر کتاب حدیث فرقۂ اثنا عشریہ مین حضرت محمد بن یعقوب کلینی باسناد خود حکم بن ابی یعفور سے روایت کرکے لکھتے ہین اور مجلسی مرحوم بھی کتاب بحار الانوار باب صفات قائم مین یحییٰ بن سالم سے روایتاً حضرت امام ابی جعفر علیہ السلام کے قول کو لکھتے ہین - نیز اسی کتاب بحار مین حضرت مجلسی باب ما روی عن الباقر امّا ہانی ثقفیہ سے روایت کرکے بیان فرماتے ہین - سب کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت مہدی قائم آل محمد صاحب الزمان صاحب الامر علیہ السلام عمر جوانی کے آغاز مین ظہور کرین گے - اور یہ بات انکے اعتقادی موہومات کے برخلاف ہے - چنانچہ جب ان احادیث شریفہ صحیحہ مسلمہ کے مطابق حضرت نقطۂ اولیٰ باب علیہ محمد مہدی موعود اسلام نے اپنی آغاز جوانی کے سن و سال مین ظہور کیا تو وہم و گمان کی بیماری مین گرفتار رہنے والون نے آنحضرت کی تکذیب کی اور جھٹلایا کہ ہمارا "قائم آل محمد" ہزار برس کا بوڈھا ہے نہ اس میرزا علی محمد باب کے جیسا پچیس برس کا کم سن جوان - اور جب آنحضرت کی قائمیت اور مہدویت کا ڈنکا چوطرف بجنے لگا اور ہر ایک شہر مین آوازہ پھیل گیا - تو ادن لوگون نے جنکا پورا تصرف اور دباؤ لوگون پر تھا شور و غل کا ہنگامہ برپا کیا اور کہنے لگے - کہ قائم تو ہزار برس کی عمر والا بوڈھا ابتک جابلقا شہر مین زندہ اور موجود ہے - اور یہ نوجوان کم سن شیراز کا باشندہ ہے -

جمائے ہوئے بیٹھے ہو اور انتظار کر رہے ہو۔ (یعنے حضرت قائم کا ظہور اور جہان کی اصلاح اور خلق کا سدھارا جانا جسطرح سے کہ تمکو قیاساً انتظار ہے اوسطرح پر واقع نہین ہوگا بلکہ) جبتک تم جدا نہ کر دئے جاؤ۔ اور تمہارے مین کے بھلے برے لوگ الگ نہ کر دئے جائین۔ اور خالص نہ کئے جاؤ۔ اور جبتک تم مین کے تھوڑے سے لوگ بطور ندرت کے باقی نہ رہجائین۔ پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیت قرآن شریف کی جو فرمائی ہے حق جل عزّہ نے (اہل اسلام کے حقمین کہ آیا تم ایسا سمجھتے اور گمان کرتے ہو کہ یون ہی چھوڑ دئے جاؤگے حالانکہ حق تعالیٰ جلّشانہ نے تمہارے مین کے کوشش کرنیوالے اور صبر کرنیوالون کو ابھی تک نہین پرکھا ہے) اس حدیث شریف سے بخوبی واضح ہے۔ کہ ظہور الٰہی لوگون کے تراشے ہوئے عقیدون کے برخلاف ظاہر ہوگا۔ بلکہ برحسب آیہ مبارک وافی ہدایہ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔ ترجمہ۔ خدا نہین چھوڑ دیگا مومنون کو ہرگز ایسا کہ جیسے تم نے اپنا بھروسہ جمایا ہوا ہے۔ تا اینکہ اچھے لوگ برون سے تمیز دئے جائین۔ مرحوم مجلسی نے پھر اسی باب مین دوسری ایک حدیث حضرت امام رضا علیہ السلام کی بروایت بزنطی ذکر کی ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت نے۔ ان هذا الامر لیس یجیئ علی ما یرید الناس انما هو امر الله وقضاءه یعنے ظہور حضرت مہدی موعودؑ کا امر لوگون کے حسب دلخواہ اور اونکی خواہش وارادہ کے موافق واقع نہین ہوگا۔ اسواسطے کہ یہ امر الٰہی ہے اور

زمانہ مین اُنکے دوست خوار و ذلیل رہینگے - اور اونکے سر ترک و دیلم کے
کافرون کے سرون کیطرح بطور ہدیہ بھیجے جائینگے - وہ (جان سے) مارے
جائینگے - قتل کیے جائینگے - آگ مین جلائے جائینگے - اپنی زندگی مین وہ ہمیشہ
ترسناک خوفناک اور ڈرتے ہوئے رہینگے - اونکے خون سے زمین رنگی
جائیگی - اور اونکی عورتون اور بچون کے رونے پیٹنے کی فریاد و فغان کا ہنگامہ
برپا ہوگا - (خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ) یہ میرے سچے دوست ہین - اِنکے وجود
کی برکت سے ہر ایک سخت اور تاریک فتنہ کو مین دفع کرون گا - اور لوگون
کے دلون سے تزلزل ڈانواڈولی کی حالت اور اُنکے شک و شبہون کو دور
کرون گا - اور خلق اللہ کی گردنون مین پڑے ہوئے مختلف عقیدون کے
اور مخالفت اور اعمال باطل و دشوار کے زنجیرون کی قید و سختی کے طوق کو
انہی کے ذریعہ سے اوٹھادون گا - پروردگار رحمن کا درود اور تحیت
ہمیشہ انپر نازل ہوتا رہے گا - اور یہ لوگ سیدھے راستہ پر چلنے والے
اور ہدایت پائے ہوئے ہین - انتہی - نیز مجلسی علیہ الرحمۃ نے بحار الانوار
کے باب التمحیص (امتحان کیے جانیکے باب) مین برنصی کی روایت
ابی الحسن علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ فرمایا - أما واللہ لایکون
الذی تمدون الیہ اعینکم حتی تمیزوا وتمحصوا وحتی
لایبقی منکم الا الأندر ثم قال ام حسبتم ان تترکوا
ولما یعلم اللہ المجاہدین منکم ویعلم الصابرین - ترجمہ
ہر آئینہ قسم ہے خدا کی - کہ ہرگز نہین ہوگی وہ بات جسپر تم اپنی نگاہون کو

آنکھ کانی نہونیکی بیان سے پایا جاتا ہے کہ اس جگہ مراد ظہور حق ہے۔
کیونکہ دجّال جیسے جہوٹے باطل کے مقابلہ مین حق کا نام لکہا گیا ہے جو
مطلق خدائتعالیٰ کا نام ہے۔ یا اینکہ۔ ربّ جو پروردگار پاک کا گرامی
نام ہے آنحضرت نے ذکر فرمایا ہے۔ پھر جبکہ بغور تمام ہم اس قرینہ کی حدیثون
کو نظر کرتے ہین تو بدون تاویل واضح طور پر دیکہنے مین آتا ہے۔ کہ آنحضرت
صلعم اپنی امت کو بہت سے دجّالون کے آنیکی خبر دیتے ہین بلکہ بعضے حدیثون
مین دجالون کی عدد اور گنتی کو تیس تک بھی مقرر فرماتے ہین۔ اس بیان سے
خود پایا جاتا ہے۔ کہ شیعہ مذہب والون کے جابلقا کا مہدی موہوم اور
اہل سنّت وجماعت کا موہوم دجّال دونون ایک امر محال۔ اور قانون
قدرت کے برخلاف ہے پھر لوگون کا عقیدہ ہے کہ اوسکا گدہا بھی ہوگا۔
جسکے ایک ایک موئی بدن سے ایک ایک طرحکی جداگانہ ساز ونوا اور
راگ ورنگ کا آواز سنائی دیگا۔ مگر صحیح حدیثون مین ایسی کوئی بات نہین
پائی جاتی۔ جب ہمکو خلق کی وہمی باتون کی جہوٹ کا پتا ملتا ہے۔ تو سچ کی
تلاش کیلئے جانچنے کیواسطے کوشش کرنی لازم آتی ہے۔ کہ یہ باتین کہانتک
سچی ہین۔ آنحضرت کی احادیث مین اس بات کا تذکرہ بھی آیا ہے۔ کہ دجّال
اپنے خروج کے بعد چالیس سال رہے گا۔ اور عیسی بن مریم بھی اپنے ظہور
کے بعد چالیس برس زندہ رہینگے۔ نیز معتبر حدیثون کے رو سے دونون
کے شمائل اور حلیہ مین نہایت مشابہت اور مطابقت پائی جاتی ہے۔
اگر دجّال کے گھونگریلے گیسو لٹکتے ہوئے ہین۔ تو حضرت عیسی کے بھی ہین۔

خدا کا مقرر کیا ہوا کام ہے۔) پھر دوسری حدیث بھی باب التمحیص مین مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن ابن علیؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا علیہما السلام نے لایکون الأمر الذي ينتظرون حتى يبرأ بعضكم من بعض ويتفل بعضكم في وجوه بعض وحتى يلعن بعضكم بعضا وحتى يسمي بعضكم بعضكم كذابين۔ ترجمہ۔ اسطرح واقع نہین ہوگا یہ امر جسطرح تم انتظاری کرتے ہو۔ مگر اینکہ یہ سخت امتحانات اور بلائین جبتک ظاہر نہولین۔ تاکہ تم مین کے بعضے بعض دوسرون سے جدائی اختیار کرین۔ اور ایک جماعت والے دوسری جماعت والون کے منہ پر تھوکین۔ اور ایک فرقہ والا دوسرے فرقہ کو لعنت کرے۔ اور ایک گروہ تم مین کا دوسرے گروہ کو دروغ گو اور جھوٹے کے نام سے پکارے۔)

دجّال کی بابت احادیث فریقین سنّی و شیعہ مین تقریباً ملتا ہوا بیان ہے۔ دجل بمعنی مکر و خیالات اور جھوٹ۔ دجّال۔ بمعنے خیانت کار مکار۔ جھوٹا۔ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک پیغمبر نے اپنی امت کو دجّال سے ہشیار کر دیا اور ڈرایا ہے۔ اور مین بھی تمکو (یعنے امت محمدؐ کو) آگاہ کر دیتا ہون۔ مگر اوسکے پہچاننے کی علامت کو جو کسی پیغمبر نے نہین دی ہے مین تمہین بتلا دیتا ہون۔ کہ وہ ایک چشم کا کانا ہوگا۔ (چنانچہ عام مشہور بات ہے۔ کہ کانا دجّال۔) مگر تمہارا خدا کانا نہین ہے۔ اس حدیث سے پایا جاتا ہے۔ کہ ظہور عیسیٰ بن مریم کی جس جگہ پر ذکر ہے دجّال کی ذکر بھی اوسکے ساتھ ساتھ چلی آتی ہے۔ مگر خدا کی

حالت اونپر طاری ہو جائیگی - بلکہ ذی الخلصہ نام بُت کی پرستش
دوبارہ پھر انمین ہونے لگے گی - پس ان مختلف روایتون سے یہ بات
روشن ہوتی ہے - کہ ایسی باتین جنکا ذکر قرآن شریف مین بالکل نہین ہے
نہ توضیحًا و نہ تلویحًا تو ہرگز وہ اعتماد اور بھروسا کے جانکے لایق نہین ہین -
اگرچہ ہمکو بسبب تصدیق کرنے جماعتِ رواہ کے صحت اقوال کا
ماننا امر ضروری ہوتا ہے - مگر بقول عام واللہ اعلم بالصواب -
کہکر انسے درگذرنا بہتر ہے قرآن شریف لاریب کلام الٰہی ہے - اور
خدا کے فرمانے مطابق سب باتون کا بیان تفصیل وار اسمین مذکور ہے
جب لوگونگے دجّال کا - عیسیٰ کا - یا مہدی کا - اسمین ذکر ہی نہین ہے
نہ توضیحًا و نہ تلویحًا تو پھر اس قطعی الدلالہ کلام الٰہی کے سوا ظنی الدلالہ -
روایتون پر اعتماد کیونکر کیا جا سکتا ہے - جس بات کا داخلہ یا بالکل
قرآن سے نہین ملتا - تو دوسری باتون کا کیا بھروسا - حدیثون کی
جمع آوری و تدوین آنحضرت کی ہجرت کے تیسری صدی مین ہوئی ہے
اور قرآن شریف کلام قدیم حضرت باری عزّ اسمہٗ ہے - پس عقل سلیم اور
فطرت پاک ہمکو اس بات پر مجبور کرتی ہے - کہ دجّالون کے مکر کو دجّال
صفت خود پرستون کیلئے چھوڑ دین - اور حق کو حق کی دلیلون سے تحقیق
و تمیز دیکر مان لین - وجودہ أثباتہ دلیلہ آیاتہ - سبحان
من لا یعرف بغیرہ - ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وی رو متاب

فقط قدمین دجّال پست قد ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی دونون آنکھین تندرست اچھی حق ہین اور بے عیب ہین۔ اور دجّال
کی ایک آنکھ مین پھلّی ہے۔ یا اینکہ بے نور ہے اگرچہ اچھی ہے۔ اور حق سے
اغماض کرینکے رہو کانی ہے۔ مگر جبکہ آنحضرت صلعم نے عیسیٰ علیہ السّلام کو مکّہ معظّمہ
مین طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو دجّال کو بھی اسیوقت مکّہ کا طواف
کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا ہے۔ دونون بھی ہمشکل بشکل بنی آدم تھے۔ کوئی ایسی
عجیب الخلقت حیرت انگیز اوصاف کے ساتھ دیکھنے مین نہین آئے جیساکہ
لوگون کے درمیان مین بالفعل مشہور ہے۔ جب آنحضرت نے ایسی موہوم
شکل دیکھی ہی نہین تو آپ کیونکر بیان فرما سکتے تھے۔ بعض حدیثون مین
ابن صیّاد نام والے یہودی کو جو آنحضرت کی بعثت کی زمانہ مین موجود
تھا۔ حضرت عمر رضؓ وغیرہ اصحاب قسمیہ کے روسے دجّال کہتے ہین۔
دوسری حدیثون مین بری صفت والے علماء کو جو قوم مین تفرقہ ڈالکر انکو برباد
اور گمراہ کرتے ہین دجّال کا لقب دیا ہے کہ علماء السّوء جاہلۃ القوم
خلاصۂ مقال چونکہ آنحضرت صلعم نے از روئے کشف اپنی امت کے مآل کار
اور آخر زمانہ مین انکی اس موجودہ تباہ حالت کو ملاحظہ فرمائی۔
تو آپ کو اپنی امّت کے حال پر نہایت رحم آیا۔ چنانچہ اکثر حدیثون مین
آنحضرت نے اس امّت کی عاقبت بخیر ہونیکے لئے دعا فرمائی ہے۔ اور
پیشگوئی کے طور پر ارشاد کیا ہے۔ کہ میری امّت پتھر اور لکڑیون اور
عورتون کی پرستش کرنے لگیگی گے۔ اور ایّام جاہلیت کے کفر کی سی

نقل کی یہ حدیث ابو داؤد نے۔

ایضاً باب العلامات بین یدی الساعۃ وذکر الدجال۔ فصل پہلی۔

وعن عمران بن حصین قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما بین خلق آدم الی قیام الساعۃ امر اکبر من الدجال رواہ مسلم

ترجمہ حصین کے بیٹے عمران رضؓ سے روایت ہے۔ کہ کہا۔ سنا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے۔ آدم کی پیدائش اور روز قیامت کے درمیان مین دجال سے بڑھکر ایک بہت بڑا امر (آنیوالا) ہے۔ نقل کی ہے یہ حدیث مسلم نے۔ وعن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یخفی علیکم ان اللہ لیس باعور وان المسیح الدجال اعور عین الیمنی کأن عینہ عنبۃ طافیۃ متفق علیہ۔ ترجمہ روایت ہے عبد اللہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ تمپر پوشیدہ اور چھپا ہوا نہین رہیگا۔ (یعنے بیشک تم اور سب پاک پروردگار کو اوسکی پاک صفاتون سے پہچان لوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کانا نہین ہے یہ مطلب غور طلب ہے۔ بجائے اینکہ آپ مسیح ابن مریم اور دجال مین فرق کرنیکا طریق سکھلاتے برعکس بیان فرمایا کہ اللہ پاک مین اور دجال مین فرق کرنے کیلئے بیان فرمایا ہے مین) اور تحقیق مسیح دجال داہنی آنکھ کا کانا ہے گویا کہ آنکھ اوسکی انگور اگئی ہوئی پھولی پڑی ہوئی بے نور ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے صاحب شرح مشکوٰۃ کا قول ہے کہ مراد و معنے اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ دجال ناقص الاعضاء ہوگا۔ پس ناقص کے مقابلہ مین۔ ذات کامل الصفات ہے اور خدا کا پوشیدہ نرہنا۔ یعنی اور حقیقت اعظم کے مظہر اتم۔ شئونات کمالیہ اسماء وصفات الٰہی

مشکوٰۃ شریف کے حصہ ۴۔ کتاب الفتن باب قصہ ابن صیاد۔ فصل اول
مین مذکور ہے وعن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر بن عبد اللہ
یحلف باللہ انّ ابن الصیاد الدجّال قلت تحلف باللہ قال
انّی سمعت عمر یحلف علی ذالک عند النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم
فلم ینکرہ النبیّ ص متفق علیہ۔ ترجمہ اور روایت ہے محمد بن منکدر
تابعی سے کہا دیکھا مین نے جابر بن عبد اللہ رض کو کہ خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا
ابن صیاد ہی دجّال ہے۔ مین نے کہا (کیون) قسم کھاتے ہو تم اللہ کی (یعنے
جو بات یقینی نہین ہے اوسکے لئے کیون خدا کی قسم کھاتے ہو تم) کہا جابر رض نے
سنا ہے مین نے کہ عمر رض قسم کھاتے تھے اس بات پر (کہ ابن صیاد ہی دجّال ہے)
رسول خدا کے حضور مین اور انکار نہین کیا (عمر کے کلام سے) رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلّم نے متفق علیہ ہے یہ حدیث ایضاً فصل دوسری۔ عن نافع کان
ابن عمر یقول واللہ ما اشکّ انّ المسیح الدجّال ابن صیاد
رواہ ابو داؤد والبیھقی فی کتاب البعث والنشور۔ ترجمہ
نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر کہتے تھے قسم ہے اللہ کی مین شک نہین کرتا
کہ ابن صیاد ہی مسیح دجّال ہے۔ نقل کی یہ ابو داؤد اور بیہقی نے کتاب البعث
والنشورہ مین۔ وعن جابر قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرّۃ
رواہ ابو داؤد۔ ترجمہ۔ روایت ہے جابر رض سے کہا کہ گم کیا ہمنے
حرّہ کے دن ابن صیاد کو (یعنے جس دن یزید بن معاویہ اہل مدینہ سے لڑا
اور انپر غالب ہوا۔ اوسدن ابن صیاد ہماری نظرون سے گم ہو گیا۔)

عنبة ط فيه كاشبه من رأيت من الناس بابن قطن
واضعا يديه على منكبي رجلين يطوف بالبيت فسألت من هذا
فقالوا هذا المسيح الدجال متفق عليه وفي رواية قال في
الدجال رجل أحمر جسيم جعد الرأس أعور عين اليمنى
اقرب الناس به شبها ابن قطن - ترجمہ - اور عبداللہ بن عمر سے
روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آجکی رات
مین نے اپنے کو کعبہ کے پاس دیکھا - پس دیکھا مین نے ایک گندم گون شخص
بہتر اون گندم گون اشخاص مین سے جنکو تو دیکھتا ہے - اوسکے کاندھے
پر لٹکے ہوئے بال تھے - بہتر اون بالون سے جنکو تو کاندھون پر لٹکے
ہوئے دیکھتا ہے - تحقیق اوسنے اون بالون کو کنگھی کی ہے - پس اون
(زلفون) بالون مین سے پانی ٹپک رہا ہے - اسحال مین کہ وہ تکیہ کئے ہوئے
ہے دو شخصون کے مونڈھون پر طواف کرتا ہے خانہ کعبہ کا - پس پوچھا
مین نے کہ کون ہے یہ - پس کہا اوسنے کہ یہ مسیح ابن مریم ہے - فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے - پھر اتنے مین مین نے دیکھا ایک مڑے ہوئے
بال والے شخص کو - جسکی زلفین مرغولہ دار گھونگھر والی تھین - داہنی آنکھ کا
کانا تھا گویا اوسکی آنکھ انگور لالئی ہوئی بے نور ہے - (یعنے وہ دیکھ نہین سکتا
داہنی آنکھ سے) اون لوگون مین سے جنکو مین نے دیکھا ہے - ابن قطن
(مذکور بالا عبدالعزی ابن قطن یہودی) سے بہت مشابہ ہے اور ملتا ہے
اس حالت مین کہ وہ اپنے دونون ہاتھون کو دو شخصون کے موڈھون پر

لیساتھ کامل ہون گے۔ اور اونکا وجود توحید ذات باری کی آیت اور نشانی ہوگی
اسلیے وہ حق بین وحق نما ہون گے۔ اور وہ مسیح الٰہی یعنے خدا کے دست فضل وعنایت
سے قدرت اور سلطنت کے تیل اور روغن کے ساتھ مسح کیے گئے ہون گے۔
مگر دجّال اونکے مقابلہ مین مشرق وخود بین اور کج بین ہے۔ اور عام لوگون کا مسیح
جسکو لوگون نے اپنے اوہام اور تقلید کے ہاتھون سے خطرات نفسانی وخیالات
شیطانی اور خود پرستی وخود بینی اور خود خواہی کے تیل سے مسح کیا ہے۔ تو لوگون
کا بنایا ہوا شرک کا وہی سرکنڈہ دجّال ہے۔ اور خدا کا مسح کیا ہوا مسیح مظہر جمال
وجلال ذات پروردگار عزیز متعال ہے۔ دوسری حدیث مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم دجّال کو عبد العزّی بن قطن سے تشبیہ دیتے ہین۔ بقول شارحین یہ ایک
یہودی کا نام ہے۔ اور یہ شخص مشرک اور حضرت عیسیٰ وحضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر تھا۔ اور ظہور اللہ کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے
تشبیہ دینا خود اس بات کا مؤید ہے۔ کہ ظہور مظہر حقیقت کبریٰ اپنی مقدس
صفاتون مین غیر حق سے ممتاز ہے۔ ایضاً باب مذکور وفصل مذکور مین۔

وعن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال
رأیتنی اللیلۃ عند الکعبۃ فرأیت رجلاً آدم کاحسن ما
انت راءٍ من أدم الرجال لہ لمّۃ کاحسن ما انت راءٍ من اللمم
قد رجلّھا فھی تقطر ماءً متکئاً علی عواتق رجلین یطوف
بالبیت فسئلت من ھذا فقال ھذا المسیح ابن مریم قال
ثم اذا انا برجلٍ جعدٍ قططٍ اعور العین الیمنیٰ کان عینہ

فرمانا محقق و معین ہے - اور خانۂ کعبہ کا طواف بھی اوس حقیقت اعظم
ذات غیب الغیوب باری تعالیٰ سبحانہ کے عرش اعظم کا طواف ہے -
دجّال کا دو آدمیون کے ٹیکے سے اپنے شرک و بدعت اور دعوی باطل کو
پھیلانا بھی نفس شیطانی اور نفس حیوانی شہوانی والی دو قوتون کی
شخصیت پر تکیہ اور سہارا لیکر - طواف خانۂ کعبہ کرنا - یعنے جب کہ وہ بصورت
ظاہر اپنی زبان سے کلمۂ توحید پڑھتا ہے - اور دل بخواہ اپنی ہوا و ہوس
نفسانی کے راستہ پر چلتا ہے - اس امر کے منافی نہین ہے - کہ وہ خود کو موحد
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین حساب کرے - اوسکی داہنی آنکھ
یعنے چشم حق بین کا کانا رہنا درحقیقت اوسکی شناخت کیلیے بڑی نشانی ہے
پھر اس حدیث کے منافی و برخلاف دوسری ایک حدیث مین آنحضرت نے
اوسکے بائین آنکھ کے کانی ہونیکی خبر دی ہے - پھر ایک حدیث مین حضرت
ختمی مآب ارشاد فرماتے ہین باب مذکور مشکوٰۃ کی دوسری فصل مین لکھا ہے -
عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من سمع بالدجّال فلینأ منہ فواللہ ان الرجل لیأتیہ وھو یحسب
انہ مؤمن فیتبعہ مما یبعث من الشبہات رواہ ابوداؤد -
ترجمہ - عمران بن حصین سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص دجّال کے نکلنے کی خبر سنے پس چاہیئے کہ اوس سے دور
رہے - پس قسم ہے اللہ کی کہ تحقیق شخص آوے گا البتہ دجّال کے پاس
اور سمجھیگا اوس (دجّال) کو کہ تحقیق یہ مومن ہے - پس وہ متابعت کرے گا

رکھے ہوئے خانۂ کعبہ کا طواف کرتا تھا۔ پس پوچھا مین نے کہ کون ہے
یہ شخص۔ پس کہا انھون نے کہ یہ مسیح دجّال ہے یہ حدیث متفق علیہ ہے بخاری
اور مسلم نے نقل کی ہے۔ اور ایک روایت مین آیا ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دجال کی شناخت مین۔ کہ وہ ایسا شخص ہے جسکا رنگ سرخ
قد کوتاہ۔ بدن فربہ۔ سر کے بال گھونگھر والے۔ (اور) داہنی آنکھ اوسکی کانی ہے
لوگون مین بہت نزدیک اوس سے مشابہت رکھنیوالا ابن قطن ہے) اس
حدیث شریف سے بھی شمائل حضرت عیسیٰ۔ اور دجّال کا حُلیہ ہے۔ دونون
کا طواف کرنا خانۂ کعبہ کو۔ اس حالت مین کہ دونون بھی دو آدمیون کے
مونڈھون پر ہاتھ دہر کر ٹیکا کئے ہوئے طواف کرتے ہین۔ مطلب نہایت
واضح نظر آتی ہے۔ حق و باطل یعنے سچّا اور جہوٹا مدّعی۔ اگرچہ بظاہر دونون
مشابہت رکھتے ہون گو اخول شخص دوبین کی نظر اس شناخت سے
عاجز رہے۔ مگر حق کی کامیابی۔ اور باطل کی محرومیت و ناکامی شناخت
کیلئے کافی ہے۔ یا اینکہ اگرچہ مدّعی حق و باطل دونون کا مأخذ اور تمسّک یا
اعتماد و بھروسے کا مرکز ایک ہی ہو۔ مگر مدّعی حق۔ حق بین بصیرت کے ذریعہ
سے جو کچھ کہے سچّا ہووے۔ اور مدّعی باطل اوسکے مقابلہ مین بسبب کور
باطنی کے جو کچھ کہے جہوٹا ہو جاے۔ جیسا کہ حضرت مسیح ابن مریم کا دو شخصون کے
مونڈھون پر تکیہ کرنا یعنے۔ حضرت بہاء اللہ کا حضرت نقطۂ اولیٰ۔ سیّد علی
محمّد باب مہدی کو داہنے طرف اور حضرت مرکز میثاق عبد البہاء کو بائین
طرف رکھ کر۔ دین الٰہی کو ان دونون کے ٹیکے اور سہارے سے اشاعت

۲ - تمیم داری کی حدیث مین - دجّال کو کسی جزیرہ مین قید کیا ہوا دیکھنا - چنانچہ آجدن تک بحر سفید مین جزیرۂ قبرس کو شیطان جزیرہ سمی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکا بسبب دجّال کے قید بند رہنے کے ہے -

۳ - عبد العزّی بن قطن یہودی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین دجّال سے مشابہت رکھنا -

۴ - بیانات مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ تین دجّال آنحضرت کے زمانہ مین موجود تھے

۵ - پھر ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے - کہ جو لوگ آنحضرت کے زمانہ مین موجود تھے ایک سو برس تک زندہ نہین رہینگے چنانچہ اون تینون دجّالون کا مرجانا بھی لوگون کے مرنیمین شامل ہے -

۶ - دوسری حدیث مین آیا ہے - کہ دجّال چالیس روز دنیا مین رہیگا - اور ایک حدیث مین مذکور ہے - کہ دجّال چالیس برس دنیا مین زندگی کریگا -

۷ - اوس زمانہ کی بابت مذکور ہے - کہ اوسدنون مین ایکدن ایک سال جیسا اور ایکدن ایک مہینہ کا - اور ایک دن ہفتہ کے برابر کا ہوگا - اور باقی ایام معمولی ہونگے - اور دوسری حدیث مین فرمایا ہے - کہ وہ دن ایسے ہونگے کہ جیسے ایک سوکھی لکڑی کو آگ لگے اور ترنت ہی جل جائے -

۸ - ایک حدیث مین فرمایا ہے - کہ دجّال جوان ہوگا - دوسری حدیث مین وارد ہے - کہ دجّال کا وجود آنحضرت کے زمانہ سے موجود ہے - جس سے پایا جاتا ہے - کہ گویا اب دجّال تیرہ سو سال کا پیر نابالغ ہے - جیسا کہ فرقہ یہود کا موسیٰ پیغمبر بنی موسیٰ کے شہر مین تین ہزار سال کا زندہ ہے اور شیعہ کا مہدی

اوس (دجّال) کی اون امورمین جس سے پیدا ہون گے شکوک اور شبہات
یعنے (دجّال) لوگون کے دلونمین شک شبہہ پیدا کرنیوالی باتین ایجاد کریگا
اور انکو خلق مین رواج دیگا۔ چنانچہ اوسکی ظاہری بات چیت اور اسلامی صورت
کو دیکھکر ہر ایک شخص دھوکے مین آکر ایسا سمجھیگا کہ یہ (دجّال) پکّا مؤمن محمدی
ہے۔ یہ روایت کی ہے یہ حدیث ابوداؤد نے) نیز اسی فصل مین آنحضرتؐ نے
دجّال کیلئے چالیس سال کی مدّت معیّن فرمائی ہے۔ جیساکہ حضرت مسیح
ابن مریم کی بابت بھی چالیس برس مقرر کئے ہین۔ پھر دوسری حدیث مین
اسی فصل مین لکھا ہے۔ کہ اصحاب نے آنحضرتؐ سے سوال کیا۔ کہ مزدج
دجّال کے دلون مین ہمارے دلون کی حالت کیسی رہیگی۔ تو درجواب حضرتؐ نے
ارشاد کیا۔ کہ جیسے آج تمہارے دل ہین اوسدن مین بھی آج کے جیسے ہونگے۔
شارحین حدیث کا قول ہے۔ کہ ایمان والا اوسدن اپنے ایمان مین ثابت
و مستقیم رہے گا۔ اور منکر کا دل انکار مین مبتلا ہوجائیگا۔ اس حدیث سے
سمجھا جاتا ہے۔ کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم آیۂ شریفہ كَمَا بَدَاَكُمْ
تَعُوْدُوْنَ (جیسی تمہاری ابتدائی حالت ہے ویسی ہی انجام کار مین بھی
مزدر ہوگی یعنے جیسا بدا رہے ویسا ہی عَوْد ہوگا) کی تصریح فرمارہے ہین۔
(لایحہ) دجّال کے بارے مین۔ ایسی ایسی مختلفہ جو ایک دوسریکی
نقیض ہین مشکوٰۃ شریف مین موجود ہین جنکی مطابقت دشوار ہے۔ مثلاً۔
۱۔ دجّال کا حضرت عیسیٰ مآب کی بعثت کے زمانہ مین موجود رہنا۔ اور
حضرت عمرؓ کا۔ ابن صیّاد کو دجّال کہنا پھر قسم کہاکر کہ یہی دجّال ہے۔

کہ اتباع دجّال نہایت آسودہ حال ہونگے۔ اور انکے مویشی خوشحال رہینگے ۔

۱۵ ۔ ایک حدیث مین آیا ہے۔ کہ دجّال سے مراد ایک خاص شخص ہے مگر دوسری حدیث مین فرمایا ہے۔ کہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کو دجّال سے ڈرایا ہے۔ اور آنحضرت کی امّت مین بہت سے دجّال ظاہر ہونگے۔

۱۶ ۔ ایک حدیث مین ہے۔ کہ دجّال مین مارنے اور جلانے کی قدرت ہے حال آنکہ محیی اور ممیت بجز خدا کے کوئی نہین۔ پس یہ باور دجّال کا کیسا ہے وغیر ذالک ایسی مختلف حدیثین بہت سی ہین۔ فمن شاء فلیرجع۔ یہ بیان اغلب مشکوٰۃ شریف سے لکھا گیا ہے جو اکثر مقامات مین بآسانی دستیاب ہو سکتا ہے ۔

روی عن ابی داؤد والترمذی فی صحیح احادیثھم۔ عن ثوبان عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الی یوم القیامۃ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی المشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان۔ وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ۔

الی آخر الحدیث) ترجمہ۔ حضرت امام ابوداؤد اور حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی صحیح حدیثون مین۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (جب تلوار رکھی جائیگی میری امت مین تو قیامت

ہزار سال کا۔

۹ ۔ ایک حدیث کا بیان ہے۔ کہ دجّال اپنے ہمراہ جاہ و جلال اور حشمت اور دوزخ و بہشت لائیگا۔ دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے۔ کہ دجّال روٹی اور پانی تک کیلئے محتاج ہوگا۔

۱۰ ۔ ایک حدیث مین روایت ہے۔ کہ دجّال مکہ معظمہ اور مدینہ طیّبہ مین داخل ہونے نہ پائیگا۔ دوسری مین فرمایا ہے۔ کہ بچشم خود آنحضرت نے اوسکو مکہ معظّمہ مین طواف کرتے ہوئے دیکھا۔

۱۱ ۔ ایک حدیث کا منطوق ہے۔ کہ دجّال دائین آنکھ کا کانا ہے۔ دوسری حدیث کا مذکور یہ ہے۔ کہ اوسکی بائین آنکھ عیب دار ہے۔

۱۲ ۔ ایک جگہ روایت ہے۔ کہ دجّال کی آنکھ انگور کیطرح ابھری ہوگی۔ دوسرے مقام مین مروی ہے۔ کہ اوسکی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی۔ اور ابھری نہ ہوگی۔

۱۳ ۔ ایک حدیث فرماتی ہے۔ کہ شام اور عراق کے درمیان سے خروج کرے گا۔ دوسری مین وارد ہے۔ کہ مشرق زمین سے نکلیگا۔ تمیم داری نے مغرب کیطرف ایک جزیرہ مین اسکو دیکھا۔ جو آجتک جزیرۃ الشیطان کے نام سے مشہور ہے۔

۱۴ ۔ ایک حدیث کا بیان ہے۔ کہ قرب خروج دجّال کے زمانہ مین تین سال تک قحط شدید رہیگا جسکی انتہا مین دنیا کی یہ حالت ہوجائیگی کہ کچھ بھی باقی نہین رہے گا۔ پھر دوسری حدیث اسکے نقیض مین فرماتی ہے

لایحہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بیان مین

مشکوٰۃ شریف کے باب العلامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال۔
فصل اول مین لکھا ہے۔ وعن النواس بن سمعان قال ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الدجال فقال ان یخرج وانا فیکم فانا حجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرء حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم۔
ترجمہ۔ روایت ہے نواس بن سمعان رض سے کہ کہا اوسنے ذکر کیا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا حال۔ پس فرمایا۔ اگر نکلے دجال۔ (ایسے حال مین) کہ مین تمہارے درمیانمین موجود ہون پس مین جھگڑنیوالا ہون اوسکے ساتھ تمہارے بدلے مین۔ اور اگر خروج کرے (دجال) اور نہین ہون مین تمہارے درمیان مین (یعنے میری وفات کے بعد) پس ہر ایک شخص اپنی ذات کیلیے جھگڑنے والا ہوگا اور خدا تعالیٰ میرا وکیل اور خلیفہ ہے ہر مسلمان پر۔ انتہی۔ اس بیان مین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دجال کا حلیہ بیان فرماتے ہین۔ امت کو اوس کے فتنہ سے بچنے کیلیے دستور العمل دیتے ہین اوسکی چالیس سال کی زندگی کا حال ارشاد کرتے ہین۔ اور اس مدت مین لوگون کے گمراہ ہوجانیکے احوال کو اور اوسکے عجیب و غریب حیرت خیز کامون کے ظاہر کرنیکو تصریح فرماتے ہین۔ پھر حضرت مسیح بن مریم کے

کے دن تک نہین اٹھائی جائیگی اسلیے درمیان مین سے - اور قیامت
برپا نہین ہوگی جبتک کہ میری اُمت مین کی بعضی جماعتین اور فرقے مشرک
نہو جائین - اور بعضی جماعتین اور فرقے کے لوگ بت پوجنے نہ لگین - اور بیشک
میری امّت مین تیس آدمی جھوٹے ہونگے - سب اپنے آپ کو خدا کا نبی سمجھینگے
حدیث کے آخر تک دیکھو - خلاصۂ بیان مبارک یہ ہے - کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو ان امور سے آگاہ فرماتے ہین - جو قیامت برپا
ہونیسے بیشتر وقوع مین آنیوالے ہین - پہلے امتیون کا آپسمین قتل وخون
کرنا قیامت تک باقی رہے گا - اور ثانیاً مسلمانون کا مشرک ہو جانا
زندہ اور مردہ مورتون کو پوجنا - اور انکو خدا کی نزدیکی دلانیکا ذریعہ ٹھہرانا
پھر حضرت کی امت مین سے تیس آدمی ایسے نکلینگے - جو خود کو حضرت کی
امت کہلوا کر اپنے آپ کو خدا کا پیغمبر اور نبی سمجھینگے - اور لوگون کو گمراہ
کرینگے - چنانچہ پنجاب وغیرہ ملکون مین صلے اللہ علیہ وسلم اور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے وصف نبوی مین شرکت کرنیوالے بہت سے ہوئے

فلنأخذهم ربك اخذ غيرين مقتدر

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے خدا کی کہ جسکے ہاتھون مین میری زندگی ہے - بالضرور نہایت نزدیک ہے وہ وقت کہ اوترے تمہاری قوم مین مریم کا فرزند ایسے حال مین کہ وہ صاحب حکم اور عدل و انصاف والا ہوگا (یعنے مسیح موعود ضرور تمہاری اسلامی اُمّت مین سے آئیگا - اور دوسری کسی امّت مین سے نہین آئیگا - جیسا کہ ملّت نصاریٰ اور دوسری ہر ایک قوم و ملّت کے لوگون کا انتظار ہے - کہ وہ موعود کل اہل عالم اور ملل اونکی قوم و امّت مین کا ہوگا - مگر آنحضرت اپنی امّت کے حال پر رحم فرماکر اونکو یقین دلاتے ہین - اور دوسرون کے عقیدہ کی تردید فرماکر ارشاد کرتے ہین - کہ وہ موعود کل امم ضرور تمہارے مین سے ہوگا - اور حاکم علی الاطلاق ہوگا - نہ محکوم - کسی کا تابع نہین ہوگا - بلکہ متبوع اور صاحب حکم مطلق ہوگا - اور منصف ہوگا - یہ تفسیر ہے اوس آیہ کریمہ کی جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے - ولکل امّۃ رسول فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون - یعنی - اور ہر ایک امت کیلئے ایک مقرر کیا ہوا رسول ہے - پس جب آتا ہے اونکا رسول یعنے خدا کا بھیجا ہوا فیصلہ کرتا ہے اونکے درمیان بین الانصاف کے روسے - اور وہ لوگ پھر ظلم نہین کیے جاتے (سورۂ یونس - ۱۱ پارہ - رکوع ۹) کیونکہ ہر ایک امّت کے لوگ اونکے موعود کے ظہور فرمانیکے آگے - اپنے اگلے دین مین خود کو مومن خالص اور سعید دو جہان اور مقبول درگاہ یزدان یقین کرتے ہین - اسی گھمنڈ مین وہ اترائے اور دوسری امّتون پر فخر کرتے ہوئے رہتے ہین کہ

اوترنے کی حالت سے آگاہ کرتے ہین - اونکے ہاتھون سے دجّال کا
قتل کیا جانا - شمائل حضرت عیسیٰ کا بیان - اور ایک قوم کا جو دجّال کے
مکر سے بچے ہوئے ہونگے حضرت کے حضور مین آنا - اور حضرت کا نوازش فرمانا -
اور اونکو جزا مین بہشت کے مراتب اور درجونکا عطا کرنا - یاجوج وماجوج
کا نکلکر طبریہ کی نہر پر آنا - اور بغاوت وفساد کرنا - خدا پر تیر پھینکنا -
حضرت روح اللہ کا اصحاب کے ساتھ حصار (والے قلعہ) مین بند ہوجانا -
پھر دوسری کیفیتون کے واقع ہونیکے بعد ایک خوشبودار ہوا کے ذریعہ سے
مؤمن مسلمانون کی ارواح کا قبض کیا جانا - اور شرارت وفساد والے
لوگون کا باقی رہ جانا - اور انپر قیامت کا آجانا وغیر ذالک آخر حدیث
تک اخبار وآثار بیان فرماتے ہین - چونکہ حدیث طولانی ہے اسواسطے
پوری حدیث کے لکھنے کی یہان گنجایش نہین ہے - ایضاً کتاب
مذکور کے باب نزول عیسیٰ فصل اول مین لکھا ہے - عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم والّذی نفسی
بیدہ لیوشکنّ ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً
فیکسر الصّلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال
حتّٰی لایقبلہ احد حتّٰی تکون السّجدۃ الواحدۃ خیراً
من الدّنیا وما فیھا ثمّ یقول ابوھریرۃ فاقرءوا ان شئتم
وان من اھل الکتاب الّا لیومنّن بہ قبل موتہ - الآیۃ -
متّفق علیہ) ترجمہ - حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے - کہ فرمایا

اور بے نہایت (روحانی علوم سے) مال و دولت کو بخشش کرین گے
(اگر ظاہری مال و دولت کا بخشنا یہان سمجھا جاے تو یہ بات بخوبی واضح ہے
کہ خدای تعالی نے قرآن مین ہر ایک جگہ دنیا کے مال و دولت کی مذمت
بیان فرمائی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نے بھی بیان کیا ہے کہ دولتمند کا
ملکوت الہی مین داخل ہونا دشوار ہے علاوہ ازین خدا نے خود اپنے
حبیب محمد صلعم کو دنیا کی توانگری ہرگز نہین دی اگر یہ توانگری خدا کے پاس
پیاری ہوتی تو اوسکے پاک حبیب و محبوب محمد صلعم کے سوا کون اوسکے لائق
اور سزاوار تھا۔ مگر اسطرح کا انکو استغنا دیا کہ انکو اپنے اسم یا غنی کا مظہر
بنایا۔ اور مصدر لا مانع لما اعطیت گردانا یعنے اوسکی بخشش کو
کوئی روکنے والا نہین ہے) اتنی بہتایت کے ساتھ بخشش فرماوینگے
کہ کوئی قبول نہین کرسکیگا۔ یہانتک کہ ایک سجدہ (جو مانند آیۂ واسجد و
اقترب کے ہے "سجدہ کر اور نزدیک ہوجا" کی مصداق کا ہوگا) دنیا
کی سب چیزون سے افضل و بہتر ہوگا (اون ایمان والون کے پاس)
پھر کہتے ہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پس پڑھو اگر تم چاہو (یہ آیت) اور نہین ہے
کوئی اہل کتاب سے مگر کہ ضرور ایمان لائیگا عیسیٰ پر اوسکے مرنے سے پہلے
(پڑھو ساری آیت کو) یہ نقل کی ہے بخاری و مسلم نے) وعنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینزلن ابن مریم
حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر
ولیضعن الجزیۃ ولیترکن القلاص لا یسعی علیہا

اتنے مین اچانک اونکا موعود ظہور کرتا ہے - اور سچے کو سچا مومن - اور جھوٹے کو (حقیقت کے رو سے انصاف کرکے) جھوٹا بنا دیتا ہے سعید کے نام والے کو شقی کر دیتا ہے - اور شقی کے کام والے کو بمجرد اقبال و توجہ خالص مومن و مقرب درگاہ کبریائی کا امتیاز دیتا ہے - اور اوسکے کیے ہوئے فیصلہ کو جو بحکم خدا وہ فیصلہ کرتا ہے - کوئی ہیر پھیر کر نہین سکتا) (ترجمہ) "صلیب کو توڑیگا" (صلیب جو علامت ہے کفر و شرک کی یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم نصاریٰ کو جزیہ لیکر چھوڑ دیا - مگر اونکی اونکی دینی بدعتون کو نہین سدبار اکیونکہ وہ اشاعت دین محمدؐ کے مانع نہ تھے اسلئے فلا ینازعنک فی الامر قرآن مین فرمایا ہے - پھر زمان آخر مین اونکو اعتقاداً مسیح کی رجعت کا یعنے حضرت عیسیٰ کے پھر دوبارہ آنیکا انتظار تھا - اسواسطے فرمایا کہ جب اونکا اعتقادی مسیح آئیگا اونکی قوم نصرانیت مین سے نہین آئیگا - بلکہ آنحضرتؐ کی امت مین کا ایک شخص روح الٰہی کیساتھ آئیگا - جیسا کہ اونکی اعتقاد مین بھی ہے روح لتسلی دھندہ - جب آئیگا تو اونکے معتقدات کو اور شرک و تثلیث کو باطل ٹھہرائیگا - اور صرف توحید و معرفت الٰہی کی نعمتین عطا فرمائیگا - (ترجمہ) "اور سور کو قتل کریگا" - (یعنے حرام کو نابود کر دیگا - جو سب بدکاریون کی جڑ ہے) اور جزیہ کو موقوف کر دیگا" (یعنے اونکا کوئی عذر قبول نہین ہوگا اور بجز ایمان لانیکے کوئی دوسرا حیلہ حوالہ انکے لیے نہین رکھیگا چنانچہ قرآن شریف مین بھی جو گونگی معذرت قبول نہ ہونیکا بیان اکثر مقامات مین آیا ہے -)

کمپنیان قائم ہوگئی ہین اور وہان گورنمنٹ بھی بڑی کوشش سے ان سب
باتون کا سرانجام اور انجام دے رہی ہے) - اور البتہ آپسمین کینہ اور بغض اور
دشمنی وحسد کرنا لوگون (کے دلون) مین سے جاتا رہیگا - اور البتہ بلائے
جائینگے مال کیطرف (یعنے دنیا کے فانی مال کیطرف) پس کوئی نہین دیتا وقبول
نہین کریگا - (بسبب روحانی استغنا کے - یہ مضمون اوس آیہ کریمہ قرآن
سے مطابق آتا ہے - کہ فرمایا ہے - یَوْمَ یُغْنِ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ -
یعنے وہ ایسا دن ہے کہ اوسروز غنی وبے نیاز کردیگا خدا تعالیٰ ہر ایک
فرد بشر کو اپنی ذاتی غنا اور فراخی وبے نیازی سے - اور نیز - لِکُلِّ امْرِءٍ
یومئذ شَأْنٌ یُغْنِیہ - یعنے ہر ایک آدمی کیواسطے اوسدن ایک
ایسی حالت رہیگی کہ اپنے سوا دوسرے سے اوسکو بے نیاز وبے پروا
بنا دیگی - یہ ایک خاص حالت ہے - جمال بے مثال ایزد متعال کے
عاشقون کیلئے ہوگا اوسدن محو دیدار کردگار اور شراب طہور معرفت حق سے
سرشار رہین گے - اور دوسرون کیلئے ہر ایک کو اوسکے مرتبہ کے لایق
عام ہے) - نقل کی یہ حدیث مسلم نے - اور ایک دوسری روایت مین بخاری
ومسلم کے آیا ہے - کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے - کیا ہوگا
حال تمہارا جب اوتریگا مریم کا بیٹا تمہارے درمیان مین - اور تمہارا
امام تم مین سے ہوگا - (یعنے تمہارا حال ایسا ہوگا کہ حضرت مہدی خلیفۃ اللہ
رسول اللہ کی نسل اور قوم مین سے تمہارے امام ہون گے - مگر روح اللہ
مسیح حضرت ختمی مآب کے نسب وسلسلہ مین سے نہین ہونگے) تب کیا کرونگے تم

ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون
الی المال فلا یقبله احد رواه مسلم - وفی روایة لهما
قال کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم -

ترجمہ - اور روایت ہے اسی صحابی ابوہریرہ رضؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے خدا کی البتہ اتریںگے (عیسیٰؑ) مریم کے بیٹے اس حال مین کہ وہ فیصلہ کرنیوالے صاحب عدل وانصاف ہون گے پس البتہ صلیب کو توڑینگے - اور سور کو قتل کرینگے - اور البتہ جزیہ لینا چھوڑدین گے - (ان سب باتون کا بیان گذشتہ حدیث شریف مین ہوچکا ہے فقط فرق یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس حدیث مین ان سب باتون کو تاکید کے روسے مکرر بیان فرمایا ہے کہ ضرور بالضرور یہ سب باتین وقوع مین آئینگین پھر فرماتے ہین) البتہ جوان اونٹنیون کی سواری چھوٹ جائیگی پس نہین کیجائیگی سواری (یعنے جب ملک عرب مین دوسری سواریون سے مانند گھوڑیکی گاڑی اور ریل گاڑی - اور جہازات وغیرہ کی سواری سے لوگون کی ضرورتین رفع ہونے لگینگین تو اونٹونکی حاجت نہین رہیگی اور اونٹنیون سے کام نہین لیا جائیگا - چنانچہ حضرت بہاراللہ کے ظہور فرمانے اور اون پاک سرزمینون مین تشریف لانے سے یہ امور وہان وقوع مین آئے ہین - اور جنہون نے اوس ملک کا سفر پچاس سال کے پہلے اور ان ایام مین کیا ہے اونپر یہ بات بخوبی روشن وعیان ہے - چنانچہ اندنون مین ریل گاڑی کی سڑک بھی ہر سمت ڈالدی گئی ہے - اور اکثر جگہ ریل اور ٹرامو ے کی

عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت - ترجمہ - روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوترینگے عیسی بیٹے مریم کے طرف زمین کے پس نکاح کرینگے - اور پیدا ہوونگے اونکے لیے اولاد اور پینتالیس برس (دعوت الہی کرتے ہوئے دنیا مین) ٹھہرینگے پھر وفات فرمائینگے -) حضرات شیعہ مذہب کے حدیث کی کتابون مین بھی بے کم وزیاد ان حدیثون کے مطابق صحیح اور مستند حدیثین لکھی ہوئی ہین - منجملہ کتاب بحار الانوار کی تیرھوین جلد کے چھوٹے باب مین کتاب کشف الغمہ سے نقل کی ہوئی حدیثون کے درمیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے - ترجمہ - فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوگا حال تمہارا جبکہ عیسی بن مریم تمہارے درمیان مین اتریگا - اوس حالت مین کہ تمہارا امام تم مین ہوگا - پھر دوسری حدیث مین لکھا ہے کہ فرمایا - ترجمہ - میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک غالب رہیگی لڑائی مین اتنے مین عیسی بن مریم اوتر آئینگے - پس اونکا سردار عیسی کو کہیگا کہ آؤ تمہارے ساتھ نماز پڑہین - وہ کہینگے کہ تمہارے مین کے بعضے آپسمین بعضے دوسرون پر سردار ہین -) اور لکھا ہے کہ سردار سے مراد امام مہدی ہین غرض دونون فریق کی مسلم حدیثون سے یہ بات ثابت وواضح ہوتی ہے -

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا
تزال طائفۃ من أمتی یقاتلون علی الحق ظاھرین الی
یوم القیمۃ قال فینزل عیسی ابن مریم فیقول امیرھم تعال
صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ
اللہ ھذہ الأمۃ رواہ مسلم - ترجمہ - اور روایت ہے
جابرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک جماعت
میری امت مین سے حق پر لڑتی رہیگی اور حق کیواسطے آپسمین قتل کریگی
قیامت تک غالب رہیگی فرمایا آنحضرتؐ نے پس اوترینگے عیسیٰ مریم کے
بیٹے پس کہیگا اونکا امیر آؤ نماز پڑھو ہمارے لیے (امام بنکر) پس کہینگے
عیسیٰؑ (اس امیر سے) کہ نہین - تحقیق بعضے تم مین کے بعضونپر امیر ہین
بسبب بزرگی بخشی خدا تعالیٰ کے امت کو - (اس حدیث شریف سے
پایا جاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ایک جماعت قیامت
کے دن تک حق پر قائم رہکر حق کے واسطے لڑتی رہیگی - اور غالب
رہیگی دوسری سب جماعتون پر اتنے مین عیسیٰ علیہ السلام اوسوقت
مقرر قیامت پر اتر آئینگے - تو حضرت مہدی اونکو نماز پڑھانیکے لیے
بلائینگے - مگر عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی کے ساتھ امام بنکر نماز نہین
پڑھین گے - اور کہینگے کہ مین نہین پڑھاؤن گا نماز خدا نے اس امت
کو بزرگی دی ہے کہ اس امت کے بعضے لوگ آپسمین بعضے دوسرونپر
امامت کرین) الفصل الثالث باب مذکور عن عبد اللہ بن عمرو

هدیً للمتقین - الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ
ومما رزقناھم ینفقون - والذین یؤمنون بما انزل الیک
وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون - اولئک
علی ھدیً من ربھم واولئک ھم المفلحون - ترجمہ
الف سے مراد - امر الٰہی ہے لام سے مراد (لام نسبت ہے بمعنے) کو -
میم سے مراد - محمدؐ ہے - یعنے امر لمحمدؐ - یہ امر الٰہی ہے محمدؐ کو
کہ یہ کتاب نہین ہے شک اسمین (بیشک) راہ دکھاتی ہے پرہیزگارونکو
(پھر حق شانہ اون پرہیزگارون کی صفت کو بیان فرماتا ہے - کہ پرہیزگار
وہ لوگ ہین) جو ان دیکھی ذات جمال غیب پر ایمان لاتے ہین - اور
قایم رکھتے ہین نماز کو - اور اوسمین سے جو ہمنے اونکو دیا ہے خرچ کرتے
ہین (یعنے خدا کے پاس سے جو روحانی اور ابدی ایمان کی نعمت
اونکو ملی ہے - اوسکو عام طور پر اپنے سب ہمجنس بھائیون کو ایثار کرتے
ہین اور دیتے ہین - چنانچہ دین محمدیؐ کے ابتدائی زمانہ مین جو لوگ
ایمان کی دولت کو پاتے تھے - اپنے خویش واقارب یگانہ اور بیگانہ
اور اہل وطن عالم کو بقدر مقدور اوس سے بہرہ مند کرتے تھے -
مگر آج کے دن اس نعمت سے خاص بہرہ رکھنیوالے - فقط قوم کے
پیشوا اور علما رسمجھے اور مانے جاتے ہین - اور اونکا حال بھی روشن ہے
کہ اپنی متحد توحید والی قوم مین تفرقہ ڈالنے کے سوا کسی کو اس فیض
روحانی سے مرزوق و متنعم نہین فرماتے) اور جو لوگ ایمان لاتے ہین

کہ حضرت مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ دو شخص ہین اور دو وجود اور دو صورت وجسم رکھتے ہین۔ اور ہر ایک کا مرتبہ بھی اہل عالم اور جنس بنی آدم کی تربیت کے لحاظ سے جدا ہے۔ اور ہر ایک کا کام بھی علحدہ ہے۔

یعنے اِن احادیث شریفہ کے مطالب سے ہرگز یہ بات مفہوم نہین ہوتی کہ یہ دو فضیلتین ایک ہی شخص کے وجود بشری مین جمع اور موجود رہین پس بیشک حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ دو جدا شخص ہین۔ اگرچہ روح وحقیقت دونون کی ایک ہی ہے۔ یہانتک حدیثون کا بیان بطور اختصار عرض کیا گیا۔ اب اصطلاح قرآن کے رو سے بعض آیتون کو بھی اونکے ترجمہ کے ساتھ عرض کرتا ہون۔ اگرچہ قرآن شریف کاملاً پورا ہی اس ظہور اعظم الٰہی پر دلالت کرتا ہے مگر مطلقاً وہ اہل ایمان اس بات کو سمجھ سکتے ہین۔ جو قرآن شریف کو نہایت ادب واخلاص اور تدبّر وغور کے ساتھ تلاوت کرتے ہین۔ یہ امر بھی سب کا اعتقادی ہے۔ قرآن شریف کی آیتون کا سچّا بیان قرآن ہی کی دوسری آیتون سے صاف طور پر نکلتا ہے۔ کلام الٰہی ہرگز جنس بشر کے مقیّد ومحدود خیالات اور انکے تراشے ہوئے تفرقہ ڈالنے والی اصطلاحات کا پابند نہین ہے۔ قرآن شریف کے اصلی معنون کو ایمان والون سے دریافت کرنا چاہیئے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کیونکہ قرآن شریف کی ہدایت حاصل کرنیوالے فقط اہل تقویٰ واہل ایمان ہین۔ الٓمٓ ذالک الکتاب لا ریب فیہ

مگر قرآن شریف مین صور کا پھونکا جانا قیامت کی علامتون مین لکھا ہے
اور تین صور کے پھونکے جانے کی خبر نازل ہوئی ہے - پہلے صور کی مدت
سات سال کی ہے - اور دوسرے کی مدت چالیس سال کی ہے - اس سے
بخوبی واضح ہے کہ حدیث شریف نبوی - قرآن شریف کلام الٰہی کی آیت کے
مراد کو بیان فرماتی ہے چنانچہ حقتعالیٰ شانہ سورہ زمر - ۲۴ پارہ - رکوع
۱۱/۳ مین فرماتا ہے - وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا
قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ
وتعالیٰ عما یشرکون - ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات
ومن فی الارض الا من شاء اللہ - ثم نفخ فیہ اخری
فاذا ھم قیام ینظرون - واشرقت الارض بنور ربھا
ووضع الکتاب وجیء بالنبیین والشھداء وقضی بینھم
بالحق وھم لا یظلمون - ووفیت کل نفس ما عملت
وھو اعلم بما یفعلون (صدق و اخلاص کے ساتھ ایمانکی نظر سے
سورہ کے آخر تک پڑھو) ترجمہ - (مالک ابن الضیف نام یہودی کے کہنے
پر یہ آیت اوتری ہے اوس نے کہا کہ خدا نے اپنا ہاتھ بند کر لیا ہے - پھر
موسیٰ کے بعد کسی نئے پیغمبر کو نئی کتاب اور نئی شریعت کیساتھ نہین
بھیجیگا تو حق تعالیٰ جلشانہ فرماتا ہے کہ) اور نہ پہچانا اونھون نے خدا کو جیسا
کہ پہچاننا چاہئے اور حق پہچان کا ہے - (یعنے اوس یہودی بے ایمان
کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے موسیٰ کو جو خود حق تعالیٰ تھا نہین پہچانا

اوس (کتاب) پر جو اوتاری گئی ہے تیری طرف (ای محمدؐ) اور جو اوتاری گئی ہے تجھسے پہلے۔ (موسیٰ و عیسیٰ اور سب پیغمبرون پر)۔ اور یقین رکھتے مین پچھلی دوسرے (آنیوالی) زندگی اور دوسرے عالم پر یہ لوگ اپنے پروردگار پاک کے طرف کی ہدایت پر ہین۔ اور یہ لوگ رستگاری و نجات (پانیوالے ہین۔) پھر دوسری آیت مین فرماتا ہے۔ اتّقوا اللہ یعلّمکم اللہ۔ یعنے پرہیزگاری و تقویٰ اور خوف خدا کو پیشہاد کرو۔ سکھلائیگا تم کو خدا۔ نتیجہ کلام یہ ہوا۔ کہ قرآن شریف کی ہدایت فقط تقویٰ اور ایمان والون کو حاصل ہے۔ اور فقط تقویٰ و ایمان والے خدا کے علم اور تعلیم کے فیض سے خاص بہرہ مند ہین۔ اور اونکو اصطلاح قرآن مین حقتعالےٰ نے اہل الذکر کا خطاب عنایت کیا ہے۔ اور ایمان ایک ایسی روحانی حالت ہے جو زبان کے اقرار اور سچّے دل سے ماننے کے ساتھ شامل ہے

أفمن شرح اللہ صدرہ للأسلام فھو اعلی نور من ربّہ الآیۃ

ترجمہ۔ جس شخص کے سینہ کو خدا نے کھولدیا ہے اسلام کیلئے پس وہ اپنے خدا کے پاس کے نور کی روشنی پر ہے۔ یہ امر بھی فریقین سنّت و شیعہ کے پاس مسلّم ہے۔ کہ حضرت مہدی کا ظہور قیامت کی علامتون مین سے ہے۔ پھر اونکے بعد حضرت عیسیٰؑ کا ظہور ہے۔ اور پہلے ظہور مہدی کی مدّت احادیث نبوی مین باختلاف روایت سات برس اور آٹھ اور نو برس تک مقرّر ہوئی ہے۔ مگر متّفق علیہ سات برس ہے۔ دوسری ظہور (حضرت عیسیٰؑ) کی مدّت کو چالیس سال معین فرمائی ہے اور بعضون نے پینتالیس بھی لکھا ہے مگر چالیس سال پر سب نے اتفاق کیا

اور پیٹون سے بھی نفرت کے آثار ظاہر نمود مین آتے ہین۔ اور اوسکا پھل
بھی ایسا منحوس نتیجہ ہے جس سے انکار کرنا جھٹلانا فساد و بغاوت اور
سرکشی کرنا حق سے منہ موڑنا۔ حق کی پرکھ کیواسطے دوسریکی عارینی آنکھ کا
تلاش کرنا وغیر ذالک باتین نمودار ہوتی ہین) اور وہ پروردگار پاک
بہتر جاننے والا ہے (اونکے کامون کو) جو کچھ وہ کرتے ہین۔) پہلا صور
سنہ ۱۲۶۰ ہجری ماہ جمادی الاوّل کی پانچوین تاریخ جمعہ کی شب کو سوا
آٹھ بجے پھونکا گیا جبکہ حضرت باب اللہ الاعظم۔ بقیۃ اللہ
فی الارض۔ ذکر اللہ العلیّ الاعلی۔ نقطۂ اولیٰ۔ سید
علی محمد (مہدی قائم منتظر) روح ماسواہ فداہ نے اتے
امر اللہ فلا تستعجلوہ۔ کی ندآء بلند کی وہ ندا ایسی ہولناک
تھی کہ ایک ہی صیحہ اور آواز مین۔ غفلت جسمانی کی قبرونمین پڑے ہوے
چلتے پھرتے مردہ ڈر کر بیہوش ہوگئے۔ مگر جنکو خدا نے اپنی رحمت
کے ہاتھون سے بچالیا تھا۔ پہلا صور یہ پہلا ظہور ہے اور ان سب
باتون کا ذکر کاملاً پوری طرح صحف انبیائی بنی اسرائیل مین اور انجیل کے
مکاشفات یوحنّا مین مذکور ہے جس سے مراد قوم نصاریٰ و یہود کے
اعتقاد کے مطابق۔ اوّل ظہور ایلیا۔ یعنے الیاس نبی کا ہے۔ پھر دوسرا
ظہور رب العزّت ربّ الافواج پدر آسمانی کا ہے۔
مسیح ربّانی کے ساتھ اور نئی یورشلیم کا آسمان سے اوترنا۔ نئی زمین
اور نئے آسمان کا بنایا جانا۔ یہ سب اشارات وکنایات ہین ان دو ظہورات

کیونکہ اگر اسنے پہچانا ہوتا تو آنحضرت کے حق ہونے مین شک کرکے
خدا کی قیامتی کے ہاتھ کو بندا ہوا نہ باندھے ہوئے نہین سمجھتا) حال آنکہ اوس
جلشانہ (کی قدرت) کی مٹھی مین (سات دین والی امتون کے قابلیت کی)
سب زمین ہی قیامت کے دن - اور (ساتون دین کے) آسمان
لپیٹے ہوئے ہین اوسکے داہنے ہاتھ مین (قیامت کے دن) پاک ہے وہ
اور بلند ہے (وہ پروردگار) اوس بات سے جو لوگ (اوسکے ساتھ) شرک
کرتے ہین - اور پھونکا جائیگا صور مین پس بیہوش ہوجائینگے سب جو (دین کے)
آسمانون مین ہین اور جو طبیعت نفسانی کی) زمین مین ہین - مگر جسکو
خدا نے چاہا ہے (کہ بیہوش نہووے اوس صور یعنے نرسینگے کی آواز کے
ڈر سے) پھر پھونکا جائیگا اوس (صور) مین دوسرے بار پس وہ سب
اوسوقت کھڑے ہوکر دیکھینگے - (ان دونون صور یا نرسنگھون کی آواز
کے بعد) اور (پھر) روشن ہوجائیگی زمین اپنے پروردگار کے نور سے
اور رکھی جائیگی کتاب اور لائے جائینگے سب پیغمبر اور سب گواہی
دینیوالے انبیا و اولیا اور فیصلہ کیا جائیگا اونکے درمیان مین حق کیساتھ
اور وہ ظلم نہین کیے جائینگے - اور پورا پورا دیا جائیگا ہر ایک آدمی کو
(اوسکے عمل کی جزا اور بدلہ) جو کچھ اوسنے کیا تھا (یعنے ایمان کا درخت
ایک درخت ہے جس کے پتون سے اور پھول سے ایمان کے آثار
نظر آتے ہین اور اوسکے پھل سے جو نتیجہ اوسکی حالت و کیفیت پوری
ظاہر ہوتی ہے - اور کفر کا درخت بھی ایک درخت ہے - اوسکے پھول

کے روبرو کھڑے کیے جائینگے جسکو خدا نے یوم القیام فرمایا ہے یعنے قیامت کے دن جسمین شک و شبہ نہین ہے۔ لیکن بہت سے لوگ نہین جانتے (اس مرنے اور جینے اور اکھٹا ہونے کے معنون کو نہین پہچانتے۔ مولانا رومی فرماتے ہین۔

رو قیامت شو قیامت را ببین — دیدن ہر چیز را شرط است این
جا قیامت ہو قیامت دیکھ لے — دیکھنے ہر چیز کی یہ شرط ہے

اور خاص اللہ کیلئے ہے (دین کے) آسمانون کی اور (قابلیت خلق کے) زمین کی بادشاہی اور مالکیت۔ اور جسدن قائم ہوگی قیامت اوسدن زیان اور نقصان پاوین گے جھوٹے اور جھٹلانے والے لوگ۔ (یہ آیت کریمہ امتون کے اوس عقیدہ کو باطل ٹھہراتی ہے۔ کہ ہر ایک امت کے لوگ کہتے ہین ہمارے پیغمبر اور ہمارے دین اور ہماری کتاب کے بعد کوئی نیا پیغمبر نیا دین اور نئی کتاب لیکر نہین آئیگا۔ حال آنکہ اونکا اعتقاد باطل ہے حضرت موسیٰ ؑ کے بعد عیسیٰ ؑ اور حضرت عیسیٰ ؑ کے بعد حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر ہو چکے۔ تو خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ کہ لوگون نے اپنے پیغمبرون کو دین کے آسمان کا مالک سمجھ لیا ہے۔ حال آنکہ مین ان سب آسمانون کا مالک ہون۔ اور قابلیات و استعداد خلق کی زمین کو فیض بخشنے والا بھی مین ہی ہون۔ قیامت کبریٰ کے روز جو سب امتون کے اکھٹا کرنیکا دن ہے یہ بات اوپر کھل جائیگی جسدن یہ سب جھوٹے اور جھٹلانے والے نقصان پاوین گے۔) اور دیکھیگا تو ہر ایک امت

الٰہی کی بابت مین جو سب ظہورات سے بڑے ہین - دوسرا صور
دوسرا ظہور ہے - جسکی بابت مین حقتعالیٰ شانہ سورہ جاثیہ ۲۵
پارہ - رکوع ۲/۱۱ اور ۲/۵ مین فرماتا ہے - قل اللہ یحییکم ثم
یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیمۃ لا ریب فیہ ولکن
اکثر الناس لا یعلمون - وللہ ملک السموات والارض
ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یخسر المبطلون - وتری کل
امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابہا الیوم تجزون
ما کنتم تعملون ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق انا کنا
نستنسخ ما کنتم تعملون (سورہ کے آخر تک اخلاص عقیدت
و ایمان سے پڑھو) ترجمہ - کہہ اے محمدؐ (اون بے ایمانون سے کہ اللہ
ہے جو زندہ کرتا ہے تم کو (دورہ نبوت احمدی صلے اللہ علیہ وسلم مین
رسول اللہ پر ایمان لانیکے سبب سے) پھر مارلیگا تمکو (اس دورہ کے پورے
ہونے اور مقرر فرمائے ہوے ٹیم کے بسر آنے پر) پھر اکہٹا کریگا تم کو (یعنے جب
دنیا کی سب امتون مین بسبب تمام ہونے اونکی اجل محتوم اور مقرر کے
گئے وقت کے - شعایر دین الٰہی اور ایمان کی نشانیان نابود ہوجائینگین
اور جہالت کے موت کی حالت اونکو گھیر لیگی - تو تب صور یا ظہور اوّل
کے آنے سے گھبرا جائینگے - ڈر جائینگے - بیہوش ہوجائینگے - پھر دوسرے
صور ظہور مین خدا ان سب امتون کو جیسا کہ پہلے بھی ایک ہی امت تھے
اکہٹا کریگا اور ایک بنائیگا - جبکہ وہ سب جسم کی قبر دنیا سے نکلکر ظہور الٰہی

وہی بات ظہور مین آتی اور آرہی ہے - (پارہ ۸ - سورۂ انعام کے آخر مین
حقتعالیٰ فرماتا ہے - سورہ کے آخر تک اخلاص نیت اور طمانیت کے ساتھ
سچے دلسے پڑہو) ھل ینظرون الا ان تاتیھم الملائکۃ او یاتی
ربک او یاتی بعض ایات ربک یوم یاتی بعض ایات ربک
لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی
ایمانھا خیرا قل انتظروا انا منتظرون - ترجمہ - کیا انتظار
نہین کرتے وہ بجز اس بات کے کہ آوے اونکے لیے فرشتے - یا آوے تیرا
پروردگار - یا آوین تیرے پروردگار (کے آنیکی) بعضے نشانیان - جسدن
آوینگین تیرے پروردگار کی بعضے نشانیان اوسدن فائدہ نہین دیگا
کسی شخص کو اوسکا ایمان جو ایمان نہین لایا ہے آگے سے (گذشتہ زمانہ مین)
یا جسنے نہین کمائی اپنے ایمان مین کچھ بہلائی اور نیکی - کہہ اے محمدؐ اونسے
کہ انتظار کرو تم تحقیق کہ ہم بھی انتظار کرنیوالے ہین) یعنے ضرور لوگون کو
فرشتون کے آنیکا - اور خدا کے آنیکا - اور خدا کی نشانیون کے آنیکا انتظار ہے
چنانچہ فریقین شیعہ و سنی کے مسلّم و مستند حدیثون اور تفسیرون مین لکھا ہے
کہ یہ سب باتین قیامت کبریٰ کے دن ظاہر ہونگین تو خدا یتعالیٰ فرماتا
ہے - کہ جسدن خدا کی بعضی نشانیان آجائینگین اوسدن کسی کو ایمان
لانا فائدہ نہین دیگا - مگر اینکہ وہ اون نشانیون کے آنیسے پہلے ایمان لایا ہو
یعنے اون نشانیون کو اونکے آنیسے پہلے پہچاننے والے شخص کا ایمان اوسدن
اوسکو فائدہ دیگا - کیونکہ اون نشانیون کو دیکھکر وہ انکار نہین کریگا -

والے کو (اوسدن) گھٹنون کے بل گرا ہوا (یعنے درماندہ وعاجز بے دلیل
وبے شعور جب) ہر ایک امت (اور دین والی گروہ) بلائی جائیگی (اور ہدایت
حق کیطرف دعوت کیجائیگی) اپنی اعتقادی کتاب کی راہ سے (یعنے اوس امت
کی ہدایت کیلیے جو کتاب نازل فرمائی گئی ہے اوسکی میزان سے۔ جیسا کہ
یہودی امت کہتی ہے ہماری توریۃ نصاری کہتا ہے ہماری انجیل محمدی
کہتے ہین ہمارا قرآن اور جسکے برخلاف ہین اونکی روش ورفتار ہوگی۔ اور
جس کے معاینہ سے اونکی بے ایمانی یا ایمانداری تمیز دی جائیگی۔ پھر کہیگا
خدا۔ آج (اوسکا) جزا اور بدلا تم پاؤگے۔ جو کچھ کہ تم کرتے تھے (ہر ایک پیغمبر
کے زمانہ مین) یہ ہماری کتاب (الٰہی قرآن جو جامع وحاوی ہے سب اگلی
کتابونکے مطالب کی) تمپر بولتی ہے حق کے ساتھ (اور اپنی حجت کو بالغ
اور تمام کرتی ہے تمپر) تحقیق کہ ہم لکھتے تھے (تمہارے اعمال کو ہر ایک پیغمبر کی
کتاب مین ہر ایک وقت وزمانہ ظہور مین) جو کچھ کہ تم کرتے تھے۔ انتہی چنانچہ
جب ہم غور کرکے دیکھتے ہین تو سب پیغمبرونکی امت کا احوال مفصلا قرآن
شریف مین قلم اعلیٰ کا لکھا ہوا پاتے ہین۔ وتمت کلمة ربك صدقا
وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم۔ پارہ ۸۔
سورۃ الانعام۔ پارہ کی ابتدا مین ۵ ویں آیت کو دیکھو) ترجمہ اور واقع
ہوا سچائی کے ساتھ تیرے پروردگار کا کلام صدق اور عدالت کے رو سے
ہرگز نہین ہے کوئی بدلنیوالا اوس پاک پروردگار کے کلام کو اور وہی ہے
سننے والا۔ اور جاننے والا) بطور صدق وواقع جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے

اسی کے انتظار کر نیوالے ہین - علمآ سنّت و شیعہ نے قیامت کبریٰ کی
نشانیون کو حضرت مہدی کا ظہور - دجّال کا آنا - حضرت مسیح بن مریم کا ظہور
فرمانا - یاجوج و ماجوج کا ظاہر ہونا - آفتاب مغرب سے طلوع کرنا - دابۃ الارض
کا نکلنا - وغیرذالک بیان فرمایا ہے - سب کے آخر مین دیدار پروردگار ہے -
اور ملک شام مین سب مخلوق کا حشر یعنے جمع کیا جانا اور اکٹھا ہونا مقرر
کیا ہے - ایام اللہ اور لقاء پروردگار کی بابت آیتین قرآن شریف مین
از حد زیادہ ہین چنانچہ سورۂ بقرۃ - (۱۳ - ۲۲۳ - ۲۵۰) سورۃ الانعام
آیت (۳۱) (آیۂ ۱۳۰ + ۱۵۴ + ۱۵۹) سورۂ اعراف آیۂ (۵۰) و (۱۰۶) سورۂ
توبہ (۲) سورۂ یونس آیۂ ۳ + ۷ + ۱۱) سورۂ رعد آیت ۲) سورۂ بقرہ ۵
آیت (۱۶۹) سورۂ آل عمران آیت (۱۰) سورۂ روم آیت (۸)
سورۂ یونس آیت ۱۲ + ۵ -) سورۂ ہود آیۂ (۲۹) سورۂ ابراہیم آیۂ (۵)
سورۂ کہف آیۂ (۱۰۶ + ۱۱۱) سورۂ فرقان آیۂ (۲۱) سورۂ عنکبوت آیۂ
(۵ + ۲۲) سورۂ سجدہ آیۂ (۱۰) سورۂ مطففین آیۂ (۱) سورۂ جاثیہ
آیۂ (۵) پھر سورۂ بقرہ آیۂ (۲۱۰) مین اوس زمانہ کے لوگون کے انتظار کی
بابت مین فرماتا ہے - آیہ (۲۰۸) سے تحریر کرتا ہون - یا ایّھا الّذین
امنوا ادخلوا فی السّلم کافّۃ ولا تتّبعوا خطوات الشّیطان
انّہ لکم عدوّ مبین - (۲۰۹) فان زللتم من بعد ما جائتکم
البیّنات فاعلموا انّ اللہ عزیز حکیم - (۲۱۰) ھل ینظرون الّا
ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ وقضی الامر

یا اینکہ اوسنے اپنے ایمان مین بھلائی اور نیکی کمائی ہو۔ یہ وہ کمائی ہے جسکو جن یہودیون نے موسیٰ کے دین مین کمایا تھا۔ حضرت عیسیٰ کے ظہور فرمانیکے وقت اونکے فیوضات ابدی سے بہرہ یاب ہوئے۔ اور جن نصرانیون نے دین عیسوی مین کمایا تھا حضرت خاتم آب صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانیکے زمانہ مین اونکے بنیہایت فیوضات رحمانی سے مستفیض ہوے۔ اسیطرح جن محمدیون نے دین مبین محمدی مین آنحضرت کے طفیل سے حاصل کیے ہوئے فیض مین بصیرت و بینائی کمائی ہوگی۔ اونکو خدا کی کامل اور نہایت بڑی تجلی کے ظہور فرمانیکے دن اور جمال بیمثال ایزدی کے جلوہ آرائی کے وقت البتہ وہ کمائی فائدہ دیگی۔ مگر جنھون نے نقد ہستی کے پونجی و سرمایہ کو نرد غفلت و [illegible] ی مین ہار کر وحدت ذاتی کے خالص و بے بہا گوہر کو شرک و خودپرستی کے بازار مین جو فروشان گندم نما یعنے خرف فروشان جوہری نما کے ہاتھ مین مفت دیدیا ہے اور خود غرض و خودخواہ پیشواؤن کی پیروی اور تقلید کے مغالطہ اور دھوکے مین آکر شرافت انسانی کی آزادی اور ذاتی حریت کو رایگان فروخت کر کے بیخودی کی مستی مین غلامی مول لے لی ہے۔ جیسا کہ موسوی۔ اور عیسوی جماعت نے کیا تھا اور جیسا کہ اونکی مآل اور عاقبت حال کو ہمنے دیکھ لیا ہے جب ہماری نوبت آئی ہے۔ تو سنت قدیمہ الٰہی کے رو سے۔ ہمارا حال بھی ویسا ہی ہوگا۔ سنت الٰہی مین ہیر پھیر اور تبدیل ہرگز نہین ہوتی پھر خدا آنحضرت ؐ کو فرماتا ہے۔ کہ کہہ اے محمد ؐ تم انتظار کرو اور ہم بھی

(جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے) تیسری آیت مین
اُمّت قدیمہ کے انتظار کا حال بیان فرماتا ہے۔ یہودی اور نصاریٰ دونون
فرقونکا اعتقاد یہ ہے کہ حقتعالیٰ شانہ یوم الآخر مین ابر کے آسرے اور
اڑمین۔ یا ابر پر سوار ہوکر آسمان سے اوترلیگا۔ توریۃ و انجیل مین
ایسے مضمون اور ایسی پیش گوئیان بہت سی ہین۔ اور چونکہ اونکا
اور سب جماعتون کا اعتقاد خدا کے پاک و منزّہ ہونے پر ہے اسلئے
قائل ہین کہ وہ ذاتِ بلا کیف والا خدا جسم اور شکل و صورت مین حلول
و اتحاد کے رو سے ظاہر نہین ہوسکتا۔ بلکہ اوسکی پاک روح جیسا کہ
اوسنے اوّل ایجاد مین حضرت خلیفۃ اللہ آدم کے اندر پھونکی تھی۔ ابر
(یعنے جسم) کے سایہ اور آسرے مین آسکتی ہے۔ پھر خدا کے وعدون
کے مطابق یوم آخر مین جسکو الہامی اصطلاح کے رو سے آخرت اور
قیامت کبریٰ کہتے ہین۔ اوسکے آنیکا سب کو انتظار ہے۔ جسکے ساتھ
فرشتون کا لشکر بھی آئیگا۔ اور فرشتون کی صفت و سیرت رکھنے والے
اوسکے خاص مؤمن بندے ہین۔ الملائکۃ الذین شھدوا
بدرًا۔ بدر کی لڑائی مین شہادت پانیوالے مؤمنون کو ملائکہ اور
فرشتون کے نام سے آنحضرت صلعم نے یاد فرمایا ہے۔ اور سب کامون
کا پورا ہونا اور فیصلہ پانا بھی معلوم ہے کہ قیامت کے دن پر مقرر کیا ہے
کیونکہ قیامت کے دن مین سب دین اور سب کام خدا کی جانب پھیرے
اور پلٹائے جائینگے۔ اور سورۂ تکویر کی آخری آیت والامر یومئذ للہ

والی اللہ ترجع الامور - ترجمہ اے ایمان لائے ہوئے لوگو اطاعت
وفرمانبرداری مین سب داخل ہوجاؤ - اور شیطان کے قدمون پر مت چلو
تحقیق کہ وہ تمہارا صریح اور ظاہر دشمن ہے - پس اگر تم تمہارے پاس خدا کی
روشن دلیلون کے آنے کے بعد - لغزش کہاؤ پس سمجھو کہ خدا غالب ہے اور
حکمت والا ہے - کیا نہین انتظار کرتے وہ مگر اس بات کا کہ آوے انکے پاس
خدا تعالیٰ بدلیون کے سایون مین اور (آوین خدا کے) فرشتے اور پورا
کیا جاوے کام (یا دین الٰہی جو ترقی انسان کا اعلیٰ ذریعہ ہے) اور پھیرے
جاوین سب کام (اور سب دین) اللہ پاک کی طرف - پہلی آیت مین اللہ
پاک سب اہل ایمان کو پوری اطاعت اور تسلیم کیلئے حکم فرماتا ہے - اور شیطان
کے انکار واغراض کی روش پر چلنے سے منع کرتا ہے - اور یاد آوری فرماتا ہے
کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے - چنانچہ اوسکے شناخت کی نشانی یہ ہے
کہ خدا کی فرمانبرداری سے منہ موڑکر اوسکے ظہور الٰہی سے انکار کرنا یہی
شیطان کا کام ہے - جب خدا نے اسے آدم کو سجدہ کرنیکیلئے حکم فرمایا
اوسنے منہ موڑا - اور خلیفہ خدا آدم کی خلافت الٰہی سے انکار کیا - اسلئے
کہ اوسنے خود کو آدم سے بہتر سمجھا - دوسری آیت مین خدا کی روشن دلیلون
کے آنیکے بعد امتحان الٰہی کے اندر ایمان والیکے لغزش کہانیکی بابت
بیان فرماکر جلشانہ ارشاد کرتا ہے - کہ یقین کے روسے جان لو تمہاری
لغزش سے خدا کا کچھ نقصان ہونیوالا نہین ہے - بلکہ خدا اپنے حکم مین
غالب ہے - اور حکیم علی الاطلاق ہے اگلی شریعتون کے نسخ کرنے مین

وہ پروردگار پاک اور وہ کہیگا برحق اور درست بات یہ دن حق کا سچا اور برحق ہے۔ پس جو کوئی اپنے خدا کیطرف لوٹنا چاہے۔ اختیار کرے لوٹنا۔) نیز جاننا چاہئے۔ کہ قرآن شریف کی آیتون کے معنون کو۔ قرآن شریف کی دوسری آیتین خود ہی بیان کرتی ہین نظر ایمانی باطنی درکار ہے کہ اونکی تطبیق دینے کی راہ کو پہچانے اور اونکے مراد و مفہوم کو جانے۔ چنانچہ مذکور بالا آیت کے بیان کو اسمین روح کے کھڑے ہونے اور فرشتون کے صف باندھنے کا ذکر ہے اکثر لوگون کو اس روح کے بارے مین تردد ہے۔ کہ یہ روح کیا ہے اور کونسی ہے۔ جیسا کہ اکثر مفسرین نے اسمین اختلاف کیا ہے۔ بعضے تو جبرئیل کو روح الامین سے روح کہتے ہین۔ بعضے لکھتے ہین کہ ایک دوسری بڑی مخلوق ہے جنکی بزرگی اور فضیلت اور انبوہ کو بجز خدا کے کوئی نہین جانتا۔ اور بعضون نے آدمی کی شکل کے ہاتھ پانون والے فرشتون پر اطلاق کیا ہے وغیر ذالک۔ تو خدا تعالیٰ خود اسکے مراد و مفہوم کو رفع شبہہ کیلئے سورۂ والفجر کی (۲۱ + ۲۲) وین آیت مین ارشاد فرماتا ہے کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملک صفا صفا۔ ترجمہ۔ ہرگز یون نہین ہے (جیسا کہ تم سمجھتے ہو بلکہ) جب (قابلیت کی) زمین پاش پاش کردی جائیگی۔ اور آوے گا تیرا پروردگار اور فرشتے صف باندھے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے۔) اس سے بخوبی واضح ہے کہ روح سے مراد ظہور رب ہے۔ اسکے سوا کوئی دوسری مراد نہین لیجا سکتی۔ سورۂ والفجر کی ابتدائی آیتین بھی اس یوم الظہور کے بارے مین

یعنے اور حکم اوسدن مطلق ذات پاک الٰہی کیلئے خاص ہے۔ اسکے بعد کی دوسری تین آیتون کو بھی پڑھو نیز چوتھی آیت پر بغور نظر کرو۔ کہ حضتعالیٰ شانہ ہمکو بھی اگلی امتون کے مانند بے امتحان کیے اپنے حضور کی فردوس اور لقاء جمال لایزال کی جنت مین داخل نہین فرمائیگا پھر حقتعالیٰ جلشانہ سورۃ النبا کی (۳۱ + ۳۸ + ۳۹) وین آیتون مین فرماتا ہے۔ رب السمٰوٰتِ والأرض وما بینھما الرحمٰن لا یملکون منہ خطابًا۔ یوم یقوم الروح والملائکۃ صفًّا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابًا۔ ذالک الیوم الحق فمن شاء اتخذ الی ربہ مابًا۔ ترجمہ وہ پروردگار رحمان مالک ہے زمین اور آسمانون کا اور اون سب چیزون کا جو زمین اور آسمان کے درمیان مین ہے۔ اختیار نہین پائینگے مخاطب ہوکر بات کرنیکا اوس سے۔ (یعنے ہر ایک اُمت کے پیغمبر جنکو عام خلق اللہ نے اپنی نجات کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور جنکو خدا تعالیٰ نے ہر ایک جگہ پر قرآن مین لفظ بشر داعی یعنے شریک کے نام سے ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ مخلوق نے جب اپنے جیسے ایک عاجز آدمی پر اپنا پورا اعتماد اور بھروسا جماکر خدا کو فراموش کرکے چھوڑ دیا۔ تو خدا فرماتا ہے اونکو بالکل ہمارے پاس سے اختیار بات کرنے کا نہین ملیگا) اوسدن جبکہ کھڑا ہوگا روح (اللہ) اور فرشتے صف باندھے ہوے۔ نہین بول سکینگے لوگ مگر جسکو اذن دیویگا۔

۱۰۲ یوم ینفخ فی الصور ونحشر المجرمین یومئذ زرقا ۱۰۳
یتخافتون بینھم ان لبثتم الا عشرا ۱۰۴ نحن اعلم بما یقولون
اذ یقول امثلھم طریقۃ ان لبثتم الا یوما ۱۰۵ ویسئلونک
عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا ۱۰۶ فیذرھا قاعا صفصفا
۱۰۷ لا ترٰی فیھا عوجا ولا امتا ۱۰۸ یومئذ یتبعون الداعی
لا عوج لہ وخشعت الاصوات للرحمٰن فلا تسمع الا ھمسا
۱۰۹ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن ورضی
لہ قولا ۱۱۰ یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون
بہ علما ۱۱۱ وعنت الوجوہ للحی القیوم وقد خاب من
حمل ظلما ۱۱۲ ومن یعمل من الصالحات وھو مؤمن فلا
یخاف ظلما ولا ھضما - ترجمہ - ۱۰۲ - جسدن پھونکا جائیگا صور
مین اور اکھٹے کرین گے ہم اوسدن گناہگارون کو اندھے (اور
درحقیقت اس آیۂ مبارکہ کے بیان معجز نبیان سے واضح ہے
کہ سب گناھگارون مین بڑے گناہگار وہی ہین جو یوم ظہور
اور یوم اللہ کے دن ہر ایک ظہور مین سابقاً والاحقاً اندھے
پنے کے ساتھ اکھٹے کیے جاتے ہین جنھون نے اپنی قدرتی بینائی
کو تقلید پیشوایان قوم کی تقلیدی آنکھون کے ساتھ بدلکر اندھے
پنے کو پسند کرلیا ہے - فاستحبوا العمی علی الھدی (الآیہ)
اور یہی سبب ہے کہ اونکو حقتعالی شانہ گناہگار ٹھہراتا ہے - اور

اشارہ فرماتی ہین - چنانچہ جلّ شانہ فرماتا ہے - والفجر ولیال عشر
والشفع والوتر واللیل اذا یسر - ترجمہ - قسم ہے فجر (ظہور ذات متعال
کی - (جو یوم الآخر مین آئیگا) اور دس راتون کی - (جو وانّ یوما عند
ربّك كالف سنة مما تعدّون کی دس راتین ہین - جو ایام فترت
باصطلاح دیانت - اور اتممناها بعشر - اور تلك عشرة كاملة
سے معبّر ہے) اور قسم ہے جفت کی (جو مدّت کہ چالیس سال کی احادیث
نبوی مین حضرت عیسیٰ بن مریم روح اللہ کے ظہور کیواسطے آنحضرت نے
مقرّر فرمائی ہے) اور قسم ہے طاق کی - (جو حضرت مہدی کی مدّت کے
بابت ۷ سال یا - ۹ سال مقرّر فرمائے ہین - یہ دونون ۷ اور ۹ کی
مدّتین طاق ہین - اور پھر اوس رات کے چلے جانے کی قسم خدائیتعالیٰ
یاد فرماتا ہے - یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب احدیت
کا ظہور غروب وغایب ہوجانیکے بعد جو رات عالم مین چھاجائیگی) قسم ہے
اوس رات کی جب چلی جائے (اور فجر ظہور یوم الربّ طلوع فرمائے)
پھر سورۂ مطففین کی (۶) آیت مین فرماتا ہے - لیوم عظیم - یوم یقوم
الناس لربّ العالمین - ترجمہ - اوٹھائے جائینگے سب اپنی
بدن کی قبرون سے اوس بڑے دن کیلئے - جسدن مین کھڑے
ہونگے لوگ پروردگار عالمیان کیواسطے -)

ثانیاً حقتعالیٰ جلّشانہ اوسروز کے ظہور کا احوال بیان فرماتا ہے -
دیکھو قرآن پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ - آیۂ ۱۰۲ سے آیۂ ۱۱۲ تک) قولہ تعالیٰ

۱۰۴ ہم خوب جانتے ہین اونکی بات کو جو کہ وہ کہتے ہین - جب کہیگا اونمین کا
وہ شخص جو (عقل و رای اور سچائی کی) راہ مین بہتر ہوگا (اُن سے)
کہ تم فقط ایکدن رہے تھے - (اور یہ کلام ایسے عارف ربانی کی زبان سے
سُنا جائیگا جو قرآن شریف اور کتب آسمانی کے حقایق و معانی سے آگاہ ہوگا
کیونکہ قرآن کی اصطلاح مین بمصداق آیۂ کریمہ وانّ یوماً عند ربّک
کألف سنةٍ مما تعدّون - اور لکم میعاد یوم لا تستأخرون عنه
ساعة ولا تستقدمون - اور - ما تسبق من امّةٍ اجلها وما
یستاخرون - اور حدیث شریف ان صلحت امّتی فلها یوم -
وغیر ذالک سابق الذکر آیات و احادیث کی [illegible] خدا کا ایک دن ہماری گنتی کے
ایکہزار برس کا ہے -) آیۂ ۱۰۵ اور سوآل کرتے ہین (ای محمدؐ) تجکو پہاڑون
کی حالت سے (یعنے کہ پہاڑون کا حال اوسدن کیا ہوگا - کیونکہ اہل حقیقت
کی اصطلاح مین پہاڑون سے مراد علمائی امت ہین - جو قابلیت و استعداد
کی زمین مین اوسکے استقرار اور مضبوطی کے باعث و سبب ہین - وجعلنا
الجبال اوتادا - قرآن کے تیسوین پارہ - سورۂ نبا مین مذکور ہے یعنی
پہاڑونکو ہمنے زمین کے استقرار اور مضبوطی کیلئے میخین بنائی ہین - تو ایسے
مضبوط اوتاد کا کیا حال ہوگا -) پس کہہ اے محمدؐ) اوڑا دیگا اونکو تیرا پروردگار
(اپنی ذاتی علم کا) اوڑا دینا ۱۰۶ پس چہوڑ دیگا اوس زمین کو ایک صاف اور ہموار
میدان ۱۰۷ جسمین نہین دیکہیگا تو کجی اور بلندی (یعنے اون پہاڑون
جیسے علماء اور مضبوط اشخاص کو جو شخصی ریاست کو اپنی دانش و کمالات کے

اور اندھون کی صف اور قطار مین جمع و شمار کرتا ہے - جیسا کہ یہودیون کو ہمنے دیکھا کہ اپنی تقلید کے جرم و گناہ کے باعث حضرت عیسیٰ کے ظہور فرمانیکے دن اندھے اکہٹے کئے گئے - اور حضرت عیسیٰ کو نہین پہچانا - کہ وہ ظہور ذات و صفات قدسیہ الٰہی ہین - اگرچہ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردون اور حواریون کو فریسیون کے یعنے علمائے یہود کے خمیر مایہ مین سے کہا نیکیلئے (یعنے اونکی تقلید اور تعلیمات کی پیروی کرنیسے) نہی صریح فرمائی تھی - تو بھی اونہون نے اسی کام کو کیا جو موسویون نے کیا تھا - اور عاقبت کار حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور فرمانیکے ایام مین وہ بھی مجرم و گناہگار ٹھرائے گئے - اور آنحضرتؐ کو اونھون نے بھی نہین پہچانا جس سے ہم بخوبی سمجھہ سکتے ہین کہ وہ بھی اندھے پنے کی حالت مین اپنی مقرر قیامت ظہور محمدیؐ کے دن اکہٹے کئے گئے - اب آج اس ظہور اعظم کے ظاہر ہونیکے دن مین بھی سب مین بلا استثنا اوسی قدیمی بیماری کا اثر پایا جاتا ہے) - ۱۰۳ - اسدن آہستہ کہتے ہون گے وہ آپسمین کہ تم دس دن تک اسمین رہے تھے (باصطلاح آیۂ واتممناھا بعشر کا بیان ہے - اور حدیث شریف صحیح - انّ اللہ یبعث لھذہ الامّۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدّد لھا دینھا - کے مذکور دس قرنون اور صدیون کا ذکر ہے - چنانچہ قرآن کی مدّت معیّن (الف سنۃ) ایکہزار سال کے اس اصطلاح مین دس قرن ہوتے ہین لہذا سب لوگ پرانی اصطلاح کے روسے آپسمین کہینگے کہ ہم نے دس دن تک اس گذشتہ ظہور کے دورہ مین درنگی اور توقّف کیا ہے -)

اذیت دینیوالے ہین وہ بھی مٹی کہائینگے - اور فساد مٹ جائیگا -)
۱۰۸ یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له - ترجمہ - اسدن
ایسے داعی (حق) کی پیروی کرینگے جس (کی دعوت اور متابعت) مین
کجی نہین ہے - اور دب جائینگے سب (داعیون کے) آواز (اوس داعی
حق) پروردگار رحمن کیواسطے - (یعنے فقط اوس مظہر ذات وصفات
رحمانی - حقیقت نورانی - داعی سبحانی کی ندا تمام زمین وآسمان مین
سرسبز اور اونچی رہیگی اور دوسرونکی ندا اتنی دبی ہوئی ہوگی کہ)
پس نہین سنیگا تو مگر ایک نرم اور آہستہ آواز (کے جیسی) - ۱۰۹
اوسروز (کسی کی) شفاعت فائدہ نہین دیگی (یعنے جن پیشواؤن پر
تمنے اپنا بھروسا جمایا ہے اور خدا کے پاس نزدیکی دلانے کا وسیلہ
سمجھا ہے وہ ہرگز کسیکو اوسدن بخشوانے نہین سکینگے -) مگر وہ
شخص جسکو اذن دیا ہے پروردگار رحمن نے (کہ خلق اللہ کو دعوت کرے
خدائی وحدہ لاشریک لہ کیطرف) اور پسند فرمایا ہے اوسکے لئے کہنا
(اس بیان کو سورۂ نبا ۷ - ۳۰ - پارہ مین خدا نے ذکر فرمایا ہے - لا
یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا - ذالک الیوم
الحق فمن شاء اتخذ الی ربه مابا - چنانچہ اس آیت کا ترجمہ
اگلے صفحون مین کیا گیا ہے -) ۱۱۰ جانتا ہے (خدا) جو کچھ اونکے آگے ہے
اور جو کچھ اونکے پیچھے ہے اوس پاک پروردگار کے علم کو وہ نہین گھیر
سکتے - (یعنے جو کچھ اونکے سامنے آنیوالا ہے اور جو کچھ اونکے پیچھے

گھمنڈ کے باعث ہمیشہ کیلیے قایم برقرار رہنے والی ابدی ودایمی ریاست سمجھ
رہے ہین - خدا اوڑا دیگا - اونکے کبر وغرور نصانی کو توڑکر دوسری قابلیات کی
زمین سے ہموار اور برابر کردیگا - چنانچہ قابلیات کی زمین مین اُس دن امر حق کے
سامنے سب تسلیم ورضا کی راہ پکڑینگے تو ایمن بالکل کجی اور ناہمواری اور غرور
نصانی کی اونچ نیچ دیکھنے مین نہین آئیگی - اگہ من الی اللہ بقلب سلیم -
دنیا بھر کی سب اُمتین اور اونکے پیشوا ایک ہی مرتبہ مین کھڑے رہینگے - اور فیض
بسیط اور رحمت کی بارش سب پر ایکسان رہیگی - انجیل ضعیف وذلیل خستہ میخرند -
یہ بیان توریت کی اصطلاح مین کتاب الیشعیا مین بھی مذکور ہے - دیکھو کتاب
الیشعیا فصل ۶۵ - آیہ ۱۷ سے ۲۵ تک " شیر گائی کے مانند گھاس کھائیگا
اور سانپ مٹی کھائیگا - اور میرے تمام کوہ مقدس مین ضرر واذیت نہین رہیگی
اور فساد نہین کرینگے " یعنے سب کو ایکسان فیض ملیگا - اور پیشوایان
قوم جنہون نے عام خلق اللہ کو اپنا زرخرید موروثی غلام سمجھکر
شخصی ریاست کا کارخانہ جمایا ہے اور ہم ذئاب فی مسوک
الکباش جنہون نے گرگ بھیڑ کیطرح بلباس میش بکری کے
بھیس مین چھپکر اونکے گوشت وخون کو اپنی خوراک بنالیا ہے - اور
بنی اسرائیل کو حضرت عیسیٰ کے فیض سے محروم کیا - اور نصاریٰ کو
فیض انوار آفتاب عالمتاب محمدی کے استفاضہ سے باز رکھا ہے -
مگر ظہور الہی اور یوم اللہ مین دوسری خلق اللہ کے مانند اونکی
اور سب کی خوراک ایکسان ہوگی - پھر اونمین کے جو سانپ کیطرح

مگر یہ امر مسلّم ہے۔ کہ اصل مقصود ظہور مقدّس ہے۔ اور علامتین اسکے مقابلہ مین محض فرع سمجھی جاتی ہین۔ ظہور متبوع ہے۔ اور علامتین اسکے تابع مین ہین۔ پس جبکہ ظہور ظاہر ہوگیا۔ تو یقین کرنا چاہئے کہ بجز اُس ظہور کے ظاہر ہونیکے سب علامتین بھی یقیناً ظاہر ہوچکین ہین۔ اسواسطے کہ ان سب علامتون کے ظاہر ہونے اور نہونیکی میزان وظہور مقدّس ہے۔ ہماری محدود اور ناقص سمجھ ہرگز اس امر مین میزان اور معیار نہین ہوسکتی۔ پس اس بحث کے رو سے وقت کے پورے ہوتے ہی حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ کا ظہور ہماری سعادت و بہتری کیلئے سنّت قدیمۂ الٰہیہ اور قانون قدرت کے مطابق دنیا مین ظاہر ہوچکا۔ اور اُن دونون کے ظاہر ہونے سے پہلے اور اونکے ظہور کرنے کے پیچھے ظاہر ہونیوالی سب علامتین بھی بے کم و کاست ظاہر ہوچکین۔ ہم مین سے بعضون کا ماننا اور بعضون کا اس ظہور کو جھٹلانا بھی سنّت قدیمۂ الٰہیہ کے قانون کے مطابق ہے۔ پہلے تو انکار کرنے کی جہنّم پر سب کا وارد ہونا امر ضروری ہے۔ پھر بعضون کا تلاش و تحقیق کرنیکے بعد ظہور کو ماننا۔ اور بعضون کا غفلت اور بیخبری اور جہالت و بیخردی کے باعث ظہور کو نہ ماننا بھی امر ناگزیر ہے۔ وان منکم الّا واردھا وکان علی ربّک حتماً مقضیًا۔ آیۂ قرآنی کی دلیل اس امر مین برہان قاطع ہے کہ جہنّم انکار کے کنارے پر وارد ہوے بغیر کوئی نہین بچیگا۔

دجّال۔ سے مراد۔ وہ بدکردار بدبخت عالم اور مولوی ہے جو ظہور

گذر چکا ہے خدا سب کو جانتا ہے - اور بسبب محدود ہونے مخلوقات
کی سمجھ کے اوسکی بے انتہا علم و سمجھ کے اندازہ کو خلق عالم نہین پا سکتے
یہ عاجز مخلوق اپنی اٹکل اور میرائی سیکھنے سکھلانے پر نازان ہین
اور ایک دوسرے پر فخر کرتے ہین - مگر خدا تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ اور
احاطۂ علمی کے روسے اونکی سمجھ اور خیالات کے برخلاف ہمیشہ سے اپنے
مظاہر قدسیہ اور ہیاکل نورانیہ وحدت ذات کو ظاہر فرماتا ہوا آیا ہے
اور ظاہر فرماتا رہیگا - گر تو بھی پسندی تغیر دہ قضارا ۱۱۱ اور سب
(سر اوٹھا کر گھمنڈ مین اترا کر چلنے والے علماء حکماء اہل دانش و بینش کے
نہیں اوس زندہ و پائندہ ہمیشہ قائم رہنے والے پروردگار کے روبرو جھک
جائینگے اور ذلیل ہو جائینگے - اور تحقیق کہ نقصان کیا اور نامراد ہوا جسنے
اوٹھا لیا (اپنے لیئے) ظلم و ستم (اعراض و انکار کا بھاری بوجھ) ۱۱۲ اور
جسنے عمل کیا اچھا اور وہ مؤمن تھا - پس نہین ڈرے گا وہ ظلم سے
اور نہ نقصان سے -

اگر بیان مطلب کی درازی کا خوف نہوتا تو قرآن شریف کی
سب آیتون کو یہان قلمبند کرتا - مگر بالفعل اتنے بیان کو کافی سمجھکر
اسپر اکتفا کی جاتی ہے -

یہ بات غور طلب ہے کہ الہامی کتابون مین جس مقام پر آئندہ ظاہر
ہونے والے ظہور مظہر قدسی الٰہی کا بیان لکھا ہے اوسی جگہ اس ظہور
کے ماقبل اور مابعد مین ظاہر ہونیوالی علامتون کا احوال بھی بیان فرمایا ہے

خدا نے یاد آوری فرمائی ہے - کیونکہ حدیث شریف نبوی مین - یاجوج
وماجوج کا خدا کے ساتھ تیر اندازی کرنے اور لڑنیکا بیان مذکور ہے - اور
اہل ایمان اس بیان کو سمجھ سکتے ہین کہ ذات پروردگار تعالی شانہ کے
مظہر کامل سے لڑنا اور حجت کرنا اور اعراض وانکار کرنا یا دشمنی رکھنا بعینہ
حق تعالی اجل ذکرہ کی ذات عیب العیوب کے ساتھ معارضہ کرنا اور جھگڑنا ہے
یعنے شبہات اور انکار اور مکر وفساد کے تیر وہ مظاہر قدسیہ الہی حضرت
مہدی اور حضرت روح اللہ پر پھینکینگے - اور انکے تیر دین مبین الہی کے
آسمان تک پہونچینگے - بلکہ انکے دلون مین اس بات کی ہمت بھی آجائیگی
کہ ہم اس خدائی دین کو ایک آن بھر مین پامال کر دینگے کیونکہ انکے تیر لہو لگے
ہوے ہمان سے واپس گرینگے - یعنے کامیابی کی امید واری پر انکو
ہمت حاصل ہوجائیگی مگر اسی شب مین وہ اپنی مکر اور حیلہ کی زبان سے
اس دیوار کو جو خدا کے ظہور اعظم کی حفاظت کیلئے فولاد کی ہے کیطرح
سخت اور مضبوط بنائی گئی ہے اور مظہر اتم اقدم جل ثنائہ کے مبارک
ہاتھون سے جو اسکندر زمان سے بنائی گئی ہے - اسکو وہ چاٹینگے مگر
صبح نورانی ظہور کے وقت بالکل جیسی تھی ویسی ہی پائینگے - اور دین اللہ
اور امر اللہ کو کسیطرح کا نقصان نہین پہونچا سکینگے - بلکہ اہل ایمان انکے
مکر اور حیلونکی کالونکو مدتون تک اپنی ضروریات بشری مین امیدھن کے
طور پر استعمال کرینگے - اور انکے برے کامونکی تعفن سے خلق عالم مین
اتنی رسوائی کی دھوم مچیگی کہ اس بدبو سے لوگ بیزار ہوجائینگے

حق کے مقابلہ مین کھڑا رہکر آنحضرت سے محبت اور انکار کریگا - جسکو انٹی کرسیٹ بھی کہتے ہین - اور یہ بیان مفصل اگلے صفحون مین لکھا گیا ہے

یاجوج و ماجوج - یا - غوک و مغوک سے مراد - آیۂ قرآن مجید کے روسے واضح ہے - کہ ان یاجوج و ماجوج مفسدون فی الارض یعنے - یاجوج اور ماجوج فساد کرنیوالے ہین زمین مین - اور فساد کرنیوالون کا بیان قرآن کی اکثر آیتون مین - اور خصوصًا - پارۂ اول سورہ بقر کی ابتدا مین مذکور ہے - جسکا ماحصل یہ ہے - کہ خدا کے عہد و میثاق اور قول و قرار کو توڑکر جو لوگ لوگون کو گمراہ کرتے ہین اور بگاڑ و جدائی ڈالتے ہین - اور فتنہ برپا کرتے ہین اور صاحب ظہور مقدس الٰہی کے مقابلہ مین انکار و حجت کیساتھ پیش آتے ہین - البتہ وہی قوم غوک و مغوک اور یاجوج و ماجوج کی جماعت مین سے ہین - یہ روحانی اصطلاح قرآن شریف کی ہے - مگر ظاہر مین تواریخ قدیمہ کے روسے اغلب غول و مغول اہل تاتار ترک و تبت اور چین و جاپان و روس ہین - **کتاب** حزقیل - فصل ۳۸ + آیۂ ۳۹ = مین ترک و روس کو یاجوج و ماجوج کی اولاد لکھا ہے - کثرت جمعیت کے روسے اونکی اتنی بڑی بہاڑی جماعت ہے - کہ اگر دیوار چین کی سرحد سے باہر نکلنے پائین تو دنیا کی سب چیزونکو کہا جائین - انکا گذران اپنے وطن مین نہایت درجہ کی تنگی معاش کے ساتھ ہوتا ہے - مگر یقین ہے - کہ قرآن شریف مین اس مقام پر تاریخی حالت بیان نہین ہوئی ہے - بلکہ روحانی بیان کے ساتھ

اَنَا دَابَّةُ الْاَرْضِ — یعنی مین دابۃ الارض ہون - مظاہر جلال وجمال وقدرت ومشیت وارادہ ومحبت اور کمال ذوالجلال تعالیٰ شانہ جب اپنی بشریت کے مرتبہ مین جو زمین سے متعلق ہے اور عناصر اربعہ اور موالید ثلاثہ کے حدود اور کمیت وکیفیت وغیرہ کی قیدون سے موصوف ہے - پاک وصاف اور فانی ہوکر - اطلاق کے عالم غیر محدود مین قدم رکھتے ہین - اور عبودیت کے مرتبہ مین کمال حاصل کر لیتے ہین تو عنایت کا جاذبہ مقناطیسی زمین کی پستی سے انکو قرب اور حضور کی بلندی کیجانب جذب کر لیتا ہے - اور خلعت برزخیت [redacted] اور مظہریت سے بزرگی وشرف بخشتا ہے - اور یہ آسمانی ہیکل نورانی امتیازات لاہوتی کے ساتھ زمین کے طرف دوسرے بار واپس آتا ہے اور ہر بیت کبریٰ کی راہنمائی پر چلتا ہے - اور خلق کو دعوت کرتا ہے - بسبب کمال جامعیت کے جو اس مظہر حقیقت کبریٰ کے وجود فیض آمود مین بتمام شئون وصفات - سب چیزون کی حقیقت زمین وآسمان اور جو کچھ ان دونون مین وجود وہستی رکھتا ہے - موجود ہے - مگر جسم کے پردہ مین یہ کمال چھپا ہوا رہنے کے باعث عام خلق اللہ ان جواہر مجردہ کو حیوان ناطق کی شکل مین اپنے جیسا بشر محدود ومقید سمجھ کر زمین پر چلتا ہوا دیکھتے ہین - حالانکہ وہ آسمانی روحانی لاہوتی حقیقت والے لامکان کے رہنے والے لامکان کی فضا پر قدم فرسا رہتے ہین - مخلوق کی زبانی کلام ربانی اس مرحلہ کی تشریح کرتا ہے - واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون - دپارہ - ۲۰ - سورۂ نمل

تو ایک بادشاہ جسکو بشریت کے رو سے اصطلاح کتب مقدسہ مین جانور ذکر فرمایا ہے۔ اُن سب مردود افعال کے اجسام اور نقشون کو صفحۂ دنیا سے مٹا دیگا۔ اور مؤمنین ان کے مکر اور حیلون سے محفوظ رہینگے۔ اور یہ ظالمون کے دو گروہ ہین جو تباہی مین گرفتار ہین۔ اور جنکے ظلم و تعدی کے بھاری دباؤ سے ہیکل ظہور الٰہی اور مومنین کو بظاہر لاکھون طرح کا رنج پہونچتے رہا ہے

آفتاب کا اپنی مغرب سے نکلنا۔ یعنے۔ وحدت کے آفتاب مظہر اتم جمال قدم جلّ ذکرہ و ثنائہ سنّت قدیمۂ الٰہی پر انّا للہ اور انّا الیہ راجعون کے مظہر ہین ہمیشہ احدیّت ذات مستجمع الکمالات والصّفات غیب الغیوب کے مصدر و مطلع سے طلوع کرتے ہین۔ اور جہان سے طلوع کرتے ہین وہین غروب بھی فرماتے ہین جو ربّ المشرقین و ربّ المغربین۔ اور ربّ المشارق والمغارب کی ذات یگانہ کے ظہور کا خاص مقام ہے۔ اُس ذات احدیّت پروردگار کی بڑی تجلّی اور ظہور آفتاب جمال محمّدی تھا جسکا طلوع ظاہر مین حجاز عرب کے افق سے ہوا۔ لیکن بطور حقیقت و معنی غیب الغیب کے افق لامکان سے اونھون نے طلوع فرمایا۔ اور اسی افق مین غروب بھی کیا تھا۔ اسواسطے کہ آنحضرتؐ آیۂ انّا للہ و انّا الیہ راجعون کے مظہر تھے۔ تو ظہور عرب بلاعین اور احمد بلا میم حقیقت محمدی جمال ابھی ابھی اسی مغرب احدیت ذات سے نکلیگا

دابّۃ الارض یعنے زمین پر چلنے والا۔ کتب شیعہ امامیّہ مین حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے نقل ہے کہ فرمایا۔

صغریٰ سے تعلق رکھتی ہین ایک کے بعد ایک ظاہر بھی ہوچکین ہین - جیسا کہ
حضرت عیسیٰ کے ظہور کی خبر توریت مین بمدت معین اور مشخص علامتون
کے ساتھ موجود تھی - بلکہ امروز ملت عبدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
مبارک نام بھی توریت مین سے نکالکر یہودیون کیلئے دلیل قائم کرتے
ہین - لیکن قوم بنی یہود انے آج تک نہ تو ظہور عیسیٰ کے ظاہر ہونے کی علامتین
دیکھین - اور نہ انکو اپنا نجات دینیوالا توریت کا موعود سمجھا ہے -
حال آنکہ حضرت عیسیٰ یقیناً ایکہزار نو سال کے قبل آچکے اور اُنکے آنے کی
توریت کی سب علامتین بھی ظاہر ہوچکین ہین - اسیطرح حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر توریت و انجیل مین مقرر علامتون کے
ساتھ ایک معین مدت و وقت پر ظاہر ہونیکی بابت مندرج ہے جسکو
آنحضرتؐ کی اُمت کے لوگ مضبوط دلیلون کے ساتھ ثابت کرتے ہین
اور توریت و انجیل کی مقدس کتابون کے استدلال سے سب منکرون
پر حجت کو پوری کرتے ہین - مگر یہود و نصاریٰ کی نظر و کمین نہ تو ایسی
دلیلون کا توریت مین ہونا مسلم ہے اور نہ تو ایسی علامتون کے ظاہر ہونیکو
وہ مانتے ہین - بلکہ بتمام قوت و ہمت مقابلہ مین احتجاج و بحث کرکے
کہتے ہین - کہ اگر ایسی علامتین جو ہماری کتب مین موجود ہین آنحضرتؐ
کے ظہور مین پوری ہوتین تو یقین ہے کہ ہمارے اجداد انکو دیکھتے ہی
مان لیتے - اور اللہ دیدہ و دانستہ حق و اضح مبین کے ہرگز زندہ منکر
ہوتے - پس جیسا کہ نصاریٰ کی ملت پر حضرت عیسیٰ کے ظہور کے وقت

آیۂ ۸۲ مگر پارہ کی ابتدا سے سورہ کے انتہا تک غور کے ساتھ ایمان کی
سمجھ سے پڑھو) ترجمہ۔ اور جب آن پڑیگی ان پر بات (خدا کے وعدون کی از
قبیل میعاد و مدت جو امت کیلئے دی گئی ہے) نکالینگے ہم انکے لئے ایک متحرک
جنبندہ چلنے والا (جانور حیوان ناطق) زمین مین سے (یعنے زمینی اوصاف
والون کے درمیان مین سے) جو بولیگا (اور قوۃ ناطقہ بشری کے باعث ہدایت
کبریٰ کے مقام مین کھڑے رہکر کہیگا اس سبب اور باعث کو) کہ کیون لوگ
ہماری نشانیون پر یقین نہین لاتے تھے۔ اس بیان سے امید ہے کہ تحقیق
کرنیوالون کے دلونمین سے سب شکوک رفع ہوجائین۔ اسمین شک نہین کہ
یہ خروج کرنیوالا نہایت حیرت خیز اور تعجب افزا مخلوق خدا کا ہے۔ جو شکل وصورت
مین اگرچہ ہماری طرح ہم سے پوری مناسبت رکھتا ہے۔ مگر ایسی باتین کہیگا
کہ کسیکے کانون نے نہین سُنا۔ اور ایسے عجائبات قدرت پروردگار عوالم ناسوت
اور ملکوت اور جبروت ولاہوت کے ہمین دکھائیگا کہ کسیکی آنکھون نے نہین
دیکھا ہوگا۔ اور ان سب امور کا ظہور بطور کمال اس ظہور اتم اعظم مین مشہود
وموجود ہے۔ اور بے نیازی کی نہایت ہی اونچی کرسی پر آمر دنا ہی اور مظہر
یفعل مایشاء ویحکم مایرید ہے۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر ان اللہ
غنیّ عن العالمین جمیعًا۔ بل کذّبوا بما لم یحیطوا بعلمہ۔ ولمّا یاتہم تاویلہ۔ وقس
علی ہذا المنوال سائر الشئون والامثال۔

خلاصۂ مقال اور حاصل کلام یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت
روح اللہ کا ظہور اعظم وقت اور زمانہ معین پر ہوچکا۔ اور یہ سب علامتین بھی جو قیامت

ذاتی پھل دیا کرتا ہے جو کہ اگلی گذشتہ موسم مین بھی اُسنے دیا تھا۔ اسیطرح درخت اقبال کے پھل اور درخت انکار کے ثمر بھی گذشتہ بہار کی موسمون کے ایام مین ظاہر ہونیوالے پھل سے آپس مین پوری پوری جنسیت اور مشابہت رکھتے ہین چنانچہ حقتعالی شانہ کلام مجید مین بیان فرماتا ہے۔ کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم قد بینا الآیات لقوم یوقنون (سورہ بقرہ۔ پارہ ۱ ع ۱۳) ترجمہ اسیطرح کہا تھا ان لوگون نے جو انسے پہلے تھے انکی بات کے مانند۔ انکے دل آپسمین مشابہ اور ایکسان ہین (انکار اور کفر آمیز باتون کے کہنے مین اگلی امتون کے ساتھ) تحقیق دکھلائی اور بیان فرمائی ہمنے علامت اور نشانیان اس قوم کیواسطے جو یقین لاتے ہین۔ یعنے ایمان لانیوالون کا حال۔ اور انکار کرنیوالون کے اقوال اور افعال ہر ایک ظہور کی موسم مین ایک ہی قسم کے ہوا کرتے ہین چنانچہ اگر اندک غور و تامل فرمایا جائے تو حقیقت حال منکشف ہو سکتا ہے یہی مسئلہ ادیان متفرقہ اور مختلف امتون مین تناسخ کے عقیدہ کی صورت مین بحث کیا جاتا ہے۔ اور جسمانی باتون مین تاویل ہوتا ہے۔ نیز صوفیہ کرام کی اصطلاح مین تجدد امثال کہتے ہین۔ اور ہندو و بودھ اور دوسرے فرقہ والے لوگون کے عقیدہ مین تناسخ نام رکھتے ہین حالانکہ تناسخ مہمل و باطل ہے۔ ؎

چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؎ عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآن محیط
عنکبوتی کے تواند کرد سیمرغ شکار۔

لایحہ۔ مظاہر مقدسہ الٰہی کی پہچان۔ اور ذات بیچون حضرت یزدان کا عرفان کیا نوع بشر کیلئے ممکن ہے؟

اور علامتون کا کاملاً ظہور مین آنا یقینی ہے - اور یہود اس فیض سے منکر اور محروم بنے ہوئے ہین - اور اہل اسلام پر ظہور حضرت ختمی مرتبت صلعم کی مدّت اور علامتون کا ظاہر ہونا اور کتب مقدّسہ کے وعدون کا پورا ہونا قطعی ایمان لانے کے رو سے عیان اور آشکار ہے - اور ملّت نصاریٰ سراسر اس فیض عظیم سے ناکام ہین - اسیطرح امروز حضرت مہدی اور حضرت روح اللہ کے ظہورات مقدّسہ کی مدّت اور علامتون کا اور توریت[1] و انجیل[2] اور قرآن[3] اور ژند[4] و ستا[5] اور وید[6] اور تری پلیتکا وغیرہ ادیان متفرقہ کی اعتقادی کتابون کے وعدون کا پورا ہو چکنا بھی اہل بہاء اور مؤمنین حضرت اعلیٰ پر آفتاب کی طرح روشن و متیقن ہے - مگر سائر ملل اور پیروان مذاہب و نحل کے پاس اس امر کو ماننا اور قبول کرنا بغایت دشوار ہے - گویا لتسلکنّ سنن من قبلکم کی حدیث شریف کا مصداق انپر نہایت ہی صادق و موزون آتا ہے - ظہورات مقدّسۂ الٰہی کی مثال - موسم بہار کیطرح ہے - جو نواع انسان کے وجودات کے درختون کو تر و تازگی بخشتی ہے - اور اقبال و ایمان کا درخت ایکدرخت ہے - اور کفر و انکار کا درخت بھی ایک جدا درخت ہے - جبکہ روحانی بہار کی موسم اپنی مقرّر مدّت پر ظاہر ہوتی ہے - شجرۂ طیّبہ ایمان و اقبال اپنے پھول پھل سے بہرہ ور ہوتا ہے - اور شجرۂ خبیثۂ اعراض و ادبار و کفر و انکار بھی اپنے پھول پھل اور پتّون سے ظاہر و نمودار ہو جاتا ہے - جیسا کہ ہر ایک موسم مین ہر ایک درخت اپنا

سبحان من لا یعرف بغیرہ۔ جو کچھ تمنے اپنی سمجھ اور اپنے خیال سے گھڑ لیا ہے
اور جسکو امتیاز دیکر اپنا خدا بنا لیا ہی وہ تو تمھارے جیسا ایک مخلوق محض
ہی اور خدا کی ذات مطلق کی بحید تا ہ تک نہ پہونچکر تمھارے ہی طرف واپس
لوٹ آتا ہی۔ وہ پاک پروردگار اپنی ذات مطلق کے سوا کیسکی پہچان اور سمجھ
سے پہچانا نہین جا سکتا۔ السبیل مسدود والطلب مردود۔ اسکی طرف جانیکا
راستہ بند ہی اور اسکو ڈھونڈھنے والیکی طلب ناکامی کا نتیجہ بخشتی ہی پھر بعضے نامور
حقیقت شناس بزرگون نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ فرمایا۔ من سئل عن
التوحید فھو جاھل ومن اجاب عنہ فھو مشرک ومن عرف التوحید فھو
ملحد ومن لم یعرف التوحید فھو کافر۔ توحید کی بابت سوال کرنیوالا نادان ہی اور توحید
کی بابت جواب دینے والا مشرک ہی اور توحید کا پہچاننے والا ملحد ہی۔ اور توحید کا نہ پہچاننے والا
کافر ہی" حدیث قدسی اور قرآن کا بیان اگرچہ ان مطالب پر حاوی ہی لیکن سچے
طالبون کو امیدواری کا جوش دلاتا ہی اور عاشقان جمال بیمثال ذوالجلال کے
عشق کی آگ کو بھڑکاتا ہی خدا فرماتا ہی کہ اے میرے پیارے بندہ مین تجھسے نزدیک ہون اگر تو ایک بالشت بھر میری طرف آئیگا مین ایک ہاتھ یا گز بھر
تیری طرف آؤنگا۔ ایک گز یا ایک ہاتھ کے قدر تو تیری طرف آوے تو مین تیرطرف
ایک باہم بھر آؤنگا۔ اگر باہم بھر تو میری طرف آئیگا تو مین دوڑتا ہوا تیری طرف آؤنگا
حضرت سید لولاک اور یکہ تاز ہفت افلاک ما عرفناک حق معرفتک فرماتے ہین اور رب زدنی
فیک تحیرا آگے ہین یعنی اے پروردگار اپنی پہچان مین حیرت کو زیادہ کر۔ والذین
جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا جو ہماری راہ مین کوشش کرینگے ہم انکو اپنی راہ

ادیان مختلفہ کی پیروی کرنیوالون کا یہ پکا عقیدہ ہی کہ انسان اپنے خالق و مالک
کی پہچان کیلیے پیدا کیا گیا ہی اور اس پہچان کی علت غائی عبادت و بندگی ذات
بیچون پروردگار جمعن ہی گو ہر ایک دین مین عبادت کا طریقہ جدا ہی لیکن سب ایک ہی
مرکز کی جانب توجہ کرتے ہین اور عبادت کے طریقہ کے سکھلانیوالے کو جو مصدر فیوضات
ذات واجد مطلق اور منبع فضل وجود وجود غیر محدود حضرت حق اور مظہر ذات وصفات واسماء
وافعال حضرت ذوالجلال ہی ہر ایک فرقہ اپنی اصطلاح مین مختلف ناموں کے ساتھ یاد کرتا
ہی کوئی نبی کہتا ہی کوئی وشنو کوئی دیشنٹ واوتار کوئی ابن اللہ خدا کا بیٹا اور
کوئی بودھا وغیر ذالک لیکن سب ناموں کا مفہوم اور سب کے بیان کی حقیقت
و مراد ایک ہی ہے۔

حق سبحانہ تعالی کی ذات مجمع الاسماء والصفات کو ہر ایک دین و ملت کے
عقیدہ مین احد بیچون بیچگون بیمثل بیمانند بے کیف غیر مفید غیر محسوس مطلق۔
غیر تابع لا یدرک۔ لا بشرط۔ عین الکائنات منقطع الاشارہ والوجدان منزہ
مقدس بیشکل بیمثل۔ محیط۔ جہات ستہ۔ تحت و فوق و شرق و مغرب شمال
و جنوب سے برتر و بالا اور منزہ و نرالا۔ لاشریک و بیوزیر اور بلا نظیر و بے ضد
و بے ند و بے خویش و تبار اور لم یلد و لم یولد اور و لم یکن لہ کفوا احد و خالق و
موجد و علت العلل و موجود۔ و حاضر و ناظر و سمیع و بصیر و علیم و قدیر و متکلم
و زندہ و پایندہ حی و خبیر کہتے ہین۔ سب کے بیان سے بخوبی روشن
نظر آتا ہی کہ اس پروردگار کی ذات غیب منع لا یدرک انسان کی سمجھ مین نہین
آسکتی کلما میزتموہ باوھامکم فھو مخلوق مثلکم مردود الیکم

روز روشن کو اندھیری رات سے ہرگز تشبیہ نہین دے سکتے اور جلتی ہوئی شعلہ مارتی آگ کو منجمد پانی سے مثال بیان نہین کر سکتے۔ اسلئے کہ دونون کی حالت اور کیفیت جدا اور علیحدہ ہے درخشندگی اور تیرہ گی۔ اشتعال اور افسردگی مین ہرگز موافقت اور مطابقت نہین ہے۔ لیکن اگر کہا جائے کہ یاقوت رمّانی انار کے دانہ کیطرح ہے۔ اور لعل بدخشانی چراغ کے مانند چمکتا اور روشن ہے۔ تو ایسی تشبیہ چمک دمک اور روشنی کی کیفیت کی موجودگی مین نہایت موافق اور مطابق آتی ہے لیکن کیفیت جو اعراض کی خاصیت ہے فقط اجسام پر اطلاق کی جا سکتی ہے۔ اور مسلّم اور محقق ہے کہ حضرت حق جلّت عظمتہ وکبریائہ کی ذات ہرگز ہم اور جسمانی نہین ہے۔ کہ اعراض مین شمار کی جائے۔ یا اسکی کیفیت اور حالت مین کسی چیز کی موافقت اور مشابہت کا تصور و خیال باندھا جائے۔ تاکہ وہ چیز بسبب ایسی مشابہت اور مثلیت کے اسکے ذات کی کنہ اور حقیقت کو پائے۔ فسبحان اللہ عما یقول الواصفون فی وصفہ علوًّا کبیرًا۔

مثلاً۔ حقیقت کلیہ الٰہیہ کو گنج مخفی کی حالت کے قرینہ پر آنب کی ایک گھٹلی فرض فرماؤ جو زمین مین بوئے جانیکی حالت مین نظرون سے بالکل پوشیدہ ہو جاتی ہے مگر وہ گھٹلی اپنی ذات مین من جمیع الوجوہ ایک بڑے درخت کو پیدا کرنیکی قوت پوری طور پر رکھتی ہے کیونکہ درخت شاخون اور پتّیون کے ساتھ جمع الجمع کی حیثیت سے کاملاً اس گھٹلی کے اندر پوشیدہ گی کی حالت مین چھپا ہوا موجود ہے۔ مگر اعیان یعنے شاخون اور پتّیون کا بالکل نام و نشان

کھلا اینکے ایسی باریک باتون کو نہ سمجھکر عبادت و عرفان کے طریقہ مین اختلاف
بسدت پڑا ہوا ہے۔ مگر حقیقت امر کا انکشاف یہ ہے۔ کہ انسان مجاز اہر ایک حالت مین
مقید اور محدود ہے۔ اور قانون قدرت کے مطابق کسی چیز کا سمجھنا اور ادراک
کرنا دو امر پر موقوف ہے۔ اوّل احاطہ کرنا۔ یعنے جبتک کوئی چیز کسی چیز پر حاوی نہ ہو جا
اور احاطہ نہ کرے ہرگز اسکو ادراک نہین کر سکتی اور نہین سمجھ سکتی اور یہ بات محقق
و مسلّم ہے۔ کہ ذات مقدس الٰہی کو کوئی چیز احاطہ نہین کر سکتی اسواسطے کہ اسکی کنہ
کو پہنچنا یا اسکی ذات کی حقیقت کے گلزار سے خوشبوئی کی مہک کو استشمام
کرنا غیر ممکن و محال ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو بدون احاطہ کرنیکے سمجھنا یا ادراک کرنا
امر محال ہے۔ پس تعلیق بر محال محال ہے۔ دوئم مشابہت اور مثلیت ہے
یعنے جبتک کوئی چیز کسی چیز سے مشابہت اور مماثلت نرکھے اسکی حقیقت کا
تصور نہین جما سکتی بلکہ اسکو خیال مین بھی نہین لا سکتی۔ اس لحاظ سے
کہ بدون مثلیّت اور مشابہت کے یہ چیز اسکے مراتب اور عوالم سے بے بہرہ
رہتی ہے۔ تو اسکو کسطرح تصوّر اور خیال مین لا سکتی ہے۔ مثلاً جمادات اور
نباتات اور حیوانات ہرگز انسان کی حقیقت کو نہین پا سکتے۔ اسلیے کہ حقیقت
کے رو سے ان چیزون اور انسانون مین کسیطرح کی مشابہت اور مماثلت نہین ہے
اور یہ امر نہایت ہی بدیہی و واضح ہے۔ کہ ذات باری سبحانہ کا کوئی شبیہ و نظیر و مثل
و مانند نہین ہے۔ حکما کے نزدیک کیفیت مین مطابقت رکھنے کو مشابہت کہتے ہین
یعنے جبتک دو چیزین اپنی کیفیت اور حالت کے اندر آپسمین مطابق اور موافق
نرہین انمین سے کسیکو مماثلت اور مشابہت والی نہین کہہ سکتے۔ مثلاً۔

یہ درخت عالم اپنی سب قومی شاخون اور خلقی پتونکے ساتھ حقیقت کلیہ الہیہ ذات
غیب الغیوب مین پوشیدہ و مخفی تھا۔ کنت کنزاً مخفیاً کے مقام احدیت ذات سے
فاحببت ان اعرف کے مقام احدیت مین تنزلات ستہ شش گانہ۔ قضا۔ قدر۔ مشیت
اذن۔ اجل۔ کتاب کے مدارج سے فخلقت الخلق لکے اعرف۔ کے مقام تفصیل مین
سب کائنات اور مخلوقات کو اسنے ظاہر فرمایا چنانچہ اگر غور نظر کیا جاے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ
اپنی احدیت ذات کے خزانہ سے ظہور فرمانے کیلئے اس بے نیاز پروردگار نے دو طریقے مقرر کیے ہین
ایک تجلی عام ہے اور ایک تجلی درجلوہ خاص ہے ان دونو مین فرق کرنیکا طریق یہ ہے کہ
عام تجلی سے اس حقیقت غیبیہ (باصطلاح گٹھلی) کی کمالیت کما حقہ ظاہر نہین ہوتی بلکہ
اشیا کی کمالیت اس تجلی سے نمود ہوا کرتی ہے جیسا کہ شاخون و پتیونکو اگر ذرہ ذرہ کرکے
ٹکڑے کرو اور تمام درخت کو چھان مین کرو تو بھی اس حقیقت کلیہ غیبیہ (گٹھلی) کو بجنسہ
کسی چیز مین نہین پاؤگے مگر جبکہ موسم پھلنے پھولنے کی آتی ہے تو باقتضاے ضرورت
اپنے ذاتی کمالات کے ظاہر کرنے اور درخت عالم کی آفرینش کے نتیجہ کو ظہور مین لانیکے
لیے وہ تجلی ذات مع اسماء و افعال و صفات اپنی ادنی مخلوق شاخ اور پتیون کے درمیان
مین سے ظاہر ہوتی ہے اور نتیجہ خلقت و آفرینش ظہور مین آتا ہے اور اس (گٹھلی
یعنی) حقیقت کلیہ غیبیہ کی پوری کمالیت ظہور مین آتی ہے اور ثمر یا پھل کو بظاہر کسی
قوم اور کیش اور مذہب و ملت یعنی شاخ مین کا ہو کر ظہور کرتا ہے اور
محدود النظر مخلوق کی آنکھون مین بجز اسکے پوست اور گھابھ (گوشت)
کے پھل کی حقیقت جو گٹھلی ہے۔ بالکل نظر نہین آتی۔ مگر پھل
مین گٹھلی کا ظہور اپنی ذات و اسماء و صفات و افعال

اسمین نہین پایا جاتا۔ گٹھلی اپنی ہستی مین مطلقاً شاخ اور پتونکے سہارے بغیر قائم ہی لیکن شاخون اور پتیونکی ہستی اور وجود گٹھلی کے وجود پر منوط و موقوف ہے جب گٹھلی کو اپنے ذاتی کمالات کے ظاہر کرنیکا شوق پیدا ہوا تو اُسنے اپنی فاعلیت کی قوت کے ظاہر کرنیمین اپنے نام اور صفاتون کے عوالم کو شاخون اور پتون کی تفصیل والے ایک خاصہ درخت کی صورتمین ظاہر کی چنانچہ جب ہم درخت کو نظر کرتے ہین گٹھلی کی قدرت اور صنعت اور جلوہ گری کو ہر ایک چیز مین پاتے ہین اور درخت کو اپنی شاخون اور پتیونکے ساتھ گٹھلی کی ہستی اور وجود پر گواہی دیتے ہوے مشاہدہ کرتے ہین ؎ دل ہر ذرہ کہ بشکافی ۱۰ آفتابیش درمیان بینی۔ بلکہ درخت کیحالت کہ مثل سراب بے آب اور بمثل حباب بر آب یا مانند عکس دیوار نمود بی بود و ناپائدار دیکھتے ہین اور گٹھلی کو باقی و برقرار جانتے ہین سو اگر تمام درخت کو اول سے لے آخر تک ذرہ ذرہ کرکے شاخون اور پتیون مین گٹھلی کی تلاش کرین تو کیا گٹھلی ہمین پاسکتے ہین؟ یا اینکہ آیا شاخون اور پتیون مین گٹھلی کے ساتھ کسی طرح کی مشابہت اور مثلیت ہی؟ جب ہم آشکارا دیکھتے ہین کہ پتے اور شاخون لیلیے گٹھلی سے حیات پانے اور نشو و نما کا فیض حاصل کرنے کی ایک پوشیدہ راہ و رسم اور تعلق درمیان ہی جسکے قطع ہوتے ہی وہ شاخ خشک ہوجاتی ہی اور پتیین زرد ہوکر وجود سے راہ عدم کی طرف رجوع کرجاتی ہین مگر درخت کی حقیقت اپنی ذاتی حالتمین یکسان بدون کم و بیش ہمیشہ ایک ہی حالت پر ثابت و قائم رہتی ہی اسیطرح اس عالم ناسوت کی حقیقت غیبیہ کا حال سمجھ لو۔ اس جہان عالم امکان کو ایک درخت سمجھو اسکی شاخونکو مختلف قوم و مذہب کی جماعت۔ اور اسکے پتے اس قوم و مذہب کی پیروی کرنیوالی مخلوق خصوصاً جنس آدمی زاد کو خیال کرو پھر جیسا کہ درخت اپنی شاخون اور پتیونکے ساتھ گٹھلی مین پوشیدہ تھا اسیطرح

کی ایک اور ابراہیمی کی تین شاخین - نیز اپر پھولنے والے - موسوی - عیسوی
اور محمدی پھلون کے نام سے معروف ہین اور اس درخت کا آخری پھل جو زمان
آخر مین اس درخت عالم کی پھنگی پر پھلنے والا ہے - اور جسکے آنیکے انتظار مین
ساتون مذکور بالا شاخون کی پتیان ٹکٹکی لگائے ہوئے رہتی ہین وہ اس درخت
کی حقیقت اور جوہر الجواہر بسیط مطلق کا ظہور اور نتیجہ کلیہ کا ملہ ہے
پس اس بنا سے کہ درخت کی حقیقت اور گٹھلی یا بیج نے درخت کی
بیچا بیچ جڑ پتا غیب مکنون کے خزانہ کے اندر سے جو نظرون سے
پوشیدہ تھی - اپنے جلوہ گری کے وقت اور ہوسم مین درخت کی ساتون
شاخون پر ظہور فرمایا - تو اس آخری ظہور کے سوا بجز درخت کی پھنگی
کے اور کوئی شاخ باقی نہین رہی - اسواسطے یہ بڑا ظہور جو سابق کے ساتون
ظہورات سے نہایت ہی بڑا اور سب سے کامل تر اور سب کو ایک کرنیوالا ہے -
امروز اس درخت جہانکی پھنگی یا عرش پر ظہور فرما رہا ہے - اور اس بنا پر وہ سابق
کے کسی ظہور کا تابع نہین بلکہ متبوع مطلق ہے - اور سب کمالات سابقہ اور لاحقہ
کا جامع ہے - نتیجہ کلیہ ہے - گو مختلف شاخون کی پتیون مین کے ہر ایک پتی نے اپنی
اصطلاح مین اسکا نام جدا رکھدیا ہے - اور بے سوچے سمجھے آپسمین نام پر
جھگڑ رہے ہین لیکن ظہور سے سب کا مقصد اور سبکی مراد ایک ہی ہے
لہذا لوگون کے لفظی جھگڑون سے درگذر کرکے ہم انکی اصلی مقصد
کیطرف رجوع کرکے اس مقالہ کو محض یاد آوری کے لیئے پیش کرتے ہین والسلام
علی من اتبع الحق بالحق ؛ العبد الفانی الدانی - سید مصطفی

کی کمالیت کیساتھ پورا ہے اسیطرح مظہر ظہور الٰہی انسان کامل مین احدیت
ذات کے سب نام اور صفات و افعال قدرت و سلطنت و کبریائی و عظمت
اور علم و کمالیت اور اثر و جذابیت وغیرہ پوری طرح موجود ہے۔
پس جسطرح بسبب مناسبت جنسی جسمانی اور شباہت جسد
عنصری ہم اس مظہر ظہور الٰہی کو جب ظہور کرتا ہے پہچان لیتے ہین۔
اور اسپر ایمان لاتے ہین۔ بخلاف ذات مقدس الٰہی کے جو سب
چیزون سے پاک و منزہ ہے اور فہم و ادراک مخلوقات سے باہر ہے
مگر بیان مذکور بالا سے یہ بات ہرگز ثابت نہین ہوتی۔ کہ ہم اسکی
حقیقت کو پہچان سکین۔ کیونکہ ہم اس محیط پر حاوی نہین ہین۔
اور نہ اسکے مانند جو اس سے ہمکو کچھ سروکار رہے۔ پس
حق تعالے جلشانہ نے محض فضل و کرم حق و باطل کے پرکھنے کیلئے
ہر ایک آدمی مین ایسی ایک کسوٹی و معیار رکھدی ہے کہ دیکھتے ہی
ہم کہہ سکتے ہین یہ حق ہے اور ایمان لاتے ہین۔ اور یہ باطل ہے
اور انکار کرتے ہین۔ اور یہ میزان و معیار یا یہ پڑتال
کرنیکی کسوٹی بدون فرق و امتیاز عالم و عامی دونون صنف ایکسان
رکھی گئی ہے۔ مگر اس عالم امکان کے درخت مین بمقتضای قانون قدرت
قرآن کی اصطلاح کے رو سے بطور ہم اس نام کی تین شاخین ہین۔
جنپر پھولنے والے پہلون کے نام سے مشہور ہین۔ فارسی۔ برھمی
و بودھ۔ اور دوسرے طرف چار شاخین ہین۔ فتشی۔ یا صابئین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	البصد	البصیر
۴	۱۸	حجۃ القائمۃ	حجّتہ القائمۃ
۵	۵	ممن الفجرت	من الفجرت
〃	۶	الصبّاح	الصبّاح
〃	۱۲	مرضانۃ	لمرضانۃ
〃	۱۹	ایسواکیسے	ایسے
۶	۱۰	کتابون مقرر	کتابون کا مقرر
۹	۱۳	مؤاندہ	مؤآخذہ
۱۰	۳	گرد	گرو
〃	۱۶	سلام	اسلام
۱۱	۱۰	بھتر	اور بہتّر
〃	۱۶	مندرج	مندرج قانون
۱۲	۱۱	ریلست	ریاست
۱۳	۱	اوردن	اورون
۱۷	۱	کلام اللہ	بلکہ کلام اللہ
۱۸	۷	منورلیشن	مینوریشن
۱۹	۲	سنبہاے	سنبھالنے
۲۰	۳	سخائی	سچائی
〃	۱۹	معبتون	مصیبتون
۲۱	۱	آبروزیری	آبروریزی
۲۱	۱۷	ما	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
,,	۱۳	جواونہون کیا ہے	جواونہون نے کیا ہے
۵۵	۱۳	کھلینگے	کھینچگے
۵۶	۱۶	یعنے حب علماء	یعنے جب علماء
۵۷	۱۴	پلٹیگا	پلٹیگا اور پھر جائیگا
۶۰	۵	وفات دوسو برس	وفات سے دوسو برس
۶۱	۶	حب دین	جب دین
۶۲	۵	ہونیکے	ہوجانیکے
۶۳	۱۶	سب موجوہ	سب موجودہ
۶۴	۱۱	کہ حضرت کی	کہ کیا حضرت کی
۶۵	۱۰	دے حدا اونکو	دے خدا اونکو
,,	۱۵	آدھے	آدھے دن
,,	۱۹	انحضر کی	آنحضرت کی
۶۶	۸	اشارہ فرمانی ہے	اشارہ فرماتی تھے
۶۷	۱	ایک ٹیم نہوتا	ایک مقرر ٹیم نہ ہوتا
,,	۱۵	اور اصلی	اور اپنی اصلی
۶۹	۸	تباہی جانچ	تباہی کو جانچ
,,	۹	بہی لے سکتے ہین	بھی سمجھ لے سکتے ہین
,,	۱۱	کی نشان کا	کی نشانیون کا
,,	۱۳	قرن مں	قرن ہین
۷۱	۲	ایکہزار دسو ساٹھ	ایکہزار دوسو ساٹھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴	۲	معمل	عمل
،،	۱۷	تھوری	تھوڑی
۲۹	۶	طہورات	ظہورات
،،	۶	باقضاے	باقتضای
،،	۱۱	بنائ	بنای
،،	۱۱	ابتدائ	ابتدای
،،	۱۸	جونی	جوانی
۳۱	۱۰	یہ بات ایک لبشر کے	یہ بات ہر ایک لبشر کے
،،	۱۹	عمیق	عمق
۳۴	۳	منکثف	منکشف
۳۵	۹	اوکسی	اور کسی
۳۷	۲	رسول اَللہ	رسول اللہ
۳۹	۲	نارل	نازل
۴۲	۱۱	غیبہ	غیبیّہ
۴۵	۱۵	کرنیوالی	کرنیوالی مدّت
۴۷	۱۸	خزان خستہ	خزان کی خستہ
۵۰	۴	فضا	قضا
۵۱	۱۹	یہان کر	پہچان کر
۵۲	۹	الٰہی سے	الٰہی کے
۵۳	۲	بے کم وکاشت	بے کم وکاست

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۵	مونٹ کیسس	مونٹ کوکیشس
〃	۱۷	اشیاے	ایشیای
۹۸	۱	افانی	زمانی
〃	—	ہامیر	پامیر
〃	۱۱	گورے بیٹے	گورے چیٹے
۹۹	۲	بابت	بات
۱۰۰	۶	یابرگد	یابڑگدہ
〃	۱۶	کاکاخاتم	کاخاتم
صفحہ کا نمبر	✕	۲۰۱	۱۰۲
۱۰۲	۶	حب	حبب
〃	۷	ذریعہ کامل سے	ذریعہ سے کامل
〃	۱۹	تا اخرا	تا آخر
صفحہ کا نمبر	✕	۳۰۱	۱۰۳
۱۰۳	۱۱	ویسہی	ویسی ہی
〃	۱۹	ریوبیت	ربوبیت
۱۰۴	۱۱	یوم من	یوم ینادی المنادمن
〃	۱۳	اوسنیواورسدن	اورسنیواوسدن
۱۰۵	۲	علاے شیعہ	علمای شیعہ
〃	۵	ہی کتاب	ہی مرتفع ہوگی کتاب
〃	۱۷	لاتینا ہے	لاتینا ہی
صفحہ کا نمبر	✕	۶۰۱	۱۰۶
صفحہ کا نمبر	✕	۷۰۱	۱۰۷

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
"	۴	اجل	اجل
"	۷	تحویلاً	تحویلاً
"	۱۸	الذّمجة	الذّبحة
۷۲	۱۸	(یعنے قیل کیے)	(یعنے قتل کیے)
۷۳	۲	مجہلو	مجہکو
رو	۱۶	نو و	نو د
۷۵	۷	اسباب پر	اسبات پر
رو	۸	حضرت ہجرت	حضرت نے ہجرت
رر	۱۴	لفظہ اولی	لفظۂ اولیٰ
۷۸	۱۶	مَوْؤُ - ءٍ	مَوْؤُءٍ
۷۹	۲	زُبُرَہٗ	زُبُرَہٗ
۸۰	۱۱	دے جائینگے	دیے جائینگے
۸۱	۳	کا ایک	کا فقط ایک
رو	۱۲	بے بصیرتی	بے بصیرتی
۸۳	۷	پارہ ۱۲ مین	بارہ ۱۲ مین
۸۳	۱۹	ایک جو کتاب ہے	ایک کتاب ہے جو
۸۶	۱۶	مونٹ کیش	مونٹ کوکیش
۸۹	۲	زمانہ کو	زمانہ کو نہایت
۹۰	۱۶	بھیجی ھے	بھیجی ہے
۹۵	۱۰	خدا کے	خدا نے
رو	۱۳	کو کیش	کوکیش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۵	۱۲	مبارکبا	مبارک
۱۳۶	۳	اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ	اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
″	۴	غَیْرُکُمْ ثُمَّ	غَیْرُکُمْ ثُمَّ
″	۶	عَلٰی فَخِذٍ	عَلٰی فَخِذٍ
″	۸	مِنَ الْفَرَسِ	مِنَ الْفَرَسِ
۱۳۷	۱۸	صفحہ۶۲	صفحہ۶۲
۱۳۸	۱	المحمدیہ	المحمدیۃ
″	۱۶	۶۲ وین	۶۲ وین
۱۳۹	۸	خاتم الأیت	خاتم الولایت
″	۱۱	عجم	ملک عجم
″	۱۴	سے روسے	کے روسے
۱۴۱	۱۲	جوعالم تقیید	جوعالم تقیید
۱۴۲	۱	مرنا لو	مرنا تو
″	۷	امورات لی	امورات کی
″	۸	تاسس	تاسیس
″	۱۲	منعلق	مغلق
۱۴۳	۳	غلیه	علیه
″	۱۳	تا اینکہ فرمایا	تا اینکہ فرمایا
″	۱۵	امین جو	امین ہین جو
۱۴۴	۱	حقیقتون پر	تعیقتون پر
″	۳	کیلئے	کیے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۷	۱۸	اِلَّا لِیُؤْمِنُنَ	اِلَّا لِیُؤْمِنُنَّ
۱۰۸	۱۲	اِسْحَاقَ	اِسْحَاقِ
〃	۱۸	اِنَّ	اَنَّ
۱۱۱	۶	سلینٹ	سینٹ
۱۱۲	۷	ولعین	ولعین
۱۱۴	۷	دلائل النبوۃ	دلائل النبوّۃ
〃	۱۹	ثِیَابًا الَّذِیْنَ	ثِیَابًا الَّذِیْنَ
۱۱۶	۱۳	دندھیری	اندھیری
۱۲۱	۶	اور کرمل	اور کوہ کرمل
۱۲۲	۱۶	ایبنت	امنیّت
۱۲۳	۱	مشہو	مشہور
۱۲۵	۱۵	خدائی	خدای
۱۲۸	۵	یتلو	یتلوہ
۱۲۹	۱۰	سرّ سن	سرّمن
〃	۱۰	جاتلقا	جا بلقا
۱۳۰	۲	حسین	حسینی
〃	۵	اخذ	مأخذ
〃	۶	کے	
۱۳۲	۱۲	ظہور الٰہی وامت	ظہورات الٰہی قیامت
〃	۱۴	دونو	دونون
۱۳۳	۴	رکوع ۵/۱۲	۵/۸/۱۲
〃	۱۱	تاو لمہ	تأویلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
〃	۸	یقنی	یقینی
〃	۱۶	والنشورہ	والنّشور
〃	۱۷	لم کیا	گم کیا
۱۶۸	۲	فصل	فضل
〃	۴	مشرق	مشرک
〃	۱۶	من أُدْمِ الرّجال	من أدَمِ الرّجال
〃	۱۸	فسئلت من ھذا فقالو	فسئلت من ھذا فقالوا
۱۶۹	۲	منکد	منکبی
〃	۱۹	موڈھون	مونڈھون
۱۷۰	۷	حلیہ ہے	حلیہ
〃	۱۱	اخول	احول
〃	۱۷	〃	مونڈھون
۱۷۱	۵	وصورت	وہ بصورت
〃	۱۴	قوالله	فوالله
〃	۱۸	....	دجّال
۱۷۲	۵	....	ترجمہ
〃	۱۶	....	احادیث مختلفہ
۱۷۳	۲	قرش	قبرس
〃	〃	جزیرہ ی	جزیرہ سی
〃	〃	مذکور	مذکور
〃	〃	〃	ایام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
"	۴	فرماوے گا	فرماوے گا اینے
۱۵۳	۱۲	یُسْتَقِذُوْنَ	یُسْتَنْقِذُوْنَ
۱۵۴	۱۱	تالیف اور علاپ	تالیف اور ملاپ
"	۱۳	ایسی باتون مین	ایسی باتون مین
"	۱۸	اَئِمَّتِھِم	اَئِمَّتِھِم
۱۵۶	۹	من	مین
۱۵۷	۱	مین	عین
"	۳	کے	سے
۱۵۸	۶	ثقیہ	ثقفیہ
۱۵۹	۱۵	اَلْاَصَارَ	اَلْاَصَارَ
۱۶۰	۱۴	برنطی	بزنطی
۱۶۲	۱۲	خیالات	خیانت
۱۶۴	۹	سرماسکتے	فرماسکتے
"	۱۰	مشت	بعثت
۱۶۴	۱۶	نہایت	بے نہایت
۱۶۵	۴	"	نہ توضیحًا ونہ تلویحًا
"	۵	سب	بسبب
"	"	جماعت رواہ	جماعت رواۃ
"	"	صحت	صحّت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۲	۶	ترای	تری
〃	۱۹	ظہور الہی	ظہور الٰہی
۱۹۴	۱۵	انعلم	العلیم
۱۹۵	۶	اتنظروا	انتظروا
۱۹۶	۱۰	〃	بجز دی
۱۹۷	۳	〃	آفتاب کا اپنی
〃	۱۸	حکم	حکیم
۱۹۸	۵	〃	آوے
۲۰۳	۱	زرقاً ۱۰۳	زرقاً ۱۰۳
〃	۲	عشرا	عشراً
〃	۴	نفساً	نسفاً
〃	〃	صعصفاً	صفصفاً
۲۰۳	۱۵	والاحقا	ولاحقا
〃	۱۸	الوا	العمی
۲۰۶	۱۰	ضرر	ضرر
۲۰۷	۱۰	ودل خستہ	ودل خستہ
۲۰۸	۸	سرا بھاکر	سرا ٹھاکر
۲۱۰	۲	مقرر	مکرر
〃	۱۴	جزقیل	حزقیل
〃	۱۵	بڑی بہاڑی	بڑی بہاری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۴	۱۶	نام کے	نام سے
۱۷۶	۱	//	انکے درمیان ہین
//	۲	//	بعضی
//	//	//	فرقے
//	۳	//	بعضی
//	۴	//	سمجھینگے
//	۱۴	غیرین	عزیزا
۱۷۷	۱۴	//	اس بیان
۱۸۰	۱۱	//	فرماتے ہین
۱۸۱	۲	واصح	واضح
۱۸۳	۱	وہان	وہان کی
۱۸۴	//	کے امت کو	کے اِس امت کو
۱۸۶	۱۸	تعلون	تعلمون
۱۸۸	۳	رکہتے ہین	رکہتے ہین
//	۶	پیشتہاد	پیشنہاد
//	۱۲	اعلیٰ	علیٰ
۱۸۹	۱۷	حق جلّشانہ فرماتا ہے	حق جلّشانہ فرماتا ہے
۱۹۰	۹	خدائے چاہا ہے	خدائے چاہا ہے
//	۱۸	نتیجہ	نتیجہ ہے
۱۹۱	۱۷	پدر آسمانی	پدر آسمانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۱	۱۴	بنائی گئی ہے	بنا کی گئی ھے
۲۱۲	۱۷	ابھی ابھی	ابھی بھی
۲۱۴	۱۴	. .	نہایت ہی
〃	۱۴	امر دناہی	آمر و ناہی
〃	۱۶	تاویلیہ	تاویلہ
۲۱۵	۱۵	بلکہ تیمام	بلکہ بتمام
۲۱۶	۸	پلیتکا	پیتکا
۲۱۸	۱۲	منع	شیخ
〃	۱۸	مانع	منیع
۲۱۹	۱۲	ذو الحلال	ذوالجلال
۲۲۰	۱	دکھلا نیکے	دکھلا ئینگے
〃	۱۶	نہایت ہی نہایت ہی	نہایت ہی
۲۲۲	۹	بیمثل	بمثل
〃	۱۸	فوم	فوم
۲۲۳	۱	..	حقیقت کلیہ الٰہیہ
〃	۱۱	کو باقتضاے	گو باقتضاے
〃	۱۳	پنوں کے	پتّوں کے
۲۲۴	۹	اس محیط پر حاوی	اس پر محیط و حاوی
〃	۱۵	.....	صنف مین
〃	۱۷	..	مجوس
〃	۱۹	...	صابئین

تمام شد